تحریک شدھی ملکانا

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اعلان بابت فتنہ ارتداد

۷- مارچ عصر کے بعد درس القرآن سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حسب ذیل تقریر فرمائی-

جماعت احمدیہ کا اخلاص وایثار

میں نے پچھلے جمعوں کے خطبات میں اس بات پر خصوصیت سے تقریریں کی ہیں کہ ہماری جماعت کے اخلاص ٬ دینی قربانی اور ایثار کا نمونہ اور کہیں نہیں پایا جاتا اور میں نے امید ظاہر کی تھی اور سچے طور پر ظاہر کی تھی کہ اگر ہماری جماعت کے لوگوں کو اسلام کے لئے جانیں پیش کرنے کی بھی ضرورت پڑے گی تو وہ اس سے دریغ نہ کریں گے- میری یہ امید بلاوجہ نہ تھی اور نہ بلا ضرورت تھی- بلاوجہ تو اس لئے نہیں کہ ہماری جماعت کی عورتیں جو گو دین کے متعلق اخلاص اور محبت میں بہت بڑھی ہوئی ہیں لیکن علمی لحاظ سے مردوں سے بہت پیچھے ہیں ان کے متعلق خطرہ ہو سکتا تھا کہ شاید دین کے لئے قربانی نہ کر سکیں لیکن جب ان کا موقع آیا تو انہوں نے قربانی اور ایثار کا بے نظیر نمونہ پیش کیا-

راجپوتوں کا ارتداد

اور میری امید بلا ضرورت اس لئے نہ تھی کہ ایک بات جس کے متعلق میں کئی دنوں سے سوچ رہا تھا- وہ ہماری جماعت کے لوگوں کی جانی قربانی کے لئے تیار ہونے سے ہی ہو سکتی تھی- وہ ضرورت جس پر میں ایک ماہ سے زیادہ عرصہ سے غور کر رہا تھا اور اس کے متعلق سوچ رہا تھا وہ سلسلہ ارتداد ہے جو یو- پی میں شروع ہو گیا

ہے- اس علاقہ میں ایک قوم جو ساڑھے چار لاکھ کے قریب ہے اس میں آہستہ آہستہ آریوں نے ارتداد کے پھیلانے کی کوشش شروع کی ہوئی تھی اور اب حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ قریب ہے وہ تمام کی تمام قوم آریہ ہو جائے- وہ لوگ ہندو نہیں کہلاتے بلکہ ملکانے کہلاتے ہیں اور ان میں بعض رسوم مسلمانوں کی پائی جاتی ہیں- مثلاً وہ مسلمان مولویوں سے نکاح پڑھواتے ہیں مگر پنڈتوں سے بھی نکاح پڑھوا لیتے ہیں- ان میں سے بعض ختنہ کراتے ہیں اور بعض نہیں کراتے- بعض مردوں کو دفن کرتے ہیں اور بعض جلاتے ہیں- کھانے پینے میں مسلمانوں سے چھوت چھات رکھتے ہیں- سروں پر بودی رکھتے ہیں- ان لوگوں کی حالت چونکہ معلوم نہ تھی اس لئے میں نے ۱۴ و ۱۹۱۵ء میں ان کا حال معلوم کرنے کے لئے یہاں سے دو تین آدمیوں کو بھیجا تھا- عبدالصمد صاحب پٹیالے والے کو اور فلاسفر صاحب کو اور غالباً اسی علاقہ میں بدرالدین صاحب کو جو اُب لنگر میں کام کرتے ہیں مگر ان لوگوں نے ایسی کم ہمتی دکھائی کہ یونہی چند دورے کر کے واپس آگئے اور صحیح حالات کا پتہ لگا کر نہ لائے- اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم اس طرف سے خاموش ہو کر بیٹھ رہے اور دوسرے لوگوں کو تو اس کی فکر ہی نہ تھی مگر آریوں نے آہستہ آہستہ کوشش جاری رکھی اور اب یہ حالت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ سارے لوگ آریہ ہونے والے ہیں اور آج ہی وہاں سے جو آدمی ہو کر آیا ہے وہ بتاتا ہے کہ ان کی ایسی حالت ہو گئی ہے کہ ایک گاؤں میں کچھ لوگ انہیں سمجھانے کے لئے جانے لگے تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر کوئی یہاں آیا تو ہم اسے قتل کر دیں گے-

ایسے موقع پر غیر احمدیوں سے یہ امید رکھنا کہ وہ کچھ کرنے کی کوشش کریں گے فضول ہے- چنانچہ آنے والے آدمی نے بتایا ہے کہ جب ان لوگوں نے قتل کی دھمکی دی تو غیر احمدی جو روانہ ہوئے تھے واپس آگئے حالانکہ میں سمجھتا ہوں قتل ہی ایسے علاقے میں تبلیغ اسلام کے لئے نتیجہ خیز ہو سکتا ہے اور ضروری ہے- میں سمجھتا ہوں اگر ایک دو تین آدمی قتل ہو جائیں تو اس ساری قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکتے ہیں- اول تو یہ بات ہی باطل ہوتی ہے کہ وہ لوگ تبلیغ کرنے والوں کو قتل کر دیں گے لیکن اگر ایک کو قتل کریں تو دوسرا اس کی جگہ چلا جائے اور دوسرے کو قتل کر دیں تو تیسرا روانہ ہو جائے تو وہ لوگ ضرور ارتداد سے بچ جائیں گے کیونکہ اس طرح ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کوئی ایسی قیمتی چیز کھونے لگے ہیں جس کے لئے یہ لوگ جانیں دینے کے لئے تیار ہیں اور دے رہے ہیں-

ہے۔اس علاقہ میں ایک قوم جو ساڑھے چار لاکھ کے قریب ہے اس میں آہستہ آہستہ آریوں نے ارتداد کے پھیلانے کی کوشش شروع کی ہوئی تھی اور اب حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ قریب ہے وہ تمام کی تمام قوم آریہ ہو جائے۔وہ لوگ ہندو نہیں کہلاتے بلکہ ملکانے کہلاتے ہیں اور ان میں بعض رسوم مسلمانوں کی پائی جاتی ہیں۔ مثلاً وہ مسلمان مولویوں سے نکاح پڑھواتے ہیں مگر پنڈتوں سے بھی نکاح پڑھوا لیتے ہیں۔ان میں سے بعض ختنہ کراتے ہیں اور بعض نہیں کراتے۔ بعض مردوں کو دفن کرتے ہیں اور بعض جلاتے ہیں۔کھانے پینے میں مسلمانوں سے چھوت چھات رکھتے ہیں۔ سروں پر بودی رکھتے ہیں۔ان لوگوں کی حالت چونکہ معلوم نہ تھی اس لئے میں نے ۱۴ و ۱۹۱۵ء میں ان کا حال معلوم کرنے کے لئے یہاں سے دو تین آدمیوں کو بھیجا تھا۔عبد الصمد صاحب پٹیالے والے کو اور فلاسفر صاحب کو اور غالباً اسی علاقہ میں بدرالدین صاحب کو جو اُب لنگر میں کام کرتے ہیں مگر ان لوگوں نے ایسی کم ہمتی دکھائی کہ یونہی چند دورے کرکے واپس آگئے اور صحیح حالات کا پتہ لگا کر نہ لائے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم اس طرف سے خاموش ہو کر بیٹھ رہے اور دوسرے لوگوں کو تو اس کی فکر ہی نہ تھی مگر آریوں نے آہستہ آہستہ کوشش جاری رکھی اور اب یہ حالت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ سارے لوگ آریہ ہونے والے ہیں اور آج ہی وہاں سے جو آدمی ہو کر آیا ہے وہ بتاتا ہے کہ ان کی ایسی حالت ہو گئی ہے کہ ایک گاؤں میں کچھ لوگ انہیں سمجھانے کے لئے جانے لگے تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ اگر کوئی یہاں آیا تو ہم اسے قتل کر دیں گے۔

ایسے موقع پر غیر احمدیوں سے یہ امید رکھنا کہ وہ کچھ کرنے کی کوشش کریں گے فضول ہے۔ چنانچہ آنے والے آدمی نے بتایا ہے کہ جب ان لوگوں نے قتل کی دھمکی دی تو غیر احمدی جو روانہ ہوئے تھے واپس آگئے حالانکہ میں سمجھتا ہوں قتل ہی ایسے علاقے میں تبلیغ اسلام کے لئے نتیجہ خیز ہو سکتا ہے اور ضروری ہے۔میں سمجھتا ہوں اگر ایک دو تین آدمی قتل ہو جائیں تو اس ساری قوم کو ہلاکت کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکتے ہیں۔اول تو یہ بات ہی باطل ہوتی ہے کہ وہ لوگ تبلیغ کرنے والوں کو قتل کر دیں گے لیکن اگر ایک کو قتل کریں تو دوسرا اس کی جگہ چلا جائے اور دوسرے کو قتل کر دیں تو تیسرا روانہ ہو جائے تو وہ لوگ ضرور ارتداد سے بچ جائیں گے کیونکہ اس طرح ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم کوئی ایسی قیمتی چیز کھونے لگے ہیں جس کے لئے یہ لوگ جانیں دینے کے لئے تیار ہیں اور دے رہے ہیں۔

ہر قربانی کے لئے تیار ہو جاؤ

میں نے اس کے متعلق ایک سکیم تیار کی ہے چونکہ اس وقت یہاں لوگ تھوڑے ہیں اس لئے ارادہ ہے کہ جمعہ میں اس سکیم کا اعلان کروں- لیکن چونکہ مرکز کے لوگوں کا زیادہ استحقاق ہے کہ قربانی کریں اور یہ زیادہ مستحق ہیں کہ قربانی کے لئے تیار ہونے کا انہیں سب سے پہلے علم ہو اور سب سے پہلے اخلاص کا اظہار کریں اس لئے یہاں کی جماعت کو میں نے پہلے سنا دیا ہے تا جن لوگوں کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ اپنے آپ کو اس کام کے لئے تیار رکھیں- یہ ہماری جماعت کے لئے اس قسم کا پہلا موقع ہے-

(الفضل ۱۲- مارچ ۱۹۲۳ء)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَالنَّاصِرُ

ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداد کے لئے تیار ہیں

"وکیل" امرتسر کی دعوت کا جواب

ملک کے گوشہ گوشہ میں جو آواز آج گونج رہی ہے اور جس سے سب مسلمان کہلانے والوں کے دل پاش پاش ہو رہے ہیں اور حواس پراگندہ ہیں اس سے مجھے اور احمدی جماعت کو ناواقفیت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمارا تو کام ہی دن رات تبلیغ اسلام ہے۔ مگر چونکہ ہم دوسرے لوگوں سے امداد طلب نہیں کیا کرتے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ خواہ اسلام کے لئے کیسا ہی مفید معاملہ ہو ہمارے ہاتھوں سے اس کا سرانجام پانا ہمارے بھائیوں کو شاق گذرا کرتا ہے اور احمدیت اور غیر احمدیت کا سوال جھٹ درمیان میں آکودتا ہے اس لئے میں نے مناسب نہیں سمجھا اور نہ ضرورت سمجھی کہ اس فتنہ کے متعلق جو کچھ ہم کوشش کر رہے تھے اس کا اعلان کریں لیکن چونکہ روزانہ "وکیل" امرتسر کے ۸۔ مارچ ۱۹۲۳ء کے پرچہ میں زیر عنوان "علمائے اسلام کہاں ہیں" ایک مضموں شائع کیا گیا ہے اور اس میں مسلمان لیڈروں کو اس فتنہ ارتداد کے انسداد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے مجھے بھی مخاطب کیا گیا ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس اعلان کے ذریعہ سے اس شبہ کا ازالہ کردوں جو ایڈیٹر صاحب "وکیل" کے دل میں پیدا ہوا ہے اور ساتھ ہی بعض ان باتوں کا بھی جواب دیدوں جو "روزانہ وکیل" نے بِلا کافی غور کئے کے ہماری طرف منسوب کر دی ہیں۔

فتنہ ارتداد کے متعلق ہماری کوشش

مجھے جونہی یہ بات معلوم ہوئی کہ ایک قوم کی قوم ارتداد کے لئے تیار ہے اسی وقت میں نے

دفتر کو ہدایت کی کہ اس امر کے متعلق پوری تحقیق کریں کیونکہ یہ شبہ قوی تھا کہ آریہ لوگ اس امر کی کماحقہٗ اشاعت کبھی نہیں کریں گے۔ چنانچہ پہلے مختلف ذرائع سے اس خبر کی تصدیق کی گئی اور ضروری حالات معلوم کرنے کے بعد فروری میں دو آدمی ابتدائی تحقیقات کے لئے بھیج دیئے گئے جن میں سے ایک مولوی محفوظ الحق صاحب علمی مولوی فاضل تھے جن کے والد صاحب اس علاقہ میں بطور واعظ اور بطور پیر دورے کرتے رہے ہیں اور خود بھی وہ اسی علاقہ کے قریب کے رہنے والے ہیں اور اس وجہ سے اس جگہ کے لوگوں کے بھی اور اس علاقہ کی بھی واقفیت رکھتے ہیں۔ دوسرے صاحب عزیزم عبدالقدیر صاحب بی اے تھے جنہوں نے خدمت اسلام کے لئے زندگی وقف کی ہوئی ہے اور باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل سے لائق اور ہوشیار ہونے کے صرف تیس روپیہ گذارہ لے کر دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔

ان لوگوں کی طرف سے رپورٹ پہنچنے پر کہ حالت بہت مخدوش ہے اور فوری تدارک کی ضرورت ہے میں نے ایک سکیم تیار کی ہے جس سے میرے نزدیک کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ الا ماشاء اللہ ان واقعات سے ایڈیٹر صاحب وکیل کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ ہماری جماعت خاموش نہ تھی۔ اور نہ میں اس فتنہ کی طرف سے بے پروا تھا۔ ہمارے دو آدمی پہلے ہی جا چکے ہیں اور آئندہ کے لئے ایک وسیع پیمانہ پر انتظام ہو رہا ہے۔

سلسلہ احمدیہ کی خدماتِ اسلام

میں خوش ہوں کہ اس زمانہ میں جب کہ اسلام کی زندگی کی اس قدر پرواہ نہیں کی جاتی جس قدر کہ دنیاوی متاع اور دنیاوی حقوق کی روزانہ وکیل نے تبلیغ اسلام کی طرف توجہ کی ہے اور اس کی اہمیت کو سمجھا ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ وکیل نے اپنے جوش میں سلسلہ احمدیہ کی خدمات کو نظر انداز کر دیا ہے اور ایسے رنگ میں سلسلہ کا ذکر کیا ہے جس سے پڑھنے والوں کو دھوکا لگتا ہے کہ گویا دوسرے لوگوں کی طرح ہماری جماعت بھی اس فرض سے غافل ہے حالانکہ اس زمانہ میں صرف ہماری جماعت ہی اس فرض کو ادا کر رہی ہے۔ ہمارے غریب اور امیر سب کے سب اپنی بساط کے مطابق دین کی خدمت کے لئے اپنے مال قربان کر رہے ہیں۔ اور ان پڑھ اور عالم تمام کے تمام اپنی قدرت کے موافق اشاعتِ اسلام میں حصہ لے رہے ہیں۔ ہندوستان میں اسلام پر حملہ کرنے والوں کے سامنے اگر کوئی جماعت ہوتی ہے تو ہماری۔ بیرونی ممالک میں اسلام کی طرف سے دفاع اگر کوئی کرتا ہے تو ہم۔ پس باوجود اس کے ایڈیٹر صاحب کا یہ لکھنا کہ "ہمارے مذہبی رہنما اس

کشاکشی میں اپنی جانیں لٹارہے ہیں کہ فلاں مباحثہ میں ہم نے کتنے غیر احمدیوں کو احمدی بنایا" کب درست ہو سکتا ہے اور کس حد تک اس سے صحیح واقعات پر روشنی پڑتی ہے۔ ہم احمدی ہیں اور ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کے مُرسل حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا ہی اس زمانہ کی سب بیماریوں کا علاج ہے اور زمانہ ہمارے اس قول کی تصدیق کر رہا ہے۔ پس ہم بے شک غیر احمدیوں کو احمدی بناتے ہیں۔ اور ان کے احمدی بننے پر خوش ہوتے ہیں مگر یہ کہنا کہ ہمارا سب زور صرف غیر احمدیوں کو احمدی بنانے پر خرچ ہوتا ہے اور اسلام کے مصائب سے ہم آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں واقعات کے صریح مخالف ہے۔ اس سے زیادہ ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک کام کرنے والی جماعت کے کام پر پردہ ڈالا جائے۔ ہمیں شکوہ ہے اور بجا شکوہ ہے کہ ہماری مخالفت میں ہمارے بھائی اس قدر بڑھے ہوئے ہیں کہ ہماری خدماتِ اسلام بھی ان کو بری لگتی ہیں اور سوائے شاذ و نادر لوگوں کے اور وہ بھی شاذ و نادر موقعوں کے کوئی ان کو خدماتِ اسلام قرار دینے کے لئے بھی تیار نہیں۔ معزز وکیل نے جب کہ دشمنانِ اسلام کے لئے ایک عام دعوت دی تھی ضروری تھا کہ اس کا عملی ثبوت دیتا اور دوسرے غافل اور سست فرقوں کے ساتھ احمدیوں کو نہ ملاتا مگر افسوس ہے کہ روزانہ وکیل نے نہ صرف احمدیہ جماعت کو دوسروں سے ملا کر بیان کیا ہے بلکہ ان کا خصوصیت سے ایسے پیرایہ میں ذکر کیا ہے جس سے پڑھنے والے کو دھوکا لگتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ خانہ جنگی پر اپنی تمام قوت صرف کر دینے والوں میں سے احمدی جماعت ایک نمایاں جماعت ہے۔ اگر ایسے نازک وقت میں بھی جیسا کہ اس وقت اسلام پر آرہا ہے اور ایسی عام تحریک کے وقت بھی جماعت احمدیہ کے اس نیک ذکر کو چھوڑ کر جس کی وہ مستحق ہے اس کا ذکر برے پیرایہ میں کیا جائے تو امن کے وقت کسی نیک سلوک کی ہمیں کب امید ہو سکتی ہے۔

میرا ہرگز اس سے یہ منشاء نہیں کہ ہم اس سلوک سے گھبراتے ہیں یا اس کی وجہ سے ہم کام سے پیچھے رہنا چاہتے ہیں بلکہ واقع یوں ہے کہ بہت دفعہ اسلام کی خدمت اور اس کی حفاظت کی خاطر دوسرے مسلمان کہلانے والے لوگوں سے ہمیں سخت سے سخت ایذاء بھی پہنچ جاتی ہے پھر بھی ہم اس کی پرواہ نہیں کرتے اور اپنا کام کئے جاتے ہیں۔ ہم اسلام کے فدائی ہیں اور اس کی خاطر اپنے مال، اپنی جانیں اور اپنی عزت و آبرو تک قربان کرنے سے ہمیں دریغ نہیں بلکہ ہم کو اگر ایسا کوئی موقع مل جائے تو ہم اسے فخر سمجھتے ہیں۔ پس لوگ ہمیں کچھ کہیں۔ خواہ ہمارے حفاظتِ اسلام کے کام کو حقیر سمجھیں۔ خواہ ہمارے کاموں پر پردہ ڈالیں ہم اپنے کام میں سستی

نہیں کر سکتے کیونکہ جب وہ ہمارا اور صرف ہمارا کام ہے اور اس کام پر ہمارے آقا اور ہمارے خالق نے ہمیں خود مقرر فرمایا ہے تو دوسروں کی بدسلوکی ہم پر کیا اثر ڈال سکتی ہے۔ مگر ہمیں اس امر پر افسوس ضرور آتا ہے کہ ایک طرف تو زمانہ کی نازک حالت کو محسوس کیا جاتا ہے مگر دوسری طرف ہماری مخالفت یا ہمارے مخالفوں کا ڈر بہت سے لوگوں کو حق کے کہنے سے باز رکھتا ہے۔ کاش کہ مسلمان اس نازک حالت کو محسوس کر کے اپنی اندرونی اصلاح کریں اور ان کے دل اس صلاحیت کو اختیار کر لیں جس سے اللہ تعالیٰ کی نصرت ملتی ہے اور اس کا فضل جذب کیا جاتا ہے۔

فتنہ ارتداد اور ہم

اس ضمنی بات کے بیان کر دینے کے بعد جس کا بیان کرنا ایک تو اس غلط فہمی کے دور کرنے کے لئے ضروری تھا جو وکیل کے منقولہ بالا فقرہ سے پیدا ہوتی تھی اور دوسرے خود مسلمانوں کی روحانی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلانے کے لئے ضروری تھا اب میں اصل مضمون کی طرف آتا ہوں۔ جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں ان رپورٹوں سے جو ہمارے وفد نے بھیجی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ سے اور بعض خاص طریقوں کے اختیار کرنے سے جن کا بیان کرنا اس جگہ مناسب نہیں آریوں نے ملکانہ قوم پر ایک خاص اثر پیدا کر لیا ہے۔ اور اس قوم کی حالت نازک ہے دو ہزار کے قریب لوگ شدھ ہو چکے اور باقی لوگ باوجود سمجھانے کے رکتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ میں نے اس قوم کی حفاظت کے لئے جس کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے ایک خاص سکیم سوچی ہے جس پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ ایک حد تک فتنہ کی رَو موجودہ حالات کے باوجود بھی روکی جاسکتی ہے اور کچھ عرصہ کے بعد اس کا بداثر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت کلی طور پر دور کیا جاسکتا ہے بلکہ یہی فتنہ اسلام کے لئے موجب رحمت ہو سکتا ہے۔ مگر جیسا کہ پچھلا تجربہ بتاتا ہے ہمارے لئے اس سکیم پر عمل کرنا بہت سی مشکلات رکھتا ہے۔ ہم نے اس وقت تک جو پورے طور پر اس کام پر ہاتھ نہیں ڈالا اور جو بات اب بھی ہمیں روک رہی ہے یہ ہے کہ جس وقت ہمارے کارکن اس کام کی غرض سے میدان میں آئے تمام مسلمان کارکن آریوں اور ملکانوں کو چھوڑ کر ہمارے پیچھے پڑ جاویں گے اور بجائے فائدہ کے سخت نقصان پہنچے گا۔

ہماری بے جا مخالفت

یہ بات میں یونہی نہیں لکھتا۔ لمبا تجربہ اس پر شاہد ہے ایڈیٹر صاحب وکیل کے گھر کا واقعہ ہے۔ دو سال ہوئے میرا امرتسر میں لیکچر ہوا۔ لیکچر کا مضمون مسیحیت کے خلاف تھا دورانِ لیکچر میں نے یہ امر بیان کیا کہ مسیحیت کو اس امر پر ناز ہے

کہ ہمارے ہاں خدا کو باپ قرار دے کر انسان اور خدا میں ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم کر دیا ہے مگر یہ دعویٰ باطل ہے کہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے خدا تعالیٰ کو اس قسم کے نام سے یاد نہ کیا ہو۔ چنانچہ مختلف مثالیں دیتے ہوئے میں نے بتایا کہ ہندوؤں میں خدا تعالیٰ کو ماں سے تشبیہ دی گئی ہے اور ماں کا رشتہ باپ سے زیادہ محبت کا ہوتا ہے۔ اور پھر بتایا کہ اسلام نے خدا تعالیٰ کو خود باپ اور ماں تو نہیں کہا کیونکہ یہ الفاظ اس حقیقی تعلق کو نہیں بتاتے جو بندہ اور خدا میں ہونے چاہئیں لیکن یہ ضرور بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا تعلق ماں باپ سے بھی زیادہ ہوتا ہے اور اس تعلیم میں اسلام مسیحیت اور ہندو مذہب دونوں سے بہت بالا ہے۔ اس پر ایک مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر شور مچا دیا کہ یہ بات کہاں لکھی ہے اس کا حوالہ دو۔ ایک جماعت امرتسر کے لوگوں کی ان کے ساتھ مل گئی اور لیکچر گاہ میں شور پڑ گیا۔ باوجود بار بار سمجھانے کے مولوی صاحب باز نہ آئے اور انہوں نے لوگوں کو اکسانا شروع کر دیا کہ اس جگہ بیٹھو ہی نہیں فوراً یہاں سے چل دو اور نہ جانے والوں پر فتوے لگانے شروع کئے مسلمانوں میں سے تو کئی لوگ اٹھ کر چلے گئے۔ مگر ہندو لوگ بیٹھے رہے۔ اس پر ایک مولوی صاحب نے بڑے زور سے کہنا شروع کیا کہ اے ہندوؤ! تمہیں شرم نہیں آتی کہ یہ تمہارے مذہب کی ہتک کر رہا ہے اور پھر تم یہاں بیٹھے ہو وہ ہتک کیا تھی وہ میرا یہ فقرہ تھا کہ اسلام کی تعلیم اس بارے میں مسیحیت بلکہ ہندو مذہب سے بھی اعلیٰ ہے۔ سینکڑوں مسلمان وہاں موجود تھے مگر کسی نے اس بات کو برا نہ منایا نہ کسی اخبار نے اس بے ہودگی پر نوٹس لیا۔ کیوں؟ آہ! صرف اس لئے کہ ہماری مخالفت میں اگر اسلام کو بھی قربان کرنا پڑے تو اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

ایک مثال بالکل تازہ ہے۔ ابھی دہلی میں ہمارا جلسہ ہوا ہے اور جس تاریخ کو وکیل نے ہمیں اس امر کی دعوت دی ہے کہ ہم اسلام کی حفاظت کے لئے باہر نکلیں اسی تاریخ دہلی میں ہمارا ایک مباحثہ آریوں سے ہو رہا تھا۔ اس دن ہماری مخالفت کے نشہ میں سرشار مسلمان کہلانے والوں کی ایک جماعت آریہ واعظ کے ساتھ مل کر پنڈال میں داخل ہوئی اور اس کی تائید کے لئے ڈنڈے اور سوٹے ساتھ لائی۔ مباحثہ کے شروع میں ایک نظم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پڑھی گئی جس میں آریوں کی اس دشنام دہی کا ذکر ہے جو وہ تمام بانیان مذاہب کے متعلق کرتے ہیں۔ اور اس کا ایک شعر یہ ہے ؎

جتنے نبی تھے آئے موسیٰ ہو یا کہ عیسیٰ
مکار ہیں یہ سارے ان کی ندا یہی ہے

جس وقت یہ شعر پڑھا گیا آریہ لیکچرار نے اشتعال دلانے کے لئے کہہ دیا کہ دیکھو مسلمانو! تمہارے نبیوں کو گالیاں دیتے ہیں اس پر سخت شور پڑ گیا- ایک شخص نے آگے بڑھ کر قاسم علی خان صاحب رامپوری پر جو نظم پڑھ رہے تھے بڑے زور سے لٹھ مارا اور اگر میز پر لگ کر لٹھ ٹوٹ نہ جاتا اور ران کو لگ جاتا تو شاید خون ہی ہو جاتا- باوجود بعض شریف غیر احمدیوں کے سمجھانے کے کہ یہ تو آریوں کا ذکر ہے کہ وہ ایسا کہتے ہیں نہ کہ خود حضرت مرزا صاحب کا قول ہے لوگ شورش سے باز نہ آئے اور مباحثہ ملتوی ہو گیا-

کچھ عرصہ ہوا کہ ایک معزز ہندو صاحب ہمارے ذریعہ سے مسلمان ہوئے- انہوں نے سنایا کہ ایک مولوی صاحب جموں میں ان کو مل کر بڑے زور سے سمجھاتے رہے کہ احمدیہ اسلام سے تو ان کو ہندو مذہب میں ہی رہنا اچھا تھا اب تو انہوں نے اپنی عاقبت بالکل ہی خراب کر لی ہے-

یہ تو ہندوستان کے واقعات ہیں- ایک بڑے خاندانی اور معزز امریکن تاجر جو مفتی محمد صادق صاحب کے ذریعہ سے احمدی ہوئے ہیں انہوں نے ایک خط کے ذریعہ سے اطلاع دی ہے کہ وہ کچھ امریکن لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے کہ انہوں نے اسلام کے بعض عیوب بیان کئے اس پر انہوں نے احمدی نقطہ خیال سے ان اعتراضات کے جواب دیئے- ایک بنگالی مسلمان جو ایک عرصہ سے امریکہ میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے ہیں انہوں نے اس نو مسلم بھائی کی یہ مدد کی کہ جھٹ ان مسیحیوں کو کہنا شروع کر دیا کہ یہ سب جھوٹ ہے یہ تو احمدیوں کی بنائی ہوئی باتیں ہیں اصل بات وہی ہے جو تم کہتے ہو- آخر بات بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچی کہ اس نے کہہ دیا کہ یہ تو ناواقف ہے میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں مرزا غلام احمد ایک ٹھگ اور دوکاندار آدمی تھا (نَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ) ان لوگوں کی باتوں میں نہ آؤ- وہ امریکن نو مسلم لکھتا ہے کہ خواہ تم برا مانو یا اچھا سمجھو مجھے اس کی یہ حرکت کہ اس نے بلاوجہ حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دینی شروع کر دیں ایسی بری معلوم ہوئی کہ میں نے اس کی گردن پکڑ لی اور اس کو مار کر کارخانہ سے باہر نکال دیا-

احمدیوں کی مخالفت میں مسجد ویران کرلی

ڈیٹرائٹ ملک امریکہ میں بعض ترکوں نے ایک مسجد بنائی تھی مفتی محمد صادق صاحب

اس وقت وہاں تھے- وہ مسجد کئی لاکھ روپیہ کے خرچ سے بنائی گئی تھی اور بڑی شاندار تھی- مفتی صاحب نے اس کی آبادی کی کوشش کی اور وہ مسجد بہت آباد ہو گئی- کچھ عرصہ کے بعد لوگوں میں احمدیت کا پودا اکھاڑ پھینکنے کی لہر پیدا ہوئی- مسجد بنانے والوں اور بعض دوسرے لوگوں نے مفتی صاحب کی سخت مخالفت شروع کر دی آخر ان کو وہ جگہ چھوڑنی پڑی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب مقناطیس نہ رہا تو لوہا پھر لوہے کا لوہا ہو گیا- لوگوں نے مسجد میں آنا چھوڑ دیا نمازیں چھٹ گئیں اب ایک مشہور مسیحی رسالہ مسلم ورلڈ میں ہنسی اڑائی گئی ہے کہ ڈیٹرائٹ کی بہت بڑی مسجد کے متعلق اس کے بنانے والوں نے اعلان کر دیا ہے کہ چونکہ مفتی صاحب کے چلے جانے کے بعد وہ مسجد ویران ہو گئی ہے اس لئے مجبوراً ہم نے فیصلہ کر دیا ہے کہ چونکہ مسجد کا مسجد کی صورت میں بچنا مناسب نہیں ہے اس لئے مسجد کو گرا کر اس کی زمین فروخت کر دیں- جب مفتی صاحب کام کرتے تھے اور مسجد آباد تھی تب تو احمدیت کے جرم میں ان کا مقابلہ کیا گیا' ان کو تنگ کیا گیا اور وہاں سے چلے جانے پر مجبور کیا گیا لیکن جب مسجد ویران ہو گئی تو احمدی کارکنوں کی قدر معلوم ہوئی- اور پھر بھی یہ نہیں کیا کہ ان کو کام کے لئے بلایا جاتا بلکہ خانہ خدا کو گرا کر مسیحیوں کے پاس فروخت کر دینے کا اعلان کر دیا- اب خواہ وہاں شراب خانہ یا جوئے خانہ ہی کوئی کیوں نہ بنا دیں- کانپور کی مسجد کے غسل خانہ پر اس قدر شور تھا اب اپنے ہاتھوں ایک مسجد کو گرا کر فروخت کرنے کی تجویز ہے-

امریکہ میں اسلام کو جو فتوحات حاصل ہو رہی ہیں جس طرح سینکڑوں آدمی اسے قبول کر رہے ہیں اس حال کو جس جلے دل سے مسلمان کہلانے والے پڑھتے ہیں کیونکہ یہ سب کچھ احمدیوں کے ہاتھ سے ہو رہا ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ احمدی رپورٹوں کو تو سوائے ایک دو اخبارات کے کسی نے بھولے سے شائع نہیں کیا لیکن ہمارے رسالہ سے جو امریکہ سے شائع ہوتا ہے اور باقاعدہ افغانستان میں جاتا ہے امان افغان نے اگر یہ خبر لکھ دی کہ امریکہ میں مبلغین اسلام کے ذریعہ کثرت سے مسیحی مسلمان ہو رہے ہیں تو جھٹ زمیندار جیسے پرچہ نے بھی اس کو شائع کر دیا- گویا احمدیت کا نام ہی ایسا تلخ تھا کہ ان اخبار کے شائع کرنے میں روک تھا-

فتنہ ارتداد کے متعلق ہمارا درد

جب بغض اس قدر بڑھا ہوا ہے اور جب دل اس قدر پھٹے ہوئے ہیں تو ہمیں کیا تسلی ہو سکتی ہے کہ جس وقت ہمارے مبلغ اس علاقہ میں جاویں- اس وقت سب سے زیادہ دشمنی ان کو خود مسلمان کہلانے

والوں کی ہی جانب سے نظر آوے- اور سب سے زیادہ تکالیف وہ انہیں کی طرف سے پاویں- ہم تکالیف سے نہیں ڈرتے ہم دشمنی کی پرواہ نہیں کرتے- ہم نے کب پہلے کسی مولوی یا سجادہ نشین یا لیڈر کی مخالفت کی پرواہ کی کہ اب اس کی پرواہ کریں گے لیکن اس وقت سوال نہایت نازک ہے- جب ایک ایک آدمی کا سوال ہوتا ہے- جب مستقبل اپنی وسعت کے ساتھ ہمارے سامنے ہوتا ہے ہم کسی کی مخالفت کی پرواہ نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ آج نہیں کل ہم غالب آجاویں گے- زمانہ ہمارے سامنے پڑا ہے گھبرانے کی ضرورت نہیں لیکن اس وقت جس امر کی فکر ہے وہ یہ ہے کہ ایک خاص قوم ایک قلیل عرصہ میں اسلام کو ترک کر کے ہندو مذہب کو اختیار کرنے والی ہے- بے شک وہ ہماری جماعت میں سے نہیں اس کا اپنے رسمی اسلام کو چھوڑ دینا نہ ہمارے لئے موجب عار ہے اور نہ ہمارے کاموں میں روک- لیکن پھر بھی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اب وہ اپنے آپ کو غلامانِ اسلام میں سے سمجھتی ہے اور پھر اسلام اور سردار اسلام کو گالیاں دے گی- یہ اشتراک ہمیں اس درد سے علیحدہ نہیں رکھ سکتا اور ہم ڈرتے ہیں کہ اگر اس میدان میں ہمارے پہنچنے سے تفرقہ وشقاق کی بنیاد رکھی جاتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دور ہی رہیں تا ہوتا ہوا کام بھی رک نہ جائے اور بجائے فائدہ کے نقصان نہ ہو- اگر ہمارے جانے پر مولوی صاحبان بجائے خوش ہونے کے ان لوگوں کو یہ تلقین کرنے لگیں کہ ان کی بات ماننے سے تو ہندو ہو جانا زیادہ اچھا ہے- یا یہ کہ ہمارے مبلغوں کو اپنی طرف الجھالیں اور ادھر ادھر کی بحثوں پر مجبور کردیں تو اس کا نہایت سخت خطرناک اثر پڑے گا اور اس قوم کی ہلاکت میں کوئی شبہ باقی نہ رہے گا- میں اس واقعہ کو نہیں بھول سکتا کہ ۱۹۱۳ء میں دیو سماجیوں نے فیروز پور میں خدا کے ماننے والوں کا ناک میں دم کیا ہوا تھا- وہاں کی احمدیہ جماعت نے مجھے لیکچر کے لئے بلوایا اور میرا لیکچر خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں تھا- ایک صاحب نے بیس دن تک محلوں میں لیکچر دیا کہ اس کے لیکچر کو سننے نہ جانا- پھر خیال کر کے کہ اب اس قدر تاکید کے بعد کون مسلمان لیکچروں میں جاوے گا خود لیکچر سننے کے لئے آگئے- جب کسی نے پوچھا کہ مولانا یہ کیا؟ تو کہنے لگے کہ میں تردید کی خاطر لیکچر کے نوٹ لینے آیا ہوں- اس سوال پر کہ لیکچر تو اس بات پر ہے کہ خدا تعالیٰ کا وجود ثابت ہے اور اس کے منکر جھوٹے ہیں کیا آپ اس کی تردید کریں گے؟ ایسے دم بخود ہوئے کہ کاٹو تو لہو نہیں بدن میں- یہی حال ملکانہ قوم کے قصبات میں نہ ہو- تبلیغ کے مختلف طریق ہوتے ہیں- ان میں تبلیغ کرتے ہوئے کئی باتیں ایسی ہو سکتی ہیں جو غیر احمدی علماء کے نقطہ خیال کے مخالف ہوں گی- میں ڈرتا ہوں کہ وہ

اس وقت آریوں کو چھوڑ کر ہمارے پیچھے پڑ جاویں گے دوسرے موقع پر تو ہم ان کی مخالفت کو پر پشہ کے برابر بھی وُقعت نہیں دیتے مگر اس موقع پر یہ امر ان کا اس قوم کے لئے تباہی کا موجب اور دشمنوں کے لئے شماتت کا باعث ہو گا۔

اس روک کا ذکر کر دینے کے بعد جو ہمارے راستہ میں حائل ہے میں سمجھدار طبقہ سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر وہ فی الواقع اس موقع کی اہمیت کو سمجھتے ہیں تو پھر انکو چاہئے کہ اس امر کا علاج کر لیں۔ اور یا پھر اگر مولوی صاحبان کی طرف سے کوئی فتنہ اٹھے تو سمجھ لیں کہ اس کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے ہم تو انشاء اللہ تعالیٰ باوجود ان کی مخالفت کے بہت کامیابی حاصل کریں گے لیکن کام کو سخت نقصان ضرور پہنچے گا۔

اسلام سے محبت رکھنے والوں سے خطاب

اس کے بعد میں اس کام کی اہمیت کی طرف تمام ان لوگوں کو توجہ دلانی چاہتا ہوں جو اسلام سے محبت رکھتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ قوم جس پر اس وقت آریوں کے دانت ہیں گو ساڑھے چار لاکھ کے قریب ہے لیکن اس قوم کے پیچھے ایسی ہی حالت کے ایک کروڑ آدمی اور ہیں جو جلد یا بدیر ان مرتدین کی اقتداء کریں گے۔ پس یہ مت خیال کرو کہ ساڑھے چار لاکھ آدمی اسلام سے مرتد ہونے لگا ہے بلکہ جیسا کہ ہماری تحقیق سے معلوم ہوتا ہے یہ سلسلہ بہت وسیع ہے اور ایک کروڑ آدمی پر اس حملہ کی زد پڑتی ہے۔ اس کی تفصیلات میں اس وقت پڑنا خود اس کام کے لئے مضر ہے مگر خطرہ نہایت سخت ہے اور اگر آج کچھ نہ کیا گیا تو کل اس کا علاج بالکل ناممکن ہو جائے گا۔

مسلمان یہ نہ خیال کریں کہ نہایت آسانی سے وہ ان قوموں کو ارتداد سے روک لیں گے۔ سولہ سال سے ان قوموں میں بعض نہایت ناواجب اور مخفی ذرائع سے کام کیا جا رہا تھا اور اب ان قوموں کے دماغ میں ہندو خیالات موجزن ہو رہے ہیں۔ جس طرح ایک پیدائشی مسلم کی نسبت ایک نو مسلم میں جوش زیادہ ہوتا ہے اسی طرح اس قوم میں سخت جوش ہے۔ جب تک ایک لمبی اور باقاعدہ جنگ نہ کی جائے گی (سعی اور تبلیغ کی نہ کہ تلوار کی) اس وقت تک ان علاقوں میں کامیابی کی امید رکھنا فضول ہے۔ اس کام پر روپیہ بھی کثرت سے خرچ ہو گا اور جن لالچوں سے ان لوگوں کو قابو کیا جا رہا ہے ان کا مقابلہ بھی ضروری ہو گا۔ روپیہ کے ساتھ روپیہ کے دیانتدارانہ طور پر خرچ ہونے کا بھی سوال ہے۔ اس کا بھی نہایت مناسب انتظام کرنا ضروری

ہو گا ورنہ ان کو ارتداد سے روکتے روکتے اور ہزاروں کو اسلام سے بد ظن کر دیا جائے گا۔ ہندو اپنی پرانی کوششوں کے باوجود دس لاکھ روپیہ کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کو نیا کام شروع کرنا ہے ان کے لئے بیس لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے جس کا ایک ایک پیسہ اس تحریک اور اس کے متعلقہ کاموں پر خرچ ہونا چاہئے نہ یہ کہ جمع کرنے والوں کی جیبوں میں چلا جائے۔

ہم پچاس ہزار روپیہ اس کام کے لئے جمع کریں گے

میں اس کام میں اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ماتحت ہر طرح کی مدد دینے کے لئے تیار ہوں۔ ہماری جماعت قلیل اور پھر کمزور ہے۔ ہندوستان میں آٹھ کروڑ آدمی مسلمان کہلاتے ہیں۔ ہماری پانچ لاکھ کی جماعت سب کی سب ہندوستان میں ہی فرض کر لی جائے تب بھی ہماری جماعت کے حصہ میں بیس لاکھ روپیہ کا ایک سو ساٹھواں حصہ آتا ہے یعنی تیراں ہزار روپیہ کے قریب۔ جب اس امر کو دیکھا جائے کہ کروڑ پتی تو الگ رہے ہماری جماعت میں ایک آدمی بھی لاکھ پتی نہیں ہے اور نہ کوئی والئی ریاست ہے تو ہمارا حصہ تقسیم مال کو مد نظر رکھتے ہوئے صرف دو تین ہزار روپیہ بنتا ہے۔ پھر ہماری جماعت کی عورتیں اس وقت جرمنی میں مسجد بنانے اور وہاں تبلیغ اسلام کا کام جاری کرنے کے لئے پچاس ہزار روپیہ کی فکر میں ہیں اور تیس ہزار روپیہ اس کام کے لئے دے چکی ہیں پس اس وقت وہ چندہ میں حصہ نہ لے سکیں گی اور گویا ہماری نصف جماعت صرف حصہ لے سکے گی۔ مگر پھر بھی اس موقع کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی غریب جماعت کی طرف سے جو پہلے ہی چندوں کے بار کے نیچے دبی ہوئی ہے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر دوسرے لوگ بقیہ رقم مہیا کر لیں تو ہم پچاس ہزار روپیہ یعنی کل رقم کا چالیسواں حصہ انشاء اللہ اس کام کے لئے جمع کر دیں گے۔ میں سر دست یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ روپیہ کس طرح خرچ کیا جائے گا کیونکہ یہ امر کل دلچسپی رکھنے والی جماعتوں کے مشورہ کے بعد اور روپیہ کی حفاظت کے کامل اطمینان کے بعد طے پا سکتا ہے۔ مگر یہ وعدہ کرتا ہوں کہ فتنہ ارتداد کو روکنے کے لئے اور اسلام کی حفاظت و اشاعت کے لئے اس قدر رقم ہم لوگ انشاء اللہ جمع کریں گے۔

ہم کس قدر مبلغ دیں گے

علاوہ ازیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق کے ماتحت ہماری جماعت تیس آدمی تبلیغ کا کام کرنے کے لئے دے گی جن کے اخراجات وہ موعود رقم میں سے خود برداشت کرے گی اور اگر اس رقم سے زیادہ خرچ ہو گا تو بھی وہ خود اپنے مبلغوں کا کل خرچ ادا کرے گی۔ اور میں یہ بھی وعدہ کرتا

ہوں کہ اگر زیادہ آدمیوں کی ضرورت ہوئی تو ہماری جماعت انشاء اللہ سینکڑوں تک ایسے آدمی مہیا کرے گی جو تبلیغ کا عمر بھر کا تجربہ رکھتے ہوں گے گو عرف عام کے لحاظ سے مولوی نہ کہلا سکیں۔

دوسرے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے

اپنی طرف سے ان وعدوں کا اعلان کرنے کے بعد میں دوسری جماعتوں کو جو ہمیں ہندوؤں اور عیسائیوں سے زیادہ کافر قرار دینے کی فکر میں لگی رہتی ہیں اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس میدان عمل میں جلد آویں کہ اس موقع پر اگر انہوں نے ایثار سے کام نہ لیا تو ان کا مسلمان کہلانے اور زندہ قوم کہلانے کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اہل حدیث ہماری نسبت آٹھ دس گنے زیادہ ہیں اور بڑے بڑے مالدار لوگ ان میں شامل ہیں۔ پچھلے سال مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے قادیان کے جلسہ کے موقع پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لئے یہ دعویٰ کیا تھا کہ امام جماعت احمدیہ کلکتہ تک ان کے ساتھ چل کر دیکھ لے اور معلوم کرلے کہ کس پر ہر جگہ پھول پڑتے ہیں اور کس پر پتھر۔ میں کہتا ہوں عقل مند مقابلہ اور مبارزہ کے لئے بھی کوئی مفید موقع تلاش کرتا ہے۔ اب ان پر پھول برسانے والوں کے اخلاص کے امتحان کا موقع ہے۔ ہماری جماعت سے دس بیس گنے زیادہ نہیں جو رقم کہ ان کی تعداد اور ان کے تموّل کو مدنظر رکھ کر اہل حدیث کے ذمہ لگتی ہے صرف چار گنے اس نازک موقع کے لئے اہل حدیث سے جمع کردیں اور اسی نسبت سے کام کرنے والے آدمی مہیا کردیں۔ اہل حدیث کی جماعت دو لاکھ روپیہ اور ایک سو بیس آدمی اس کام کے لئے پیش کرے۔ شیعہ لوگ اس جماعت سے بھی زیادہ ہیں اور بہت مالدار ہیں۔ وہ پانچ لاکھ روپیہ اور دو سو آدمی اس کام کے لئے پیش کریں۔ حنفی سب جماعتوں سے زیادہ ہیں وہ ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ اور پانچ سو آدمی اس کام کے لئے پیش کریں۔ اگر اس وقت مختلف فرقے جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں اپنے گھروں میں بزدلوں کی طرح بیٹھ رہے تو دنیا پر ثابت ہو جائے گا کہ ان کا دعویٰ اسلام صرف دکھاوے کا ہے حقیقتاً ان کو اسلام سے کوئی بھی دلچسپی نہیں۔ میرے نزدیک ہر جماعت کے سربرآوردہ لوگوں کو چاہئے کہ فوراً اپنے اپنے لوگوں کی طرف سے مطلوبہ رقم کا اعلان کردیں اور پھر ایک مقررہ مقام پر جمع ہو کر کام کی تفصیل اور انتظام پر غور کرلیا جائے۔ اب اس امر کا وقت نہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اپنا وقت ضائع کیا جائے۔ اب کام کا وقت ہے۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجھ کر جب تک کام نہ کیا جاوے گا اس وقت تک ہرگز کامیابی نہ ہوگی۔ اگر میرے اس اعلان کے بعد بجائے کام شروع کردینے کے اس پر اشتہار بازی شروع

ہو گئی تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ کام کرنے کی روح مرگئی ہے اور دل اسلام سے بیزار ہو چکے ہیں۔

میں نے اپنی سکیم کی تفصیلات کو طے کرنے کے لئے اور وقت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے چودھری فتح محمد صاحب ایم اے ناظر تالیف و اشاعت کو جو خود راجپوت ہیں اور کئی سال تک انگلستان میں تبلیغ کا کام کر چکے ہیں اور اس وقت اشاعت اسلام کے صیغہ میں میرے سیکرٹری ہیں۔ ان علاقوں کا دورہ کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ ان کی رپورٹ پر ہم تو انشاء اللہ اپنے رنگ میں کام شروع کر دیں گے پھر ذمہ داری دوسرے لوگوں پر ہو گی کیونکہ اس کام کو جب تک منظم صورت میں نہ کیا گیا جلدی اور وسیع نتائج پیدا نہ ہوں گے

سربر آوردہ لوگوں کے لئے پرائیویٹ چٹھی

چونکہ اس کام کے متعلق بعض امور ایسے ہیں کہ ان کا عام طور پر شائع کر دینا تبلیغ کے راستہ میں روک ہو گا اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ ہر جماعت کے سربر آوردہ لوگوں میں ایک پرائیویٹ چٹھی کے ذریعہ اس کام کی بعض تفاصیل کو پیش کروں جسے میں انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں تک شائع کرنے کے قابل ہو سکوں گا۔ یہ چٹھی صرف ایسے لوگوں میں شائع کی جائے گی جو کسی جماعت پر اثر رکھتے ہیں اور جن کی نسبت یہ معلوم ہوا کہ دیانتداری سے اس بوجھ کے اٹھانے میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔

ایڈیٹران اخبارات سے درخواست

آخر میں میں تمام ایڈیٹران اخبارات سے جن کے پاس یہ اعلان پہنچے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس اعلان کو اپنے اخبار میں شائع کر دیں تاکہ تمام ان لوگوں کو جو اس کام سے دلچسپی رکھتے ہیں اطلاع ہو اور تا شاید خوابیدہ دلوں میں کوئی بیداری پیدا ہو۔ ورنہ ہم تو حجت پوری کر ہی چکے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

میرزا محمود احمد امام جماعت احمدیہ

(مؤرخہ ۹۔ مارچ ۱۹۲۳ء)

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

(الفضل ۱۲۔ مارچ ۱۹۲۳ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ملکانے جانے والے وفد سے خطاب

۱۲- مارچ ۱۹۲۳ء بعد نماز ظہر جب جماعت احمدیہ کا پہلا وفد بطور ہراول راجپوتانے کی طرف زیر امارت چودھری فتح محمد صاحب سیال ایم اے ناظر تالیف و اشاعت و سابق مبلّغ اسلام و بلادِ یورپ روانہ ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح اس وفد کو الوداع کرنے کے لئے قادیان کی سڑک کے موڑ تک تشریف لے گئے- قادیان کی احمدی آبادی کا ایک بڑا حصہ بھی ہمرکاب تھا- جب حضور موڑ کے کنویں پر پہنچے تو ممبران وفد کو اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا اور پھر حسب ذیل تقریر فرمائی:-

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

میں اپنے ان دوستوں کو جو اس وقت محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اور کلمہ اسلام کے اعلاء کے لئے سفر پر جا رہے ہیں اور تبلیغ اسلام کے مبارک مقصد کو زیر نظر رکھ کر اور خدا پر توکّل کر کے یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں ان کو اور جو ان دوستوں کو چھوڑنے آئے ہیں اس سورۃ کے مضمون پر جو میں نے اس وقت تلاوت کی ہے توجہ دلاتا ہوں:-

بعض کہتے ہیں کہ سورۃ فاتحہ مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور بعض کہتے ہیں مکہ میں- مگر تحقیق کی رو سے یہی ثابت ہوا ہے کہ یہ سورۃ دو دفعہ نازل ہوئی ہے-[۱] ایک دفعہ مکہ میں اور ایک دفعہ مدینہ میں- اس سورۃ کا ہمارے اس کام سے تعلق ہے-

تمام دنیا ہماری مخالف ہے- دنیا کے پاس جس قدر مال و دولت اور آدمی ہیں اگر ان آدمیوں میں ایسا ہی اخلاص ہو جیسا کہ ہم میں ہے ہم تو ان کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں- یہ اللہ کا ہم پر فضل ہے کہ گو ہم تعداد میں بہت تھوڑے ہیں لیکن ہمارے لوگ جس جوش سے اٹھتے ہیں اس کی اس وقت کوئی نظیر نہیں مل سکتی- وہ جو ہماری مخالف جماعتیں ہیں اگر اسی جوش و اخلاص سے خدا کی راہ میں تبلیغ اسلام کے لئے چندہ دیں تو اس چندہ کے لئے بنکوں میں رکھنے کے لئے جگہ نہ رہے- ہندوستان میں مسلمان آٹھ کروڑ بتائے جاتے ہیں لیکن ان میں اسلام کے لئے اس جوش و اخلاص کا نام و نشان بھی نہیں جو ہماری چند لاکھ کی جماعت میں ہے-

ہمیں محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسی کی مہربانی سے یہ رتبہ حاصل ہے ورنہ ہماری حالت نہایت ناتوان ہے۔

غور کرو جن پر آریوں کا حملہ ہے وہ احمدی نہیں بلکہ غیر احمدی ہیں اس لئے وہ عام مسلمانوں کے بھائی بند ہیں۔ مگر ان میں کچھ جوش نہیں البتہ گھبراہٹ ہے۔ ابھی راستہ میں مہر محمد خان نائب ایڈیٹر الفضل سے ذکر کرتا آرہا تھا انہوں نے کہا مسلمان اخباروں کی آواز نہایت دھیمی اور مایوسانہ ہے مگر اس کے مقابلہ میں آریوں کی آواز میں زور ہے۔ میں نے کہا مسلمانوں کی اس وقت تو ایسی ہی حالت ہے جیسا کہ مفتوح اور مغلوب ہو اور اپنے فاتح سے منتیں کرے کہ مجھے چھوڑ دو اس لئے ان کی آواز ایسی ہی ہونی چاہئے۔ اور آریوں کی یہ حالت ہے کہ جیسے ایک ظالم و جابر کسی بچے کو نیچے دبوچ کے سمجھے کہ جب چاہوں گا اس کا گلا دبا دوں گا۔ مسلمانوں اور آریوں دونوں کی آوازیں بتاتی ہیں کہ ان میں بڑا فرق ہے۔ مسلمانوں کی آواز تو ایسی ہے کہ گویا وہ اپنے آپ کو آریوں کے رحم پر سمجھتے ہیں اور آریوں کی آواز ایسی ہے جو ایک فاتح اور غالب کی ہوتی ہے اور وہ دشمن کو اپنے رحم پر سمجھتا ہے۔

اس وقت ہماری جماعت کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم ان مظالم سے مسلمانوں کو بچائیں گے مگر بظاہر ہماری مثال اس جانور کی ہے جو رات کو الٹا سوتا ہے۔ کہتے ہیں کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ اگر آسمان گر پڑے تو میں اپنے پاؤں سے تھام لوں مسلمانوں میں خواہ کتنے نقص ہوں مگر وہ اسلام کے نام لیوا ہیں۔ مخالفوں کی تعداد ستائیس کروڑ ہے اور مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ بے پرواہ ہیں۔ دنیاوی حالات کو دیکھ کر ہمیں گھبرانا چاہئے۔ لیکن یہ سورہ اس حالت میں ہماری ہمت بندھاتی ہے کہ غالب تمہیں ہوگے۔

جس وقت آنحضرت ﷺ مکہ میں تشریف رکھتے تھے اس وقت آپ کو وہاں کھلے طور پر نماز پڑھنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ مسلمان عورتیں گرم ریت پر لٹائی جاتی تھیں اور ان کی شرم گاہوں میں نیزے مارے جاتے تھے۔ مسلمان تپتے ہوئے پتھروں پر لٹائے جاتے تھے۔ اور ایسے ایسے عذاب دے کر ان کو اسلام چھوڑنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ وہ ایسا وقت تھا کہ مسلمان گلیوں میں بھی نہ پھر سکتے تھے اور ناچار ان کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ محمد ﷺ کو کہتا ہے الحمد اللہ پڑھ اور آپ نے پڑھا اور سچے دل سے پڑھا جس کا مطلب یہ تھا کہ مجھے تو اللہ تعالیٰ میں خوبیاں ہی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ میرے اردگرد تو خوشیاں ہی خوشیاں ہیں کوئی رنج نہیں کوئی

دکھ نہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نہ کہوں۔ کیا کوئی خیال کر سکتا ہے کہ اس وقت ان حالات میں کوئی اور خوش ہو سکتا تھا ہرگز نہیں۔ مگر جہاں ابتداء الحمد سے ہوئی وہاں اخیر بھی اٰخِرُ دَعْوٰھُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ [۲] پر ہے چنانچہ خدا کے فضلوں نے ثابت کر دیا کہ کون راستی پر تھا۔ اور کس کو طاقت اور قدرت حاصل ہوئی تھی۔ آپ کے مخالف اور مخالفتیں سب اڑ گئیں اور سکھ مسلمانوں کے لئے ہی رہ گیا ہے۔ دنیاوی راحت میں دوسرے بھی شریک تھے لیکن روحانی راحت اور آرام کا مسلمانوں کے سوا کہیں پتہ نہ تھا۔ کیونکہ گو وہ اپنے کو چاروں طرف سے دشمنوں میں گھرا ہوا دیکھتے تھے مگر اپنے دل کو مطمئن پاتے تھے اس لئے کہ خدا کی مدد انہی کے شامل حال تھی۔

آج مسلمان مخالفوں کے مقابلہ میں میدان میں نہیں جاتے ہاں دشمنوں کے ساتھ مل کر ہمیں زخمی کرتے ہیں مگر تم نے اسلام کے لئے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے جانا ہے اور یاد رکھو کامیاب وہی ہو گا جس کو خدا پر بھروسہ اور یقین ہو گا اور پھر وہ مخالفوں کے مقابلہ میں کام کرے گا۔ تمہارے دلوں مین ایمان اور اطمینان ہونا چاہئے دل کا ایمان و اطمینان ہی مشکلات کے وقت تمہارے کام آئے گا۔ اس وقت تمہاری بھی وہی حالت ہے جو ابتداء میں مسلمانوں کی تھی۔ وہ ایک قلیل جماعت تھے اور لوگ ان کو قلیل جماعت سمجھتے تھے لیکن وہ بزدل نہ تھے کیونکہ مسلمان بزدل نہیں ہوتے ان کے دل میں ایمان اور خدا کی مدد پر ان کو بھروسہ ہوتا ہے۔

ایک دفعہ مخالفین کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تعداد نہایت قلیل تھی۔ مسلمان افسر نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ مدد کیجئے۔ وہاں مدد کے لئے سپاہی موجود نہ تھے۔ حضرت عمرؓ نے ایک سپاہی بھیجا اور لکھ دیا کہ میں فلاں سپاہی کو بھیجتا ہوں جو ایک ہزار سپاہی کے برابر ہے۔ کیا تم خیال کرتے ہو اس وقت کمانڈر نے کیا کہا ہو گا۔ کیا اس نے سر پیٹ لیا ہو گا کہ کیسے خلیفہ ہیں میں مدد کے لئے لکھتا ہوں اور وہ ایک آدمی بھیجتے ہیں۔ نہیں یہ نہیں بلکہ جس وقت وہ ایک آدمی اسلامی لشکر میں پہنچا۔ تو مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعرے بلند کئے اور بڑی خوشی سے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا اور انہوں نے یقین کیا کہ اب دشمن ہمارے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکے گا کیونکہ ان کی نظر اپنی قلت پر نہ تھی بلکہ خدا کی قوت پر تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ خدا ہمارے ساتھ ہے اور جو خدا کا مقابلہ کرتا ہے وہ ضرور ہلاک ہو گا۔

پس تم بھی یقین کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے اور تم اس نبی کے ہاتھ پر بیع ہو چکے ہو جس

سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا[۳] تمہارا اس وقت مقابلہ ہندوؤں سے ہے اس لئے اس بات کو بھولو مت کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کرشن بھی ہیں اور یہ کرو کشیتر کا میدان ہے۔ پس خدا پر توکل کرو فتح تم ہی کو ہوگی۔ اپنے ایمان کو مضبوط کرو کہ تم ہی جیتو گے اور تمہارا دشمن مغلوب ہوگا کیونکہ تم کو خدا پر توکل ہے اپنی طاقت پر نہیں۔

یہ خوب یاد رکھو کہ انکسار اختیار کرو۔ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اگر تعداد کو دیکھا جائے تو تم اس کے مقابلہ میں چٹنی سے بھی کم ہو۔ ہاں تم میں اور ان میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ تمہارے ساتھ خدا ہے۔ تم خدا کا پیغام لے کر جاؤ گے اور خدا کے دین کی حفاظت کے لئے جاؤ گے اس لئے تم اپنی تعداد کا مت خیال کرو کہ تھوڑی ہے بلکہ خدا کی طرف دیکھو۔ کیا نعوذ باللہ خدا ایسا بے غیرت ہے کہ تم اس کے لئے مقابلہ کو نکلو مگر وہ تمہیں تباہ ہونے دے اور دیکھتا رہے اور کچھ نہ کرے نہیں۔ خدا تعالیٰ بڑا غیور ہے وہ تمہاری ضرور مدد کرے گا۔ جب تم دشمن کے مقابلہ میں جاؤ گے تو وہ ہر وادی میں ہر ایک شہر اور جنگل اور میدان میں تمہارے ساتھ ہوگا اور جس کے ساتھ خدا ہو کیا وہ بھی ہلاک ہو سکتا ہے نہیں۔ اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے ایمان کو مضبوط کرو۔ علم عقل محنت ہوشیاری کوئی چیز بھی کام نہیں آتی جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد شامل حال نہ ہو۔ میں نے تمہارے لئے ہدائتیں لکھی ہیں وہ ہر ایک مبلغ کو مل جائیں گی۔ چودھری صاحب کو ان کی ایک نقل دیدی گئی ہے ابھی وہ مکمل نہیں ہوئیں۔ ان کو روز پڑھو کوئی دن نہ گذرے جو تم ان کو نہ پڑھو پھر ان کو پڑھ کر صرف مزا نہ لو بلکہ ان پر عمل کر کے دکھاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو دیکھو گے خدا کی نصرت تمہیں کس طرح کامیاب کرتی ہے۔

جس شہر میں جاؤ اس دعا کو پڑھو جو نبی کریم ﷺ نے سکھائی ہے۔ میں نے اس دعا کا تجربہ کیا ہے بڑی جامع اور مبارک دعا ہے۔ جو یہ ہے:-

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَافِیْھَا وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَافِیْھَا۔[۴] اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ وَارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا[۵]

اس دعا کے یہ معنے ہیں۔ اے اللہ! جو سات آسمانوں کا رب ہے اور ان چیزوں کا رب ہے جو

ان کے نیچے ہیں۔ یا جن پر سایہ ڈالتے ہیں۔ اے اللہ! جو سات زمینوں کا رب ہے اور ان چیزوں کا جو ان کے اوپر ہیں۔ اور شیطانوں کے رب اور ان کے جن کو انہوں نے گمراہ کیا ہے۔ اور ہواؤں کے رب اور ان کے جن کو یہ بکھیرتی ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اس گاؤں کی بھلائی اور اس کے اہل کی بھلائی چاہتے ہیں اور ہر اس چیز کی بھلائی جو اس میں ہے اور ہم پناہ مانگتے ہیں اس گاؤں کی بدی سے اور اس کے رہنے والوں کی بدی سے اور ہر اس چیز کی بدی سے جو اس میں ہے اے اللہ! ہمیں اس گاؤں میں برکت دے اے اللہ! ہمیں یہاں نفع نصیب کر اور ہماری محبت یہاں کے رہنے والوں کے دلوں میں ڈال اور یہاں کے نیک لوگوں کی محبت ہمیں دے۔

اس دعا کو پڑھنے کے بعد شہر میں داخل ہو۔ ہمیشہ نرمی اور محبت سے کام کرو۔ اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ۔ نماز وغیرہ میں ایسے مواقع پر سستی ہوتی ہے اس سستی کو پاس نہ آنے دو۔ عبادت خدا کا پہلا حق ہے اس کو پہلے بجالاؤ نماز ضرور پڑھو۔ خدا کے حقوق و احکام ادا کرکے بندوں کے حقوق ادا کرو۔ دعاؤں پر بہت زور دو افسر کی اطاعت کرو۔ یہ بات شرطوں میں بھی ہے پس اطاعت کرو۔ جب تک تمہاری طاقت میں ہو اور جب تمہاری طاقت سے باہر ہو تو افسر بالا سے کہہ سکتے ہو مگر کوئی شخص اطاعت سے انکار نہ کرے۔ نفس کو مار کر بھی افسر کی اطاعت کرو ایسے موقع پر ہر قسم کی اطاعت کرنا بڑی قربانی ہے۔ یاد رکھو ایسے مواقع پر اطاعت سے ذرا منہ پھیرنا ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ اُحد کے موقع کا حال سب جانتے ہیں اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ دیکھو تھوڑی سی نافرمانی نے کیسی ہلاکت مچادی تھی پس ہر حال میں اطاعت کرو۔ لباس اور خوراک میں جہاں تک ہوسکے سادگی اختیار کرو۔ میں خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں کہ رات دن دعاؤں میں مشغول رہو۔ توکل سے بھی الٰہی مدد آتی ہے۔ مگر خدا سے مانگنے سے بھی مدد آتی ہے کیونکہ خدا خوش ہوتا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے۔ وہاں کے لوگوں کو اعلیٰ نمونہ دکھاؤ۔ میں نے جو نصائح دی ہیں ان پر عمل کرو۔ آپس میں محبت اور پیار سے رہو تا دیکھنے والے کو معلوم ہو کہ تم ایک دوسرے پر فدا ہو۔ اگر وہ تم میں یہ بات نہ دیکھیں گے تو ان پر سلسلہ کے متعلق برا اثر ہوگا۔ کوئی لیکچرار اتنا اثر نہیں کرتا جتنا نیک اور اچھا نمونہ اثر کرتا ہے۔ اگر تم اعلیٰ نمونہ دکھاؤ تو خواہ ملکانہ لوگ تمہاری باتیں سنیں یا نہ سنیں اور ہزاروں لوگ سلسلہ میں داخل ہوں گے۔ پس اپنے اخلاق اعلیٰ دکھاؤ قربانی اور ایثار کے موقع پر قربانی کرو اور لوگوں کی سخت کلامی کے مقابلہ میں سخت کلامی مت کرو۔

ایسے موقع پر قرآن کریم کہتا ہے کہ جوش ہو تو ہٹ جاؤ فساد کی راہوں سے بچو۔ ہم لوگ جو یہاں ہیں تمہارے لئے دعا کرتے ہیں اور کریں گے اور دوسرے لوگ تیار رہیں جو جلد تمہارے پاس آئیں گے۔ جو لوگ جاتے ہیں ان کے لئے دعا کی ضرورت ہے۔ جو لوگ یہاں ہیں ان کے دل میں جوش ہونا چاہئے کہ ہم بھی جائیں اور خدمت اسلام کریں۔ سب لوگ دعا کرو کہ جانے والوں کی زبانوں میں تاثیر ہو۔ بڑے بڑے لیکچر فضول ہوتے ہیں اگر ان میں اثر نہ ہو۔ جانے والے دعا کے مستحق ہیں ہمیں ان کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ یہ خدمت کر سکیں۔ اور اپنے نفسوں کی اصلاح کرو اور اپنے آپ کو تیار کرو کہ جس طرح یہ خدمت دین کے لئے جاتے ہیں تم بھی جاؤ۔ اسلام کی حالت کو دیکھو اور غور کرو کہ اسلام پر کیسا وقت ہے اسلام سے ایسی محبت کرو جو ماں کو بچے سے بھی نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ہر ایک قسم کے خطرات برداشت کرنے کے لئے تیار رہو جاؤ۔

بچپن میں مَیں نے ایک قصہ پڑھا تھا کہ ایک عورت کے بچے کو ایک جانور اٹھا کر لے گا۔ وہ عورت اس کے پیچھے پیچھے گئی اور ایک پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئی لیکن جب بچہ لے کر اس کو اطمینان ہوا تو وہ اتر نہ سکتی تھی۔ بڑی مشکل سے لوگوں نے اتاری۔ یہ ماں کی محبت ہی تھی جو اسے چوٹی پر لے گئی۔ کیا اسلام کی اتنی بھی قدر تمہارے دلوں میں نہیں ہونی چاہئے جو ماں کو بچے سے ہوتی ہے۔ اسلام خطرات میں گھرا ہوا ہے اس لئے تم سستیوں کو چھوڑ دو اور خدمتِ اسلام کے لئے تیار رہو جاؤ۔ خواہ کوئی کیسی عزیز چیز ہو مگر خدمتِ اسلام سے تمہارے لئے روک نہ ہو۔ تمہارا عزم یہ ہونا چاہئے کہ ہم کسی بھی چیز کی پرواہ نہیں کریں گے اور تمام روکوں کے پردے چاک کر کے جائیں گے اور اسلام کی خدمت بجالائیں گے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا۔ جب تک اخلاص نہ ہو۔

(الفضل ۱۹۔ مارچ ۱۹۲۳ء)

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — هُوَ النَّاصِرُ

راجپوتوں کے ارتداد کا فتنہ روکنے کی ہمیں کیوں ضرورت ہے؟

۱۴- مارچ ۱۹۲۳ء کو بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حسب ذیل تقریر فرمائی

حضور نے سورۃ کہف کا گیارھواں رکوع تلاوت کرنے کے بعد فرمایا:-

میں نے آج تمام احباب کو خاص طور پر اطلاع کرا کے اس لئے جمع کیا ہے کہ اس فتنہ ارتداد کے متعلق جو ہندوستان میں جاری ہے بعض باتیں دوستوں کو بتانی چاہتا ہوں اور اس فتنہ کے متعلقہ مالی انتظام کے متعلق بھی بعض تجاویز پیش کرنی چاہتا ہوں۔

پیشتر اس کے کہ مالی تجاویز کو پیش کروں میں اس سوال کے متعلق کچھ بیان کرنا چاہتا ہوں جو بعض لوگوں کے دل میں پیدا ہوا ہے اور جن حالات میں سے ہماری جماعت گذر رہی ہے ان کی وجہ سے پیدا ہونا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ کیا فتنہ ارتداد کے روکنے کی ہمیں ضرورت ہے؟ یہ سوال ہے جو بہت سے لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے اور ہمارے ساتھ غیر احمدیوں کا جو سلوک ہے اور جس رنگ میں وہ ہمارے ساتھ معاملہ کرتے ہیں اس کی وجہ سے قدرتاً پیدا ہونا چاہئے۔

مرتد ہونے والے احمدی نہیں ہیں

مرتد ہونے والے احمدی نہیں ہیں بلکہ وہ اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جس کی ذمہ داری اور جس کی امانت میں وہ سینکڑوں سال رکھے گئے مگر اس قوم نے باوجود ادعائے اسلام کے ان کے متعلق اتنا

بھی تو نہیں کیا کہ اسلام کا عملی اور روحانی رنگ تو الگ رہا ظاہری اسلام ہی سکھا دیتی اور شعائر اسلام کی موٹی موٹی باتیں ہی بتا دیتی ایسی قوم جس نے ادھر تو اپنے گھر سے ایسی بے رخی اور بے توجہی برتی کہ لاکھوں انسان جو مسلمان کہلاتے رہے مگر انہیں اسلام کی ہوا بھی تو چھو نہ گئی تھی ان کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی اور ادھر اس کے مولوی قادیان کو فتح کرنے کو آئے ہیں۔ ہم آریوں سے جنگ کریں تو ہماری پیٹھ میں چھری مارنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ہم اگر عیسائیوں سے مقابلہ کریں تو جھٹ ہمیں نقصان پہنچانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہم اگر ممالک غیر میں تبلیغ اسلام کے لئے گئے تو جھٹ ہمارے خلاف ٹریکٹ لکھ کر شائع کرتے ہیں اور ہماری ہر تبلیغی کوشش میں رکاوٹ ڈالنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ غرض انہوں نے اپنے قول اور فعل سے ثابت کر دیا کہ وہ ہمیں آریوں' عیسائیوں' یہودیوں بلکہ دہریوں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ ایک احمدی جو بڑا مخلص احمدی ہے اور حضرت مسیح موعود کے پرانے دوستوں میں سے ہے جب وہ احمدی ہوا تو پہلے اس کا چال چلن کوئی اچھا نہ تھا اور اس کے باپ نے اس سے تعلق قطع کیا ہوا تھا مگر جب اسے کسی ذریعہ سے احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہوئی تو اس کے باپ نے جو پہلے اس کی مالی مدد نہ کیا کرتا تھا اسے کہا میں تمہارے لئے ایک معقول رقم مقرر کر دیتا ہوں اسے خواہ تم شراب میں صرف کرو خواہ کنچنیاں نچوایا کرو یا کسی اور ایسے ہی کام میں استعمال کرو مگر احمدی نہ بنو۔ ایک اور جگہ ایک لڑکا احمدی ہونے لگا تو اس کے رشتہ داروں نے اسے کہا کہ اس سے تو یہ بہتر ہے کہ تم عیسائی ہو جاؤ اور احمدی نہ بنو۔ خدا کی قدرت وہ چونکہ احمدیت سے ابھی اچھی طرح واقف نہ ہوا تھا اس لئے احمدی ہونے سے تو رک گیا مگر عیسائی ہو گیا۔ اس وقت اس کے رشتہ داروں کو فکر پڑی اور وہ احمدیوں کے پاس آئے کہ اسے تم احمدی بنالو۔ احمدیوں نے اسے سمجھایا اور احمدیت کے مقابلہ میں عیسائیت کہاں ٹھہر سکتی تھی وہ احمدی ہو گیا۔

غرض ان لوگوں کے طریق اور رویّہ سے بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ وہ ہمیں ہزار درجہ دوسروں کی نسبت برا سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک کوئی آریہ ہو جائے' عیسائی ہو جائے' دہریہ ہو جائے تو کوئی حرج نہیں مگر احمدی نہ بنے عیسائیوں اور آریوں کا کوئی کام ہو تو اس کے متعلق بڑے بڑے تعریفی مضامین لکھتے ہیں۔

دیانند کے رشی نمبر میں بڑے بڑے مسلمان کہلانے والے لمبے چوڑے تعریفی مضامین لکھیں گے لیکن اگر کوئی کلمہ خیر ان کے منہ سے نہیں نکلتا تو حضرت مرزا صاحب اور آپ کے خدام کے

متعلق نہیں نکلتا۔ وہ دیانند جس کے قلم کی تیز دھار نے کسی نبی کو بھی نہ چھوڑا جس نے ہر نبی کو دغاباز، مکار، شہوت پرست، لوگوں کے مال کھاجانیوالا وغیرہ وغیرہ کہا۔ وہ دیانند جس نے قرآن کریم پر بسم اللہ سے لیکر والناس تک اعتراض کئے اور اعتراض بھی وہ جن میں سنجیدگی اور متانت کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔ مشہور لیڈر مضمون لکھتے ہیں کہ بڑا اچھا تھا اور بڑا اعلیٰ کام اس نے کیا مگر کسی بڑے آدمی کی زبان اور قلم سے کبھی کسی نے علی الاعلان حضرت مرزا صاحب کی تعریف سنی اور دیکھی ہے؟ ہرگز نہیں ہمارے اخباروں کو پڑھنا بھی تو وہ پسند نہیں کرتے اور ہمارے آقا (حضرت مسیح موعود) کے متعلق وہ باتیں جو آریہ اور عیسائی بھی تسلیم کرتے ہیں وہ بھی تو وہ نہیں تسلیم کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں گئے تو مولویوں نے فتویٰ دیا کہ جو ان کے لیکچر میں جائے گا اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب کی کشش ایسی تھی کہ لوگوں نے اس فتویٰ کی بھی کوئی پرواہ نہ کی تو راستوں پر پہرے لگا دیئے گئے تاکہ لوگوں کو جانے سے روکیں۔ اور سڑکوں پر پتھر جمع کر لئے گئے کہ جو نہ رکے گا اسے ماریں گے۔ پھر جلسہ گاہ سے لوگوں کو پکڑ پکڑ کر لیجاتے کہ لیکچر نہ سن سکیں۔ بی ٹی صاحب جو اس وقت سیالکوٹ میں سٹی انسپکٹر تھے اور پھر سپرنٹنڈنٹ پولیس ہو گئے تھے اب معلوم نہیں ان کا کیا عہدہ ہے ان کا انتظام تھا جب لوگوں نے شور مچایا اور فساد کرنا چاہا تو چونکہ حضرت صاحب کی تقریر اس نے بھی سنی تھی وہ حیران ہو گیا کہ اس تقریر میں حملہ تو آریوں اور عیسائیوں پر کیا گیا ہے اور جو کچھ مرزا صاحب نے کہا ہے اگر وہ مولویوں کے خیالات کے خلاف بھی ہو تو بھی اس سے اسلام پر کوئی اعتراض نہیں آتا اور اگر وہ باتیں سچی ہیں تو اسلام کا سچا ہونا ثابت ہوتا ہے پھر مسلمانوں کے فساد کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اگرچہ وہ سرکاری افسر تھا مگر وہ جلسہ میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ تو یہ کہتے ہیں کہ عیسائیوں کا خدا مر گیا اس پر مسلمانو! تم کیوں غصے ہوتے ہو۔

غرض ان لوگوں کا ہم سے یہ سلوک ہے اور بادی النظر میں یہی نظر آتا ہے کہ اگر ان میں سے لوگ آریوں میں جاتے ہیں تو ہمیں کیا۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ خیال غلط ہے حضرت مسیح موعودؑ نے ان کے متعلق یہاں تک فرمایا ہے۔

اے دل تو نیز خاطرِ ایناں نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حُبِّ پیمبرم [۶]

بات یہ ہے کہ ایک ہوتی ہے عداوت اور ایک ہوتی ہے حقیقت- عداوت میں بے شک یہ لوگ آریوں سے عیسائیوں سے سکھوں سے اور دوسرے مذاہب کے لوگوں سے بڑھ کر ہیں مگر حقیقت میں سب سے زیادہ ہمارے قریب ہیں- ہمارے لیکچر ہوتے ہیں اس میں آریہ' عیسائی وغیرہ شور نہیں ڈالتے بلکہ بعض اوقات وہ مدد بھی دیتے ہیں مگر جانتے ہو نتیجہ کیا ہوتا ہے آریہ تو آریہ ہی گھر چلے جاتے ہیں اور عیسائی عیسائی ہی واپس لوٹ جاتے ہیں مگر یہ جو ہمیں مارتے بھی ہیں گالیاں بھی دیتے ہیں لیکچر کے روکنے کی کوشش بھی کرتے ہیں اگر ان کو موقع ملے تو قتل کرنے سے بھی دریغ نہ کریں انہیں میں سے ہمارے ساتھ شامل ہوتے ہیں یہاں یہ لوگ جو بیٹھے ہیں ان میں کتنے ہیں جو آریوں اور عیسائیوں سے آئے اور کتنے ہیں جو ان لوگوں سے آئے جو دشمنی اور عداوت میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں- بات یہی ہے کہ یہ لوگ حقیقت میں ہمارے بہت قریب ہیں اور ان کے ساتھ بہت سی باتوں میں ہمارا اشتراک ہے رسول کریم ﷺ کو یہ لوگ مانتے ہیں قرآن کریم کو یہ لوگ مانتے ہیں اور ان پیشگوئیوں کو یہ لوگ مانتے ہیں جن میں مسیح موعود کے آنے کا ذکر ہے مگر دوسرے لوگ حقیقت کے لحاظ سے ہم سے بہت دور ہیں-

اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھو کہ کوئی قوم بڑھ نہیں سکتی جو دو تین صدیوں میں دنیا کو گھیر نہیں لیتی- اسلام نے دنیا پر قبضہ پہلی ہی دو تین صدیوں میں کیا' عیسائیت نے بھی پہلی ہی تین صدیوں میں دنیا کو گھیرا' بدھ مذہب نے بھی پہلی تین صدیوں میں دنیا کو قبضہ میں کیا' زرتشتی مذہب نے بھی پہلی تین صدیوں میں ہی دنیا کو گھیرا' سکھوں نے بھی پہلی تین صدیوں میں ہی قبضہ جمایا- غرض کہ کوئی قوم اور کسی مذہبی ریفارمر کی جماعت ایسی نہیں جس نے پہلی تین صدیوں میں کامیابی حاصل نہ کی ہو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نبیوں کے قرب کی وجہ سے جو اخلاص لوگوں میں ہوتا ہے وہ بعد میں نہیں ہوتا- دیکھو قرآن کریم تو اب بھی وہی موجود ہے جو رسول کریم ؐ کے وقت میں تھا مگر اب کیوں یہ مسلمانوں پر وہ اثر نہیں کرتا جو رسول کریم ؐ کے قرب کے زمانہ میں کرتا تھا- رسول کریم ﷺ کے چھوٹے چھوٹے فقرہ پر جس طرح صحابہ کرام مذبوح جانور کی طرح تڑپ اٹھتے تھے آج آپ کے بڑے سے بڑے ارشاد پر بھی ان کی یہ حالت کیوں نہیں ہوتی- اس وقت قرآن کریم کی چھوٹی سے چھوٹی سورۃ اثر پیدا کرتی تھی آج سارا قرآن کھول کر پڑھنے سے بھی وہ اثر نہیں پیدا ہوتا اس کی وجہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو رسول کریم ﷺ کا قرب حاصل تھا جو ان لوگوں کو حاصل نہیں ہے- تو پہلے لوگ جو کام کرنا چاہیں کر لیتے ہیں اور پچھلے لوگ

محروم رہ جاتے ہیں- پس اگر ہماری جماعت بھی کامیاب ہونا چاہتی ہے اگر ہماری جماعت بھی ان پیشگوئیوں کی حامل بننا چاہتی ہے جو حضرت مسیح موعود سے تعلق رکھتی ہیں تو اس کی یہی صورت ہے کہ ہم پہلی صدیوں میں دنیا پر چھا جائیں اور ہمارے کامیاب ہونے کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی کان اور ایسا ذخیرہ ہو جسے ہم اپنے اندر شامل کر سکیں اگر ایسا نہ ہو تو ہم کامیاب نہیں ہو سکتے- اگر عقل و فکر سے کام لیکر اس پر غور کیا جائے تو سمجھ میں آجائے گا کہ تین صدیوں میں ہی ہم کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور اگر ہم لوگوں کو اپنے اندر شامل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں تو انہی لوگوں کو جو اس وقت ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں- پس ہماری کامیابی کی جڑ اور راز یہی مسلمانوں کی حالت ہے جو ہمارے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ ہے کیونکہ یہی سب سے زیادہ ہماری ترقی میں ممد اور معاون ہے اور ان کو جانے دینے کا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ آسانی اور سہولت سے ہمارے ہاتھ میں آسکتے ہیں ان میں سے چار پانچ لاکھ کو ہم جانے دے رہے ہیں اور یہ اتنی ہی تعداد نہیں ہے- اب تو آریہ بھی ان کی تعداد ۳۲- ۳۳ لاکھ مان رہے ہیں- شردھانند نے اپنی ایک تقریر میں اتنی تعداد تسلیم کی ہے اور یہ آہستہ آہستہ ان لوگوں کی تعداد ظاہر کرتے ہیں تاکہ مسلمان زیادہ نہ گھبرا جائیں- اور واقف کار ان لوگوں کی تعداد ایک کروڑ بتاتے ہیں- اتنی بڑی تعداد جو افغانستان کی ساری آبادی سے دوگنی ہے اس کو ضائع ہونے دینا قطعاً ہوشیاری اور دانائی کے خلاف ہے-

پھر حضرت مسیح موعود کا طریق ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسے موقع پر آپ یہ نہ کہتے کہ یہ ہمارے سب سے بڑے دشمن ہیں انہیں تباہ ہونے دو- وہ لوگ بیشک ہم سے دشمنی اور عداوت کریں ہمیں دکھ اور تکالیف دیں مگر یہ بھی تو یاد رکھو کہ اوروں کی نسبت یہی لوگ آسانی سے ہمارے قابو میں آسکتے ہیں- ہماری اصل غرض یہی ہے کہ جس کام کے لئے ہم کھڑے ہوئے ہیں وہ ہو جائے اور یہ لوگ چونکہ اس کام کے ہونے میں سب سے زیادہ ممد ہیں اس لئے ان کا بچانا ہمارا فرض ہے- کتاب جنگ مقدس جس میں آتھم کے ساتھ مباحثہ چھپا ہے یہ حضرت مسیح موعود کا مباحثہ اس وقت ہوا جبکہ آپ نے مسیح موعود ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور مولوی آپ کے کافر ہونے کا اعلان کر چکے تھے اور فتوے دے چکے تھے کہ آپ واجب القتل ہیں- وہ امن جو اب جماعت کو حاصل ہے اس وقت ایسا بھی نہ تھا بلکہ اب جیسے ان مقامات پر جہاں تھوڑے احمدی ہیں اور ان کا جو حال ہے ایسا ساری جماعت کا حال تھا اور ہر جگہ یہی حالت تھی- ایسے موقع پر ایک غیر

احمدی کا عیسائی سے مقابلہ ہوتا ہے اس نے حضرت صاحب سے درخواست کی تھی کہ آپ مقابلہ کریں اس پر آپ جھٹ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اس وقت یہ نہ کہا کہ عیسائی ہمارے ایسے دشمن نہیں ہیں جیسے غیر احمدی ہیں بلکہ آپ مباحثہ کے لئے چلے گئے اور قادیان سے باہر چلے گئے۔

یہ تو اس وقت کا ذکر ہے جب مخالفت زوروں پر تھی اور دعوے کی ابتداء تھی لیکن اب اس وقت کا ذکر سناتا ہوں جب دعویٰ اپنے کمال کو پہنچ گیا تھا اور مخالفت کم ہو گئی تھی۔

عیسائیوں کو ۱۹۰۶ء میں خاص جوش پیدا ہوا اور انہوں نے بڑے زور سے تبلیغ شروع کی۔ بریلی میں کوئی شخص تھا۔ عیسائیوں نے یَنَابِیْعُ الْاِسْلَام کتاب کے ذریعہ اسے خراب کرنا چاہا۔ اس کے دل میں اس کتاب کو پڑھ کر اسلام کے متعلق شکوک پیدا ہو گئے۔ اس نے حضرت صاحب کو اطلاع دی اور لکھا کہ یہ کیسی باتیں ہیں جو اس کتاب میں درج ہیں۔ حضرت صاحب نے اس کو جواب نہ لکھا بلکہ اس کے جواب میں ایک کتاب لکھی جس کا نام چشمہ مسیحی ہے اور جس سے نبوت کے مسئلہ میں ہمیں بڑی مدد ملتی ہے۔ یہ کتاب اس غیر احمدی کو عیسائیت سے بچانے کے لئے لکھی گئی۔ پس حضرت مسیح موعود کا طریق عمل بتا رہا ہے کہ ہمارا ایسے موقع پر کیا طریق عمل ہونا چاہئے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہماری جنگ کا دائرہ حضرت مسیح موعود کو ماننے اور نہ ماننے کی حد تک ہی محدود نہیں ہو جاتا بلکہ اس سے وسیع ہے۔ ہمارے سلسلہ کی بنیاد مسیح موعود سے ہی نہیں رکھی گئی بلکہ آج سے تیرہ سو سال قبل رکھی گئی تھی کیونکہ مسیح موعود کے مبعوث ہونے کی بنیاد اس وقت رکھی گئی تھی جب رسول کریم ﷺ نے دعویٰ کیا تھا۔ پس غیر احمدیوں کا اپنے ساتھ برا سلوک اور برا معاملہ دیکھ کر اور ان کی عداوت اور دشمنی کو دیکھ کر یہ مت سمجھو کہ جب ان پر تباہی اور بربادی آئے تو ہمیں چپ ہو کے بیٹھ رہنا چاہئے کیونکہ ان لوگوں کی یہ حالت ہی ہماری ترقی اور کامیابی کی بنیاد اور جڑ ہے اور ایسی صورت میں ہی ہماری کامیابی کے سامان ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص بڑا تیرنے والا ہے وہ سمندروں میں تلاطم کے وقت کودتا اور ڈوبنے والوں کو بچاتا ہو مگر ایک نادان اسے جھوٹا اور دغاباز کہتا ہو اور گالیاں دیتا ہو اور کہے کہ اسے تو تیرنا آتا ہی نہیں اس وقت بادشاہ اس کی بکواس سُنے اور کہے یہ شخص ایک محسن اور لوگوں کی جانیں بچانے والے کو بُرا بھلا کہہ رہا ہے اور اسے پکڑ کر سمندر میں پھینک دے اس وقت کیا اس تیراک کا یہ کام ہوگا کہ کہے یہ چونکہ مجھے گالیاں دیتا تھا اس لئے میں اسے نہیں بچاؤں گا اگر وہ اس

طرح کرے گا تو اپنے آپ کو جھوٹا ثابت کرے گا کہ اسے تیرنا تو آتا نہیں یونہی کہتا تھا کہ بڑا تیراک ہوں۔ ایسے موقع پر اس کا یہ فرض تھا کہ فوراً کود پڑے اور ڈوبنے والے کو بچا کر اس سے اقرار کرائے کہ میں سچا ہوں تو جو کچھ میری نسبت کہتا تھا وہ جھوٹ تھا۔

ایسا ہی اب غیر احمدی ہمارے متعلق کہتے ہیں کہ یہ لوگ کیا کر سکتے ہیں ان کے سب دعوے جھوٹے ہیں۔ ایسا تو ہوا ہے کہ عیسائیوں وغیرہ کے مقابلہ میں ہماری کامیابی کو دیکھ کر بعض جگہ غیر احمدیوں نے ہماری تائید کی ہے مگر ہماری کامیابی کا ایسا نظارہ ان کے سامنے کبھی نہیں آیا کہ جس کو دیکھ کر ان کی عقلیں حیران ہو گئی ہوں اور انہوں نے دیکھا ہو کہ کوئی قوم کی قوم جو ہلاک ہو رہی ہو اس کو بچانے کی ہم نے تجویز کی ہو مگر اب خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے ایسا موقع مہیا کیا ہے اور اس وقت وہی لوگ کہہ رہے ہیں کہ احمدی کہاں ہیں؟ کیوں فتنہ ارتداد کو روکنے کے لئے کھڑے نہیں ہوتے۔ کوئی ان سے پوچھے احمدیوں کو تو تم پہلے ہی اسلام سے خارج کر چکے ہو پھر وہ جہاں بھی ہوں ان سے تمہیں کیا مگر ان کا ہمیں بلانا اور اس موقع پر امداد کے لئے شور مچانا بتاتا ہے کہ ان کے دل مانتے ہیں کہ اگر کوئی جماعت خدمت اسلام کر سکتی ہے اور خدا تعالیٰ کی نصرت کسی جماعت کو مل سکتی ہے تو وہ احمدی جماعت ہی ہے۔ پس جب یہ ایسا موقع ہو کہ ہمارا سخت ترین دشمن بھی ہر طرف سے مایوس ہو کر ہماری طرف نگاہیں ڈال رہا ہے اور گھبرا گھبرا کر پوچھ رہا ہے کہ احمدی کہاں ہیں اور وہی احمدی جن کو یہ لوگ مرتدوں اور کافروں سے بھی بدتر کہتے تھے انہیں کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ وہ کیوں ہماری مدد کے لئے نہیں آتے تو اس موقع کو جانے نہیں دینا چاہئے۔ ایسے زریں موقع کو جانے دینا جو ہماری زندگی میں ہمیں میسر ہوا ہے نہایت ہی افسوسناک بات ہوگی کیونکہ آج ہمارے لئے موقع ہے کہ ہم ان لوگوں پر ثابت کر دیں کہ آج تک تم لوگوں نے ہمارے ساتھ جو سلوک کیا وہ ظالمانہ تھا اور ہمارے خلاف تمہاری جتنی باتیں تھیں وہ سب جھوٹی تھیں اور اب ہم ان سے قومی طور پر اقرار کرا سکتے ہیں کہ ہمارے مقابلہ میں تم لوگ ناراستی پر تھے۔ کہتے ہیں زندگی میں ہر انسان کو ایک خاص موقع ملا کرتا ہے اور اگر ہم اس کو سمجھیں تو ہمارے لئے یہ ایسا ہی موقع ہے۔ نہ اس لئے کہ ایک قوم تباہ ہونے لگی ہے جسے نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس لئے کہ اس قوم کو تباہ ہونے سے مسیح موعود کی جماعت ہی بچا سکتی ہے۔

پس خوب اچھی طرح سن لو کہ ایسے موقعے بار بار نہیں ملا کرتے۔ ممکن ہے پھر بھی کبھی ایسا موقع آجائے مگر اس کا آنا ایسا ہی مشکل ہے جیسے ایک نبی کو ماننے سے محروم رہنے والوں کے لئے

دوسرے نبی کا آنا- تو ایسے مواقع شاذ و نادر ہی ملا کرتے ہیں پس نہ اس وجہ سے ہمیں اس فتنہ کے انسداد کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ محمد ﷺ کے خدام اس میں مبتلاء ہوئے ہیں بلکہ اس لحاظ سے کہ اسلام کی طرف منسوب ہونے والے اس میں مبتلاء ہو گئے ہیں-

ہماری جماعت جو الگ ہوئی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کوئی نئی جماعت ہے بلکہ یہ اس لئے الگ ہوئی ہے کہ وہ لوگ جو اسلام اور محمد ﷺ سے اپنا تعلق جتاتے ہیں مگر سچا تعلق نہیں رکھتے ان سے الگ ہو جائے- اگر یہ لوگ اپنا کوئی ایسا نام رکھ لیں کہ اس کا اسلام سے تعلق نہ ظاہر ہو تو پھر ہم احمدی نہ کہلائیں تو گویا ہم اسلام سے اپنا تعلق ممتاز طور پر ظاہر کرنے کے لئے احمدی کہلاتے ہیں یا یوں کہو کہ ان کو ممتاز کرنا چاہتے ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں بھی آتا ہے-

پس یہ امتیاز کو ثابت کرنے کا موقع ہے- احمدی ہم اس لئے کہلاتے ہیں کہ ان لوگوں سے الگ ہو جائیں تاکہ ان کی وجہ سے ہمارے مقابلہ میں کوئی اسلام پر طعن نہ کرے- ورنہ ہمارا نام تو وہی ہے کہ سچا مسلم- اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس موقع پر خاموش نہ رہیں- پھر عقلاً بھی اس کے بڑے بڑے اعلیٰ نتائج ثابت ہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ لوگ ہمارے لئے خزانہ اور کان کے طور پر ہیں جس پر دشمن قابو پانا چاہتا ہے کبھی کوئی یہ پسند نہ کرے گا کہ اس کی کسی چیز پر اگر دشمن نے قبضہ کیا ہو تو اسے چور چرا کر لے جائیں کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ میری چیز ہے اور میرے ہی پاس اسے آنا چاہئے-

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسی رنگ کا ایک فیصلہ کیا تھا- ان کے پاس دو عورتیں مقدمہ لائیں- ان میں سے ایک کے بیٹے کو بھیڑیا کھا گیا تھا اس کا خاوند کہیں گیا ہوا تھا اور بعد میں ہی اسے بچہ پیدا ہوا تھا اس نے سمجھا خاوند آ کر ناراض ہو گا اور چونکہ وہ اپنے بچے کو پہچانتا نہیں اس لئے دوسرے بچہ کو ہی اپنا سمجھ لے گا اس پر اس نے دوسری عورت کا بچہ اٹھا کر اپنا بنا لیا- یہ جھگڑا جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا تو انہوں نے کہا اچھا اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں کہ بچے کو آدھا آدھا کر کے دونوں کو دے دیتا ہوں- جس ماں کا بچہ نہیں تھا اس نے تو کہا ہاں یہ ٹھیک انصاف ہے ایسا ہی ہونا چاہئے- اس نے سمجھا میرا بیٹا تو مر ہی گیا ہے مگر اس کا بھی تو زندہ نہ رہے گا- لیکن جس کا بچہ تھا اس نے کہہ دیا کہ یہ میرا بیٹا ہی نہیں اسی کا ہے اسے دے دیا جائے اور اس طرح اس نے بچہ کو مرنے سے بچا لیا-

تو مسلمان کہلانے والے گو خراب ہیں لیکن ہمارے لئے دوسروں سے بہت اقرب خزانہ

ہیں۔ باقیوں کے متعلق تو ابھی یہ حالت ہے کہ ان تک پہنچنے کے لئے پہاڑوں کو تراش تراش کر دروازے بنانے کی ضرورت ہے اس لئے ہمیں اور صرف ہمیں ہی ان لوگوں کی فکر ہونی چاہئے جو مرتد ہو رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ غیر احمدی وہاں جاکر جو کچھ بھی کوشش کر رہے ہیں اتنا کرنا بھی ان کا حق نہیں کیونکہ اصل میں جن کا خزانہ لٹ رہا ہے وہ ہم ہی ہیں ہمارا وہ خزانہ اور ذخیرہ ہے ہمیں اس کی حفاظت کرنی چاہئے۔ پس ہر ایک احمدی کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں اس امت کا داروغہ مقرر کیا ہے اور جس طرح داروغہ اور دوسرے لوگوں کے فرائض میں فرق ہوتا ہے اسی طرح ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے فرائض میں فرق ہے۔ خدا تعالیٰ کے مامور کو ماننا خود خدمت اسلام کیلئے مأمور ہو جانا ہے۔ جیسے کہتے ہیں ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔ خدا تعالیٰ تو اسے مقرر نہیں کرتا مگر خدا کے مأمور کو ماننے کی وجہ سے وہ مأمور ہو جاتا ہے تو ہم خدمت اسلام کے لئے مأمور ہیں نہ اس لئے کہ الہام کے ذریعہ خدا نے ہمیں کہا ہے بلکہ اس لئے کہ ہم نے خدا کے ایک مأمور کو مانا ہے۔ پس جب ہم خدمت اسلام کے لئے مأمور ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ اسلام سے بالکل جدا ہونے والوں کو بچائیں اور اگر کوئی اس کام کا اہل ہے تو وہ ہم ہی ہیں۔ پس اگر کسی کے دل میں خیال ہو کہ ہمارا کیا حرج ہے ہم کیوں ان لوگوں کو بچائیں تو وہ اس خیال کو نکال دے۔ اور سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع اس لئے دیا ہے کہ دوسروں پر ہماری فوقیت ثابت کرنا چاہتا ہے اس سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اس امر کی ضرورت بتا دینے کے بعد کہ ہمارے لئے یہ موقع نہایت اہم ہے نہ صرف مذہبی لحاظ سے ہی بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی اس میں ہمارے لئے بڑے فوائد ہیں اس وقت میں پھر تحریک کرتا ہوں کہ ایسے مواقع ہر روز نہیں ملا کرتے۔ جس کو خدا تعالیٰ توفیق دے وہ اس موقع کو نہ جانے دے۔

شیطان سے مقابلہ کرنا ہماری جماعت کے ذمہ لگایا گیا ہے اور شیطان ہماری بغل میں بیٹھا ہے۔ بیشک عیسائیت کا فتنہ بہت شدید ہے مگر اس کیلئے آدمی چونکہ بہت دور سے آتے ہیں اس لئے وہ اپنے ہجوم اور کثرت سے غلبہ حاصل نہیں کرتے بلکہ اور ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ مگر ہندو جو ہمارے پاس بیٹھے ہیں بیس بائیس کروڑ ان کی تعداد ہے اس لئے ان کا فتنہ بہت سخت ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ موجودہ فتنہ ایک دو ماہ کی بات ہوگی اور میں نہیں جانتا کہ کتنے آدمیوں کی اس کے لئے ضرورت ہوگی یہ حالات بتائیں گے۔ مگر میں یہ جانتا ہوں کہ جب تک ایسے کافی آدمیوں کے

نام ہمارے پاس نہ ہوں جنہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہو اس وقت تک ہم اطمینان سے کام نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے ہمیں سینکڑوں آدمی بھیجنے پڑیں۔ ایک کے بعد دوسرا دوسرے کے بعد تیسرا وفد روانہ ہو۔ کیونکہ اس وقت تک ہم نے چلنا ہے جب تک کہ دشمن تھک کر اور ہار کر نہ بیٹھ جائے۔

بچپن کی ایک مثال مجھے یاد ہے گو وہ کچھ اچھی نہیں لیکن اس سے مطلب ضرور حل ہو جاتا ہے۔ چھوٹی عمر میں مَیں اس جگہ کھڑا تھا جہاں اب لنگر خانہ ہے اور مہمان خانہ کے پاس جولاہوں کے جو گھر ہیں ان کے قریب سے دو آدمیوں نے کنکوے چڑھائے وہ آپس میں لڑا رہے تھے۔ وہ دونوں ڈور چھوڑتے جاتے تھے اور کنکوے بہت دور نکل گئے۔ میری تو نظر بھی کمزور تھی جب میری نظر سے غائب ہو گئے تو میں نے دوسرے لڑکے سے جو میرے ساتھ تھا پوچھا اتنے دور کیوں چلے گئے ہیں۔ اس نے کہا یہی مقابلہ ہے جو بھی ڈور دینے میں بڑھ جائے گا وہ جیت جائے گا تو ایسا مقابلہ جو درپیش ہے اس کے لئے استقلال ہی سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

اور یاد رکھو کہ باطل کبھی مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ باطل کے معنی ہی ہلاک ہونے والے کے ہیں۔ قائم حق ہی رہتا ہے کیونکہ حق کے معنے قائم رہنے کے ہیں۔ لیکن اس کے لئے استقامت ضروری ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود بھی فرمایا کرتے تھے۔ اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ الْکَرَامَۃِ [۲] اگر ہم استقلال دکھائیں گے تو وہ لوگ اسی طرح تھک کر واپس آجائیں گے، جس طرح نان کواپریشن والے تھک کر اپنے اپنے کاموں پر واپس آ رہے ہیں۔ وکیل اپنی وکالت شروع کر دیں گے۔ پڑھانے والے اپنے سکولوں میں چلے آئیں گے۔ لیکچرار گھروں کو واپس آجائیں گے اور جو جماعت میدان سے ہٹے گی نہیں وہ احمدی جماعت ہی ہو گی۔

اس وقت ہمارے سامنے جو کام ہے وہ بہت بڑا کام ہے لیکن ہندوستان کیا اگر ساری دنیا سے بھی مقابلہ ہو تو بھی ہمیں کیا پرواہ ہے۔ جب ہماری مدد کرنے والا خدا تعالیٰ ہے تو ہم نے خدا تعالیٰ کے سہارے پر لڑنا ہے۔ لیکن یاد رکھو خدا تعالیٰ کی مدد بھی اس وقت تک نہیں آتی جب تک استقامت نہ اختیار کی جائے کیونکہ استقامت کی وجہ سے خدا کی مدد آتی ہے۔ جب تک یہ رنگ ہماری جماعت دکھانے کیلئے تیار نہ ہو۔ جب تک سارے کے سارے لوگ یہ فیصلہ نہ کرلیں کہ جب تک دشمن کو مقابلہ سے نہ ہٹائیں گے اس وقت تک نہ ہٹیں گے اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتے۔ پس چاہئے کہ جس کے دل میں اب تک اس کام میں شامل ہونے کی تحریک نہ ہوئی

ہو وہ اب تیار ہو جائے- اور سمجھ لو کہ اس کام کیلئے کسی بڑے علم کی ضرورت نہیں- وہاں سے رپورٹیں آئی ہیں کہ ان لوگوں میں بالکل علم نہیں- مولوی محفوظ الحق صاحب نے لکھا ہے کہ وہ لوگ تو بات بھی نہیں سمجھ سکتے- وہاں علمی مسائل بیان کرنے کی ضرورت نہیں- وہاں تو صاف اور سادہ لفظوں میں باتیں بار بار پیش کرنے کی ضرورت ہے جیسے مسمریزم والے کہتے ہیں کہ سو جا- سو جا- تو معمول سو جاتا ہے اسی طرح اگر ان لوگوں کو بار بار حق سنایا جائے تو کیوں ان پر اثر نہ کرے گا- دیکھو عیسائی مسیح کو خدا کا بیٹا کہتے کہتے سنوا ہی لیتے ہیں حالانکہ وہ کھاتا پیتا سوتا رہا اور بقول ان کے لوگوں نے اس کو مار بھی دیا- ایسا انسان کس طرح خدا کا بیٹا ہو سکتا ہے لیکن باوجود اس کے لوگ مان ہی لیتے ہیں- پس اگر ایسی بے وقوفی کی بات لوگ مان سکتے ہیں کہ مسیح خدا کا بیٹا تھا تو جاہل لوگ حق بات کو کیوں نہیں مان سکتے- اگر ایک بات بار بار کہنے سے عقلمند ہو کر جہالت کی بات مان لیتے ہیں تو عقل کی بات جاہل انسان سے کیوں نہیں منوائی جا سکتی- پس ہمیں ایسے آدمی چاہئیں جو محنت اور اخلاص سے کام کر سکیں- جو یہ اقرار کریں کہ دن رات لوگوں کو سمجھاتے اور دین کی باتیں سناتے رہیں گے- ایسے لوگ اگر ایک لفظ بھی نہ جانتے ہوں گے تو کامیاب ہوں گے- پس جو شخص انتظام کی پابندی کر سکتا ہے فرمانبرداری اختیار کر سکتا ہے غصہ کو دبا سکتا ہے وہ کام کر سکتا ہے خواہ وہ اپنا نام بھی لکھنا نہ جانتا ہو اس لئے اپنے آپ کو پیش کرنے میں جلدی کرو-

اب روپیہ کا سوال ہے- اس کے متعلق بعض لوگوں کے دل میں خیال پیدا ہوا ہے کہ جب آریہ راجپوتوں کو روپیہ دیکر آریہ بنا رہے ہیں اور مسلمان بھی ان کو روپیہ دیکر اپنے ساتھ رکھنا چاہتے ہیں تو کیا ہمیں بھی اسی کام کیلئے روپیہ جمع کرنا چاہئے- ہمارے مبلّغ تو اپنے خرچ پر جائیں گے پھر روپیہ کی کیا ضرورت ہے مگر ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسی تبلیغ کہ روپیہ دیکر لوگوں کو اپنے اندر داخل کیا جائے میرے نزدیک تبلیغ نہیں بلکہ اپنی ذلت اور شکست کا اقرار کرنا ہے- ہمیں اس کام کیلئے نہ تو روپیہ کی ضرورت ہے اور نہ اس کیلئے ہم روپیہ صرف کرنا چاہتے ہیں مگر باوجود اس کے دوسروں سے ہمیں کم روپیہ کی ضرورت نہیں بلکہ ان سے زیادہ کی ضرورت ہے- ان میں بڑے بڑے مالدار ہیں ان میں کروڑ پتی بھی ہیں پھر ان کی تعداد بہت زیادہ ہے- اگر وہ تھوڑا تھوڑا چندہ بھی دیں تو بہت بڑا چندہ جمع کر سکتے ہیں اور آسانی سے دولت جمع کر سکتے ہیں لیکن اس کا استعمال وہ اس طرح کریں گے کہ کچھ آپس میں بانٹ لیں گے اور کچھ ان لوگوں میں تقسیم کر دیں گے- پس ان کو روپیہ کی اتنی ضرورت نہیں ہے جتنی ہمیں ہے کیونکہ ان کے اتنے مبلّغ

نہیں ہوں گے جتنے ہمارے ہوں گے اور باوجود اس کے کہ ہمارے مبلغ آنریری ہوں گے پھر بھی ہمیں بہت سے اخراجات کرنے پڑیں گے۔

کیونکہ ہمیں ایک ایسا محکمہ بنانا ہوگا کہ جس کے ماتحت تبلیغ کا کام ہو سکے۔ ہمارے نئے نئے آدمی جو جائیں گے ان کو نہ وہاں کے لوگوں کی طبائع کا علم ہوگا' نہ ان سے واقفیت ہوگی' نہ وہاں کام کرنے کے رنگ اور طریق سے آگاہ ہوں گے' نہ ان سے دوستیاں ہوں گی' نہ ان کا رعب جما ہوا ہوگا ایسی حالت میں اگر ایک جماعت مبلغین کی جائے جو تین ماہ کے بعد واپس آجائے اور پھر نئی جماعت چلی جائے تو گویا سارا سال تجربہ ہی ہوتا رہے گا اور کچھ کام بھی نہیں ہو سکے گا اس لئے ضروری ہے کہ ایک جماعت ایسی مستقل وہاں رہے جو کام کی نگرانی کرتی رہے اور جو میدان میں کام کے ختم ہونے تک وہیں رہے۔ یہ جماعت وہاں کے حالات اور طریق تبلیغ سے واقفیت حاصل کرے لوگوں سے واقفیت پیدا کرے۔ یہ جماعت جو چھ ماہ۔ سال یا دو سال یا اس سے بھی زیادہ عرصہ وہاں رہے گی اس کے متعلق یہ خیال کرنا کہ خرچ کئے بغیر رہ سکے گی اس کی طاقت اور قوت سے بالا خیال ہے اور جب خدا تعالیٰ بھی انسانی قوتوں کا خیال رکھتا ہے تو کیا بندوں کو اس قانون کا لحاظ نہیں رکھنا چاہئے جو خدا نے بنایا ہے اور جو یہ ہے کہ انسان کھانے پینے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اور نہ اس کے بیوی بچے اور دوسرے لواحقین کھانے پینے کے بغیر زندہ رہ سکتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ جو لوگ وہاں کام کریں گے وہ خدا تعالیٰ کے لئے ہی کرتے ہیں لیکن جو خدا کیلئے کام کرتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ آسمان سے کھانا نہیں بھیجا کرتا بلکہ مومنوں کے قلوب میں ہی الہام کرتا ہے کہ ان کے کھانے پینے کا انتظام کریں۔ حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے۔ یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْهِمْ [۸] کہ تم کو وہ لوگ مدد دیں گے جن کو ہم وحی کریں گے۔ پس خدا تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے آسمان سے روٹی نہیں اتارا کرتا۔ بلکہ دوسروں کو الہام کرتا ہے کہ ان کیلئے سامان کریں اور ہماری کیا ہی خوش قسمتی ہوگی اگر ہم خدا تعالیٰ کے الہام کے مورد بن جائیں۔

پھر کئی لوگ بعض مجبوریوں کی وجہ سے تبلیغ کیلئے نہیں جا سکتے۔ خواہ ان کی مجبوریاں اچھی ہی ہوں مگر ان کے دل کو صدمہ تو ضرور پہنچتا ہے۔ مثلاً میں ہی ہو۔ اگرچہ میں نے سارا کام کرانا ہے اور میدان جنگ میں فوج کو لڑانے والے کا یہی کام ہوا کرتا ہے کہ مقام جنگ سے پرے ہٹ کر فوج کو دیکھتا رہے تاکہ انتظام قائم رہے اور جہاں ضرورت محسوس ہو وہاں مدد پہنچائے اور سوائے ایسے موقع کے جنگ میں شامل نہ ہو جب یہ سمجھے کہ اگر میں نہ پہنچا تو ساری سپاہ تباہ ہو

جائے گی۔ایسی حالت کے علاوہ کمانڈر کا لڑائی میں شامل ہونا نہایت خطرناک ہوتا ہے اس لئے میں تو وہاں نہیں جا سکتا۔ مگر میرے قلب میں جو جوش اور احساسات ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے بھی تو کوئی موقع ہونا چاہئے اور وہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ مالی امداد سے اس کام میں حصہ لیا جائے۔

پس کئی ایسے لوگ جو طاقت نہیں رکھتے کہ وہاں جائیں کیونکہ ان کو مجبوریاں درپیش ہیں۔ یا کئی ایسے لوگ جن میں ابھی اتنی ہمت نہیں کہ مال اور جان دونوں دے سکیں مگر تھوڑی سی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں وہ اس موقع سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور اس طرح وہ ان رجال میں شامل ہو سکتے ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ نُوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ ہم آپ ان پر وحی کرتے ہیں۔ گویا خدا تعالیٰ آپ ان سے ہم کلام ہوتا ہے اور یہ کوئی معمولی شرف نہیں ہے۔ دیکھو لوگ دنیا کے بادشاہوں کے مخاطب بننے کے لئے اور یہ کہلانے کے لئے کہ فلاں سے بادشاہ نے کلام کی لاکھوں روپیہ خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر کیا ہماری جماعت کے لوگ جو خدا تعالیٰ کے سچے پرستار ہیں وہ نُوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ میں شامل ہونے کے لئے روپوؤں کی کچھ پرواہ کریں گے۔ یا خدا کے مخاطب بننے کو معمولی بات سمجھیں گے۔

پس وہ لوگ جو وہاں مستقل طور پر کام کریں گے ان کے گذارہ کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اور یہ معقول جماعت وہاں بھیجنی ہوگی کم از کم دس پندرہ آدمی تو ضرور ہوں گے ان کے اخراجات کیلئے کافی روپیہ کی ضرورت ہے۔

پھر انہوں نے رپورٹیں بھیجنی ہیں' تاریں دینی ہیں' لٹریچر شائع کرنا ہے اس کے لئے بھی روپیہ کی ضرورت ہے۔ یا جب ایسا ہو کہ بعض لوگ ہمارے ساتھ ملنے لگیں اور تعلیم اسلام کو قبول کر لیں تو ان کے ہاں مدرسے جاری کرنے ہوں گے اس کے لئے بھی خرچ کی ضرورت ہے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ جو لوگ تعلیم اسلام کو مانیں ان کو یونہی چھوڑ کر چلے آئیں بلکہ ان کی تعلیم و تربیت کے لئے مدرسے جاری کرنے ہوں گے۔

پھر اخباروں میں مضامین شائع کرنے کے لئے لوگوں کے حالات دریافت کرنے کے لئے اخراجات کی ضرورت ہوگی۔ پس چونکہ ہمارا انتظام خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت وسیع ہوگا اس لئے ہمارا اخرچ بھی زیادہ ہوگا۔ دوسرے لوگ تنخواہوں وغیرہ پر زیادہ روپیہ خرچ کریں گے مگر ان کے مبلغ تھوڑے ہوں گے اور ہم تنخواہوں پر روپیہ خرچ نہیں کریں گے لیکن ہمارے مبلغ چونکہ زیادہ ہوں گے اس لئے ہمیں جو انتظام کرنا پڑے گا اس پر زیادہ خرچ کرنا ہوگا۔ پھر ہمیں

ایسے اخراجات بھی کرنے ہوں گے جو وہ لوگ نہیں کرتے کیونکہ وہ تو ایسی جگہوں پر ہی خرچ کرتے ہیں جہاں نام و نمود ہو مگر ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ ہم محض دین کیلئے خرچ کریں گے اور جس طرح دین کو فائدہ پہنچے گا اس طرح خرچ کریں گے اس لئے میرا اندازہ ہے کہ اخراجات کی پہلی قسط پچاس ہزار کی ہے۔ اگر دشمن کو اسی پر شکست ہو گئی تو فبہا۔ ورنہ اور۔ پھر اور۔ پھر اور روپیہ جمع کرنا ہوگا۔

انہی دنوں میں ہماری جماعت کی عورتوں کے ذمہ ۵۰ ہزار روپیہ لگایا گیا ہے جس کا زیادہ حصہ انہوں نے دے دیا ہے۔ ہماری جماعت کے مرد بیشک بہت چندے دیتے رہتے ہیں لیکن مرد مرد ہی ہیں اور عورتیں عورتیں ہی۔ اس وقت میں مردوں اور عورتوں کا اخلاص کے لحاظ سے مقابلہ نہیں کر رہا بلکہ مالی لحاظ سے کر رہا ہوں اور اس میں کیا شک ہے کہ مرد اس لحاظ سے عورتوں سے بڑھے ہوئے ہوتے ہیں عورتوں کے پاس زیور ہوتے ہیں مگر وہ ماہوار آمدنی میں سے قلیل حصہ نکال کر بنتے ہیں لیکن مرد چونکہ آمدنی کے ذرائع رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ عورتوں کی نسبت زیادہ دے سکتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو اس طرف بہت جلدی توجہ کرنی چاہئے۔ لندن میں مسجد بنانے کا کام ضروری تھا۔ لیکن اگر وہ ایک دو سال بعد میں بھی ہو جاتا تو کوئی ایسی بات نہ پیدا ہو سکتی تھی جو نقصان کا باعث ہوتی۔ چنانچہ ایک سال کے بعد ہی مسجد کے لئے جگہ خریدی گئی مگر اس وقت جو کام درپیش ہے۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ اسے پیچھے ڈال سکیں۔ یہ فوری ہونے کی وجہ سے نہایت اہم ہے۔ اس لئے اس کے لئے جتنی قربانی کی جائے۔ تھوڑی ہے۔ پس گو اس کے مصارف وہ نہیں جو دوسرے لوگوں کے ہیں مگر باوجود اس کے ان سے کم ہمیں روپیہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس وقت پچاس ہزار کی رقم ایسی ہے جو کم از کم ہمیں چاہئے۔

میں نے اس خیال سے کہ مشورہ سے جو کام کیا جائے وہ اچھا ہوتا ہے چندہ کے سوال کو کانفرنس پر اٹھا رکھا ہے کہ اس وقت باہر کے لوگ بھی آجائیں گے اور وہ بھی مشورہ میں شریک ہو جائیں گے۔ اس چندہ کے متعلق دو خیال ہیں۔ ایک تو یہ کہ خاص خاص لوگوں سے یہ چندہ جمع کیا جائے اور دوسرا یہ کہ اس کو عام چندہ رکھا جائے۔ کانفرنس کے موقع پر مشورہ کے بعد جس طرح خدا تعالیٰ سمجھائے گا ہو گا لیکن فی الحال خرچ کے لئے جو ضرورت ہے اس کا فوری انتظام ہونا چاہئے۔

اور اخراجات کے علاوہ اس وقت جو ایک خرچ درپیش ہے وہ یہ بھی ہے کہ اس علاقہ کے کم

از کم ان ضلعوں کے لوگوں کو مشورہ کے لئے بلانا ہو گا- کیا وہ لوگ جو مشورہ کے لئے آئیں گے ان کو ہمارے آدمی کہہ دیں گے کہ کھانا بازار سے کھاؤ- پھر وہ لوگ جو ہمارے کام کو دیکھنے کی غرض سے آئیں گے یا ہمیں کسی قسم کی مدد اور واقفیت بہم پہنچانے کے لئے آئیں گے ان کے کھانے پینے کا ہمیں انتظام کرنا ہو گا- ان کے لئے ہمارا لنگر ہو گا اور یہ اخراجات معمولی نہ ہوں گے بلکہ بہت زیادہ ہوں گے- پس چونکہ روپیہ کی فوری ضرورت ہے اور کانفرنس کے منعقد ہونے میں ابھی دیر ہے- اس لئے ارادہ ہے کہ قادیان میں چندہ کی تحریک کی جائے- اور ایسے رنگ میں کی جائے کہ کانفرنس کے مشورہ پر اس کا کوئی اثر نہ پڑے- اور وہ یہ کہ عام تحریک نہ ہو بلکہ جو لوگ ایک خاص رقم دے سکتے ہیں ان سے لی جائے- پھر اگر کانفرنس میں فیصلہ ہو جائے کہ سب لوگ چندہ دیں تو اس تحریک سے کوئی حرج نہ ہو گا- اور اگر یہ فیصلہ ہو کہ خاص رقم لی جائے اور یہاں عام چندہ لیا گیا تو اس سے باہر والوں کو صدمہ ہو گا کہ قادیان میں تو عام چندہ کیا گیا اور ہمیں اس میں شامل ہونے کا موقع نہ دیا گیا اس لئے یہی تجویز ہے کہ قادیان والے ایسے لوگ جو کم از کم سو روپیہ دے سکیں وہ دیں اور جلدی دیں- اس مجلس میں ایسے لوگ نام نہ لکھائیں بلکہ بعد میں لکھائیں کیونکہ نماز (مغرب) کا وقت ہو گیا ہے اور نماز تو عشاء کے ساتھ ملا کر بھی پڑھ سکتے ہیں کیونکہ یہ بھی دینی کام ہے مگر اس طرح تقریر رک جائے گی-

یہ سو روپیہ کی رقم بتانے کے یہ معنی ہیں کہ اس سے کم دینے والے شامل نہ ہوں مگر یہ نہیں کہ جو اس سے زیادہ دے سکتے ہیں وہ زیادہ بھی نہ دیں-

میں یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل سمجھتا ہوں کہ اس نے ایک موقع پر میرے دل میں ایک خاص بات ڈالی تھی اور اس سے مجھے بڑا فائدہ ہوا ہے- جب حضرت مسیح موعود فوت ہوئے تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا- کہ اب لوگ آپ پر طرح طرح کے اعتراض کریں گے اور بڑے زور کی مخالفت شروع ہو جائے گی اس وقت میں نے سب سے پہلا کام حضرت مسیح موعود کے سرہانے کھڑے ہو کر جو کیا وہ یہ عہد تھا کہ اگر سارے لوگ بھی آپ کو چھوڑ دیں گے اور میں اکیلا رہ جاؤں گا تو میں اکیلا ہی ساری دنیا کا مقابلہ کروں گا اور کسی مخالفت اور دشمنی کی پرواہ نہیں کروں گا- جب تک یہی ارادہ اور یہی عزم لیکر ہماری جماعت کا ہر ایک شخص کھڑا نہ ہو کامیاب نہیں ہو سکتا- ممکن ہے اسے دوسرا کوئی ساتھی نہ ملے تو کیا ایسی صورت میں وہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے گا- دیکھو اگر ایک عورت کا بچہ ڈوب رہا ہو تو کیا وہ کنارے پر اس لئے خاموش بیٹھی رہے گی کہ دس

بیس آدمی جو کنارے پر کھڑے ہیں اس کے بچہ کو بچالیں گے ہرگز نہیں بلکہ اگر ہزار آدمی بھی موجود ہو گا تو بھی وہ پانی میں ہاتھ ڈالے گی اور بچے کو بچانے کی کوشش کرے گی۔ تو کام کرنے والے اسی طرح کام کیا کرتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں ہم نے کام کرنا ہے اور کسی نے نہیں کرنا۔ جب یہ ارادہ اور یہ عزم ہو تو پھر کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

پس میں اس چندہ کیلئے تحریک کرتا ہوں جو لوگ توفیق رکھتے ہیں کہ سو روپیہ دے سکیں دیں اس سے زیادہ خواہ کوئی لاکھ روپیہ دے دے گو ہماری جماعت میں اتنا روپیہ دینے والا کوئی نہیں۔ پس پورے زور اور ساری قوت سے اس بوجھ کو اٹھایئے تب کام ہو گا اور اگر اس وقت تھوڑے لوگ اس بوجھ کو اٹھالیں گے تو دوسرے وقت دوسرے لوگ اٹھا سکیں گے۔ پس آپ لوگوں نے پورے زور کے ساتھ اس بوجھ کو اٹھانا ہے اور باہر کے لوگوں کے لئے نمونہ بننا ہے۔

اس وقت میں نے جو رکوع پڑھا ہے اس کے متعلق اب کچھ بیان کرتا ہوں۔ میں عصر کی نماز پڑھ رہا تھا کہ اس وقت معاً میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایسے فتنہ کا ذکر قرآن کریم میں ہے اور حضرت مسیح موعود کی کتاب سے بھی اس کا پتہ مل گیا ہے۔

اس رکوع (سورہ کہف کا گیارھواں) میں بتایا گیا ہے کہ ذوالقرنین ایک بادشاہ تھا اس کے حالات پیشگوئی کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے آخری صفحات میں حضرت صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ ذوالقرنین سے مراد مسیح موعود ہے جو صدیوں کے سروں کو جوڑے گا۔[9] چنانچہ حضرت مسیح موعود کے وقت سب صدیاں ملتی ہیں اور حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ ذوالقرنین میں ہوں۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِى الْقَرْنَيْنِ تم سے ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں۔ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَيْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا[10] کہہ دے میں اس کا کچھ حال بتاتا ہوں۔ یعنی یہ کہ مسیح موعود آئے گا۔ اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِى الْاَرْضِ وَاٰتَيْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ سَبَبًا[11] ہم اس کو دنیا میں مبعوث کریں گے۔ اور ہر قسم کے سامان اسے دیں گے یعنی وہ سامان جن سے تبلیغ میں سہولت ہو گی۔ چنانچہ اس زمانہ میں مطبع، ڈاک خانہ، تار، ریل، اخباریں وغیرہ ایسے ہی سامان ہیں۔ فَاَتْبَعَ سَبَبًا[12] وہ ایک رستہ پر چلے گا۔ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِىْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ[13] یہاں تک کہ وہ ایسی جگہ پہنچے گا جہاں دلدل والے چشمہ میں سورج ڈوب رہا ہو گا۔ حضرت مسیح موعود براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں کہ یہ عیسائی لوگوں کی حالت بیان کی گئی

ہے کہ جو بگڑے ہوئے چشمہ کی طرح ہیں ان میں سورج ڈوب رہا ہے۔ کسی وقت ان کے پاس مصفّٰی پانی تھا مگر اس وقت خراب ہو گیا ہو گا اور ان کی تعلیم بالکل بگڑ چکی ہو گی۔ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا [14] ایسی بگڑی ہوئی تعلیموں کے پاس ایسی قوم کو پائے گا۔ زمانہ کے حالات کے ماتحت کہہ سکتے ہیں کہ اس قوم میں ہندو بھی شامل ہیں۔

حضرت مسیح موعود نے ان کو بھی اہل کتاب قرار دیا ہے مگر ان کے متعلق ایک بات رہ جاتی ہے اور وہ سورج کے ڈوبنے کی ہے کہ پھر ان میں سورج کس طرح ڈوبا اس کے متعلق اگر ظاہری معنی لئے جائیں تو یہ ہیں کہ ہندو بھی مغرب سے ہی آئے ہیں۔ پھر سورج ڈوبنے سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس قوم کا خاتمہ اور انتہاء ہو جائے گی ان کا چشمہ گندا ہو چکا ہو گا نور اور معرفت مٹ چکی ہو گی۔ قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا [15] اللہ تعالیٰ نے ذوالقرنین کو کہا چاہے تو تو ان کو عذاب دے۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چاہے تو انکے لئے عذاب کی دعا کر اور چاہے تو ان کو ہدایت دے سیدھا رستہ بتلا۔ قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا۔ [16] وہ کہے گا جو کوئی ظلم کرے گا اسے عذاب دیا جائے گا پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹایا جائے گا اور اسے عذاب ملے گا۔ وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى [17] اور جو کوئی ایمان لائے گا اور اچھے عمل کرے گا مسیح موعود ان کے لئے دعا کرے گا اور ان کو اچھا بدلا ملے گا۔ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا [18] اور وہ ان کو کہے گا آسان اور اچھی بات جو ہم اسے کہیں گے۔ یعنی دوسرے لوگ تو کہیں گے کہ کافروں کو تلوار سے قتل کر دینا چاہئے مگر وہ کہے گا: نرمی سے معاملہ ہونا چاہئے۔

ہاں اگر کوئی ظالم تلوار اٹھاتا ہے تو اس کے مقابلہ کے لئے تم بھی تلوار اٹھاؤ ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا [19] پھر وہ ایک اور قوم کی طرف جائے گا جو اس جگہ ہو گی جہاں سے سورج چڑھتا ہو گا اور وہ دیکھے گا کہ اس قوم اور سورج کے درمیان کوئی روک نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مسلمان ہیں ان کا چشمہ تو خراب نہیں ہوا اور سورج چڑھا ہوا ہے۔ یعنی قرآن کریم موجود ہے مگر یہ ظاہر پرست ہو گئے ہیں اصل فائدہ نہیں اٹھاتے۔ [20]

پھر اس کے یہ بھی معنے ہیں کہ جب سورج چڑھتا ہے تو گرمی سے تکلیف بھی ہوتی ہے اور

چونکہ ان لوگوں کو اسلام سے ظاہری تعلق ہو گا اس لئے اس تعلق کی وجہ سے ان کو دکھ اور تکالیف پہنچیں گی اور ان سے ان کو کوئی بچانے والا نہ ہو گا۔ ان کے اندر حقیقی اسلام نہیں ہو گا کہ خدا تعالیٰ بچائے اور ظاہر میں چونکہ مسلمان کہلاتے ہوں گے اس لئے دوسرے لوگ ان کو تکالیف اور دکھ پہنچائیں گے ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا۔ حَتّٰٓی اِذَا بَلَغَ بَیْنَ السَّدَّیْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا لَّا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا [۲۱] پھر وہ آگے چلے گا اور وہاں ایک تیسری قوم ہو گی۔ یہ وہ قوم ہے جس کا آج کل جھگڑا پڑا ہوا ہے وہ وہاں پہنچے گا جہاں غیر مذاہب اور اسلام کی سرحد ملتی ہے وہاں ایسی قوم ہو گی جو بالکل جاہل ہو گی اور ایسی جاہل ہو گی کہ نہ اسلام کو سمجھتی ہو گی نہ کسی اور مذہب کو۔ گویا وہ کچھ ہندوؤں کے قریب ہو گی کچھ مسلمانوں کے۔ چنانچہ وہ لوگ ایسے ہی ہیں۔ ختنہ کراتے ہیں مگر گائے کا گوشت نہیں کھاتے۔ نکاح پڑھواتے ہیں مگر بت بھی گھروں میں رکھے ہوئے ہیں۔ لَا یَکَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ قَوْلًا [۲۲] جو ان کے متعلق آیا ہے بالکل اسی کا ترجمہ وہ فقرہ ہے جو مولوی محفوظ الحق صاحب نے ان لوگوں کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بات تک نہیں سمجھ سکتے۔

قَالُوْا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِنَّ یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَکَ خَرْجًا عَلٰٓی اَنْ تَجْعَلَ بَیْنَنَا وَبَیْنَهُمْ سَدًّا [۲۳] ان لوگوں میں جو تعلیم یافتہ ہوں گے اور ہیں جو شور مچا رہے ہیں کہ ان لوگوں کو بچاؤ وہ شور مچائیں گے۔ یا یہ بھی اس کا مطلب ہے کہ پہلی قوم کے لوگ کہیں گے کہ اے ذوالقرنین یا اس کی جماعت یاجوج و ماجوج ان لوگوں کو کھینچے لئے جا رہے ہیں ان کو بچاؤ۔ ہندو بھی یاجوج و ماجوج میں شامل ہیں۔

وہ لوگ یعنی مسلمان حضرت مسیح موعود کی جماعت کو کہیں گے کہ یاجوج و ماجوج فساد مچا رہے ہیں ان سے ان لوگوں کو بچاؤ خرچ ہم دیتے ہیں ہندوؤں اور ان کے درمیان روک کھڑی کر دو۔ چنانچہ غیر احمدی لکھ رہے ہیں کہ احمدی کیوں ان لوگوں کو نہیں بچاتے۔ قَالَ مَا مَکَّنِّیْ فِیْهِ رَبِّیْ خَیْرٌ فَاَعِیْنُوْنِیْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهُمْ رَدْمًا [۲۴] وہ کہے گا تمہاری مدد پر بھروسہ کرنا لغو ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے نکتہ سمجھایا ہے اور وہی میری مدد و نصرت کرے گا اور وہی ان لوگوں کو بچا سکتا ہے اٰتُوْنِیْ زُبَرَ الْحَدِیْدِ [۲۵] ہاں تم ظاہری شوکت سے مدد دے سکتے ہو۔ اس سے اگر مدد دو تو تمہارے لئے موجب ثواب ہو گی لیکن اصل فتح خدا تعالیٰ ہی کی نصرت اور جذب دعا سے ہو گی۔ میرے پاس تم اپنے لوہے کے ٹکڑے لاؤ یعنی مجھے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ ایک تو قلموں کی چونکہ یہ ہولڈروں سے لکھ سکتا ہے جو لوہے کے ہوتے ہیں اس لئے لوہے کے ٹکڑے سے یہی

مراد ہیں یہ مجھے دیدو یعنی غیر مذاہب کے مقابلہ میں مجھے لکھنے دو۔ مجھے خدا نے اسلام کی حفاظت کا طریق سمجھایا ہے میں اس سے کام لوں گا۔ اور دوسرے اٰتُوْنِیْٓ اُفْرِغْ عَلَیْہِ قِطْرًا [۲۶] پیسے لاکر ہمیں دیدو تم لکھنا پڑھنا چھوڑ دو تمہارے مولوی ان لوگوں کو اور خراب کر دیں گے۔ تم قلمیں روک لو اور زبانیں بند کرلو باقی تمہارے پاس جو پیسے ہیں اگر چاہو تو ان سے مدد کردو۔ فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ یَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا [۲۷] پھر یا تو دشمن چڑھتا چلا آرہا تھا اور درمیانی قوم کو کھا رہا تھا۔ اس قوم کو درمیانی قرار دینے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کے راستہ میں یہ روک ہے اگر یہ نہ رہی تو پھر باقی مسلمانوں کی بھی خیر نہیں۔ مگر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ احمدی اس دشمن کے راستہ میں دیواریں بنائیں گے اس کو مسلمانوں پر غالب ہونے سے روک دیں گے۔

پس کامیابی احمدی قوم کو ہی ہوگی۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ان آیات میں ملکانہ قوم کا ہی ذکر ہے۔ سب جگہ ایسی قومیں موجود ہیں کہ وہ لوگ مسلمان کہلاتے ہیں مگر غیروں سے ان کا تعلق ہے ایسی قوموں کو غیر کھانا چاہیں گے۔ ان کی حفاظت اگر ہوگی تو حضرت مسیح موعود کی جماعت کے ذریعہ ہی ہوگی۔ اوروں کی حفاظت ان کے لئے اور زیادہ مضر ثابت ہوگی۔ ان کا کام یہی ہے کہ اپنی قلمیں اس جماعت کے حوالہ کر دیں اور اپنے سکے اس کے آگے ڈال دیں کہ یہی ان کے پاس دینے والی چیزیں ہیں۔ ایمان عرفان اور دلائل تو ان کے پاس ہیں ہی نہیں اگر دے سکتے ہیں تو روپیہ ہی دے سکتے ہیں۔

یہ ایک پیشگوئی ہے جو ان تمام قوموں کے متعلق ہے جن کی حالت ملکانوں جیسی ہے اور اس پیشگوئی میں یہ بھی خوش خبری ہے کہ جلد یا بدیر کامیابی مسیح موعود کی جماعت کو ہی ہوگی۔ بعض دفعہ دشمن کو درمیانی خوشی حاصل ہو جاتی ہے مگر وہ عارضی ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ کو جب مکہ سے آنا پڑا۔ تو کفار بڑے خوش ہوئے ہوں گے کہ ہم غالب آگئے لیکن دراصل رسول کریم کا مکہ سے آنا ہی ان لوگوں کی تباہی اور بربادی کا سامان تھا جس کا انہیں بہت جلد علم ہوگیا۔ پس اگر ہمیں درمیان میں مشکلات پیش آئیں اور بظاہر کامیابی دشمن کو نظر آئے تو کوئی گھبرانے کی بات نہیں انجام کار ہماری جماعت کو ہی فتح حاصل ہوگی اور مسلمانوں کو بھی کہنا پڑے گا کہ ہم قلمیں دے دیتے ہیں ہمیں ان دشمنوں سے تم ہی بچاؤ۔

(الفضل ۲۲۔ مارچ ۱۹۲۳ء)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ — ھُوَالنَّاصِرُ

ایک کروڑ مسلمان ارتداد کی چوکھٹ پر

امام جماعت احمدیہ کی طرف سے پیغامِ اتحاد

میں اپنے اشتہار بعنوان "ساڑھے چار لاکھ مسلمان ارتداد کیلئے تیار ہیں" اس بات کا اعلان کرچکا ہوں کہ ملکانوں اور دیگر اقوام جاٹ گوجر وغیرہا کے ارتداد کے فتنہ کے روکنے کیلئے احمدی جماعت ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہے اور یہ بھی وعدہ کرچکا ہوں کہ اگر مختلف فرقہ جات سنی' شیعہ' اہلحدیث اپنے فرض کو اور کام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے مال اور اپنی تعداد کے تناسب سے اس کارِ خیر میں حصہ لینے پر آمادہ ہوں تو میں بھی اپنی جماعت کی طرف سے تیس مبلغ اور پچاس ہزار روپیہ اس کام کے لئے مہیا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

آج میں اس اشتہار کے ذریعہ سے تمام ان لوگوں کو جو اس کام سے دلچسپی رکھتے ہیں مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے اس وعدہ کو عملی جامہ پہنانے کیلئے میں نے عملی کارروائی شروع کردی ہے اور سرِدست میں نے اپنی جماعت سے ڈیڑھ سو آدمی مانگے ہیں جو تین تین ماہ کیلئے فتنہ ارتداد کے روکنے کے لئے اپنی جانیں وقف کریں اور باوجود اس کے کہ میری شرائط وقف کنندگان کے لئے نہایت سخت تھیں میں خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ میرے اعلان کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر ایک سو ساٹھ آدمی کی درخواستیں میرے پاس پہنچ چکی ہیں۔ اور چونکہ بعد کی رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کام اس سے بھی زیادہ سخت ہے جو سمجھا گیا تھا اور موقع اس سے بھی زیادہ نازک ہے جو پہلے خیال کیا گیا تھا اور چونکہ یہ درخواستیں جو میرے پاس پہنچی ہیں ان میں سے اکثر یعنی ایک سو چالیس ۱۴۰ صرف قادیان کی ہی ہیں اور بیرونی جماعتوں کو بوجہ دیر سے خبر ملنے کے اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے کا موقع نہیں ملا جس سے ان کے دلوں کو صدمہ پہنچے گا اس لئے میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ ڈیڑھ سو کی تعداد کو بڑھا کر میں تین سو آدمی کا مطالبہ کروں

اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ یہ مطالبہ ایک دو ہفتہ میں ہی پورا ہو جائے گا۔
یہ لوگ جو تین ماہ کیلئے اپنی زندگی وقف کر رہے ہیں ان کیلئے میں نے کچھ شرطیں مقرر کی ہیں۔
اور ان میں سے ہر ایک ان شرطوں کے ماتحت اپنے آپ کو وقف کر رہا ہے۔ وہ شرطیں یہ ہیں:

۱۔ وہ آمد و رفت کا کرایہ خود دیں گے۔

۲۔ وہ ان تین ماہ میں جن میں تبلیغ کا کام کریں گے اپنے کھانے پینے کا بھی خرچ خود برداشت کریں گے۔

۳۔ اس زمانہ کارکردگی میں اپنے اہل و عیال کے اخراجات کیلئے بھی کسی قسم کی مدد کے طلبگار نہیں ہوں گے۔

۴۔ اپنے افسروں کی ماتحتی ایسے ہی طریق پر کریں گے جیسے کہ فوجی سپاہی اپنے افسروں کی فرمانبرداری کرتے ہیں خواہ کیسا ہی مشکل کام ان کے سپرد ہو اور خواہ کیسی ہی سختی کا معاملہ ان سے کیا جائے وہ اس کی پرواہ نہیں کریں گے۔

۵۔ وہ پیدل چلنے، بھوکے رہنے، ننگے پاؤں چلنے، جنگلوں میں سونے اور اپنے مخالفوں کے مظالم سہنے کیلئے ہر طرح تیار ہوں گے۔

ان شرطوں کے قبول کرنے والے لوگ ہی صرف اس کام کیلئے مفید ہو سکتے ہیں اور میرے نزدیک دوسرے فرقوں کو بھی چاہئے کہ ایسے ہی آدمی مہیا کرنے کی کوشش کریں ورنہ جو لوگ بہ نیت حصولِ ملازمت اس کام کیلئے آگے بڑھے وہ چنداں مفید نہ ہوں گے۔ ہمارے وفد میں تنخواہ دار لوگ صرف وہی ہوں گے جو مستقل طور پر وہاں رہیں گے۔ ایسے لوگ چونکہ ایک لمبے عرصہ تک وہاں رکھے جائیں گے ان سے اپنا خرچ برداشت کرنے کی شرط نہیں کی گئی کیونکہ یہ ایسی بات ہے جس کا پورا کرنا ان کیلئے ناممکن ہے۔ مگر یہ تنخواہ بھی بالکل نام کی تنخواہ ہے مثلاً تین گریجوایٹس جو گھربار والے ہیں بن بیاہے نہیں وہ صرف تیس تیس روپے ماہوار پر کام کرتے ہیں۔

وہ لوگ جن کی درخواستیں اس وقت تک میرے پاس آچکی ہیں ہر طبقہ کے ہیں ان میں دو درجن کے قریب مولوی ہیں، جاگیردار بھی ہیں، بیرسٹر بھی ہیں، پلیڈر بھی ہیں، دو ایم اے اور ایک درجن سے زیادہ گریجوایٹس ہیں۔ کچھ لوگ سنسکرت کے واقف ہیں، ایڈیٹرانِ اخبار ہیں، تاجر ہیں، زمیندار ہیں، سرکاری ملازم ہیں غرض ہر قسم کے لوگوں پر

یہ جماعت مشتمل ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ یہ لوگ جو اس طرح قربانی کر کے اپنے گھروں سے نکلیں گے نہایت اخلاص اور سچائی سے کام کریں گے اور ان کا اخلاص دوسرے لوگوں کے دلوں پر اثر کئے بغیر نہیں رہے گا۔ اس جماعت سے اکیس آدمی اس کام کیلئے میں روانہ کر چکا ہوں اور دو آدمی براہ راست اس وفد کے ساتھ جاکر شامل ہو چکے ہیں گویا اس وقت تیئس آدمی اس ہماری جماعت کی طرف سے اس میدان مقابلہ میں کام کر رہے ہیں۔ چند دن تک انشاء اللہ چالیس یا پچاس آدمی اور روانہ کیا جائے گا وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

روپیہ کے متعلق بھی میں نے سردست قادیان کی جماعت میں تحریک کر دی ہے اور یہاں کا چندہ کسی قدر باہر کے چندہ سے ملا کر جو بلا تحریک آیا ہے ساڑھے چار ہزار تک پہنچ گیا ہے۔ چونکہ مارچ کے آخر اور اپریل کے اول ایام میں ہماری جماعت کی مجلس شوریٰ ہوگی میں نے عام چندہ کی اپیل کو اس وقت تک کیلئے ملتوی رکھا ہے تاکہ یہ معلوم کروں کہ آیا ایک ایک سو ۱۰۰ کی رقم ڈال کر ذی استطاعت لوگوں سے یہ چندہ وصول کرنا زیادہ مناسب ہوگا یا یہ کہ عام جماعت میں تحریک کی جائے مگر میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ اپریل میں ایک معقول رقم اس کام کیلئے ہم لوگ جمع کر لیں گے۔

ان واقعات کے لکھنے کے بعد میں ان تمام لوگوں کو جو اس کام سے دلچسپی رکھتے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ سستی کا وقت نہیں۔ جہاں تک ہو سکے جلد کام کیلئے نکلیں کہ اس وقت کی غفلت صدیوں تک خون کے آنسو رلائے گی اور کوئی تعجب نہیں کہ مسلمانوں کو خدانخواستہ سارے ہندوستان میں یا اس کے بعض حصوں میں اسپین والا روزِ بد دیکھنا نصیب ہو۔

برادرانِ وطن کے ارادے ظاہر ہیں وہ اس امر کا فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہندوستان میں جائز و ناجائز طریقوں کو استعمال کر کے ایک ہی مذہب قائم رکھا جائے اور وہ ہندو دھرم ہو۔ مسلمان اخبارات اس حالت کو دیکھ کر شور مچا رہے ہیں لیکن عملی کاروائی اب تک کوئی نہیں کرتا۔ جہاں تک اخبارات سے معلوم ہوتا ہے سارے ہندوستان کا چندہ مل کر آریوں کی قلیل جماعت کے چندہ کے برابر بھی نہیں ہے بلکہ بغیر تحریک کے احمدی جماعت میں جس قدر چندہ ہو گیا ہے اس کے برابر بھی دوسرے لوگوں کا چندہ نہیں ہوا۔ یہی حال مبلغوں کا ہے۔ شدھی کا شور سنتے ہی سینکڑوں لوگ وہاں جمع ہو گئے تھے اب سب پراگندہ ہو چکے ہیں چند ایک آدمی قوم کی اشک شوئی کیلئے وہاں موجود ہیں۔

ساندھن کی پنچایت ایک مبارک تحریک تھی اور اس کا فوری نتیجہ راجپوتوں پر بہت اچھا ہوا۔ مگر جبکہ اس پنچایت کے اثر سے شدھی کی تیز رو میں کچھ رکاوٹ پیدا ہوئی اس سے تین خطرناک نتیجے بھی پیدا ہو گئے ہیں (۱) بہت سے لوگ اس کانفرنس کا حال پڑھ کر سست ہو گئے ہیں بلکہ اس میں شامل ہونے والے بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ وہ سب کچھ کر چکے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ شدھی سینکڑوں کی تعداد میں اب بھی جاری ہے مادہ اسی طرح موجود ہے پھر خالی تلوے سہلا دینے سے مرض کس طرح دور ہو سکتی تھی۔ جو لوگ واپس ہوئے تھے ان میں سے بھی بعض واپس ہونے سے انکاری ہیں اور پھر جنیو پہنے پھر رہے ہیں۔ (۲) کام کرنے والے لوگوں میں آپس میں اختلاف ہو گیا ہے۔ صدارت اور پریذیڈنسی کا جھگڑا ایک لاینحل عُقدہ بن گیا ہے۔ نام و نمود کا سوال بلائے بید رمان کی طرح پیچھے پڑ رہا ہے۔ انجمن نمائندگان سے بعض انجمنیں خود جدا ہو چکی ہیں اور بعض کو خود انہوں نے اپنے میں سے الگ کر دیا۔ (۳) آریہ لوگ ہوشیار ہو گئے ہیں کہ ابھی ملکانہ قوم میں ایک عنصر ایسا موجود ہے جو اس تحریک سے پورا متأثر نہیں اس لئے ان کی کوششیں پھر زیر سطح چلی گئی ہیں اور اخفاء کی چادر انہوں نے اوڑھ لی ہے۔ نہ وہ اس قدر نمائش سے کام کرتے ہیں نہ شدھی کا پورا حال بتاتے ہیں جس طرح پہلے کرتے تھے لیکن ان کی کوششیں آگے سے بھی زیادہ ہو گئی ہیں اور وہ اس کام کو زیادہ مضبوطی کے ساتھ کرنے کی فکر میں ہیں۔ انہوں نے اس مقصد کی تکمیل کیلئے کل ہندو فرقوں میں اتحاد پیدا کرنے کا سوال نہایت زور سے اٹھا دیا ہے اور اس تحریک سے ہر ممکن فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ سناتنی، جینی، آریہ وغیرہ

مسلمانوں میں یہ خطرناک سوال بھی اٹھ کھڑا ہوا ہے کہ یہ لوگ بنیں گے کیا۔ سنی بنیں گے، شیعہ بنیں گے، چکڑالوی بنیں گے، احمدی بنیں گے۔ آخر کیا بنیں گے؟ مگر آہ کوئی نہیں سوچتا کہ جب تک ان جھگڑوں کا فیصلہ ہوتا رہے گا اس وقت تک یہ قابل رحم لوگ جن پر مسلمانوں کے دست تغافل سے پہلے ہی بہت کچھ ظلم ہو چکا ہے محمد رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینے والے اور قرآن کریم کی ہتک کرنے والے اور خدائے واحد کے نام پر ہنسی اڑانے والے بن جائیں گے۔ کیا ان کے لئے اس قدر کافی نہیں کہ وہ مسلم کہلائیں گے اور مالک ارض و سما کی عبودیت کا دم بھریں گے، محمد رسول اللہ کی رسالت کا اقرار کریں گے، احمدی، حنفی، اہل حدیث، شیعہ، چکڑالوی، نیچری جو کچھ بنیں گے اس سے اچھے رہیں گے جو وہ اب بن رہے ہیں اور جو کچھ وہ بن جائیں گے اگر جلد ان جھگڑوں کو بالائے طاق نہ رکھ دیا گیا۔

مجھے افسوس آتا ہے کہ اب تک بھی مسلمان اختلاف کے ہوتے ہوئے اتحاد کے مسئلہ کو نہیں سمجھے- میں نے خلافت کے اختلاف کے وقت بڑے زور سے توجہ دلائی تھی کہ ایک حد تک اختلاف کی موجودگی میں بھی متحدہ اغراض کے لئے اتفاق ہو سکتا ہے- اس وقت میری نہ مانی آخر شیعہ' احمدی' آغاخانی اور کئی فرقے اس تحریک سے الگ رہے اور بعد میں سب کو ماننا پڑا کہ حد سے بڑھا ہوا جوش درحقیقت شیرازہ کو برباد کرنے والا تھا- مگر اب اس معاملہ میں پھر وہی سوال پیدا ہو رہا ہے مگر شکر ہے کہ اس وقت صرف محدود دائرہ اس مرض میں مبتلاء ہے- کثرت سے لوگ جو اسلام کا درد دل میں رکھتے ہیں اس امر کو سمجھ چکے ہیں اور چاروں طرف سے میں آوازیں سنتا ہوں کہ اس وقت ایک غرض پر سب کو اکٹھا ہو جانا چاہئے-

بعض راجپوت ہماری جماعت سے اپیل کر رہے ہیں کہ خواہ کچھ بنالو مگر آریہ ہونے سے ان لوگوں کو بچالو- یہ آوازیں ان لوگوں کے دل سے نکل رہی ہیں جو دل میں اخلاص اور تڑپ رکھتے ہیں-

لاہور میں ابھی ایک مجلس اس غرض کے لئے انجمن حمایت اسلام کی طرف سے منعقد ہوئی ہے- بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے مجھے بھی بلوایا تھا مگر ان کی کوئی چٹھی مجھے نہیں ملی- اس انجمن میں ایک ریزولیوشن یہ پاس کیا گیا ہے کہ جو دوسروں کو کافر کہیں وہ اس انجمن میں داخل نہ ہو سکیں گے- مجھے حیرت ہے کہ اس وقت تو یہ سوال تھا کہ جو لوگ مل کر کام نہ کرنا چاہتے ہوں ان کو کس طرح ساتھ ملایا جائے- نہ کہ کن کن لوگوں کو ہم ساتھ نہ ملائیں گے- جس کام کی ابتداء یہ ہے اس کی انتہاء کیا ہوگی- مگر میں حیران ہوں کہ اس انجمن میں پھر ممبر کون ہوگا- کیا سنی علماء اس کے ممبر ہوں گے- وہ تو سب کے سب احمدیوں کو کافر کہتے ہیں ابھی جمعیتہ العلماء کی طرف سے ایک فتویٰ احمدیوں کے کفر کی نسبت شائع ہوا ہے- لاہوری احمدی جماعت کے ایک ممبر کی نسبت سنا گیا ہے کہ اس کی یہ تحریک تھی مگر کیا وہ اس کے ممبر ہو سکتے ہیں- ان کا یہ فتویٰ ہے کہ جو لوگ حضرت مسیح موعود کو اور احمدی جماعت کو کافر کہتے ہیں وہ کافر ہیں- اور چونکہ اہلِ سنت علماء نے ایسا فتویٰ دیا ہے' اس لئے ان کے عقیدہ کی رو سے کم سے کم ایسے علماء اور انکے متبع کافر ہوئے- پھر ایک ایک مولوی نے دوسرے مولوی پر کفر کا فتویٰ دیا ہوا ہے- پس یا تو یہ شرط صرف چند جماعتوں کو الگ کرنے کے لئے اور فتنہ ڈلوانے کے لئے مقرر کی گئی ہے- یا پھر اگر دیانت داری سے اس پر عمل کیا گیا تو اس شرط کے ماتحت اس نوزائیدہ انجمن کا ہی خاتمہ ہو جائے گا اور سب کام اس ایک

شرط کی تعمیل میں قربان کر دیا جائے گا۔

غرض کام کو جس ڈھب پر چلایا جا رہا ہے وہ نہایت مضر ہے اور آنے والے خطرہ کو محسوس کر کے میں پھر ایک دفعہ سب اسلام کا درد رکھنے والوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں ان مخمصوں میں نہ پڑو وقت کو ضائع ہونے سے بچاؤ' ورنہ پھر پچھتاؤ گے میں نے آپ لوگوں کو ہجرت کے متعلق مشورہ دیا آپ نے نہ مانا اور مجھے اپنا دشمن خیال کیا مگر بعد میں پچھتانا پڑا۔ میں نے کالجوں وغیرہ کے بائیکاٹ سے منع کیا آپ نے اسے بے غیرتی خیال کیا آخر اس تحریک کو نقصان اٹھا کر چھوڑنا پڑا۔ میں نے غیر ممالک میں وفد بھیجنے کی تجویز بتائی اس کو آپ نے نہ مانا آخر اس کا نقصان اٹھانا پڑا۔ میں نے حکومت ترکیہ کی حفاظت کی تحریک کا لیڈر مسٹر گاندھی کو بنانے سے منع کیا اور سمجھایا کہ اس میں اسلام کی ہتک ہے اور یہ کہ اس کا آخری نتیجہ یہ ہو گا کہ ہندو آپ کو کھا جائیں گے آپ نے اس کو نہ مانا اب آپ اس کا نتیجہ دیکھ رہے ہیں۔ ہر موقع پر آپ نے مجھے اور احمدیہ جماعت کو اپنا دشمن خیال کیا اور اپنی ترقی پر حاسد سمجھا۔ مگر اے عزیزو اور اے قوم کے رئیسو! میں آپ لوگوں کا دشمن نہیں ہوں۔ خدا کی قسم آپ کا درد میرے دل میں ہے اور آپ کی محبت میرے سینہ میں۔ آپ لوگوں کی ہمدردی سے میں بے تاب ہوں ورنہ ایسے پر خطر اوقات میں سب دنیا کو اپنا دشمن بنا لینے کی مجھے کیا ضرورت تھی۔ میں آپ کی بھلائی چاہتا ہوں اور اس کے حصول کے لئے ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں پھر اخلاص اور محبت سے کہتا ہوں کہ متفقہ طور پر اس فتنہ کے دور کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس وقت یہ سوال جانے دیں کہ جو راجپوت لوگ بچ جائیں یا جو ہندو مسلمان ہوں وہ آپ کو کیا کہیں گے۔ اس وقت ایک سوال مدنظر رکھیں کہ وہ خدا اور اس کے رسول کو کیا کہیں گے۔ یہی وقت آزمائش ہے اس وقت ذاتی عداوتوں کو اس محبوب کے لئے قربان کر دو جو آپ کا تو باپ ہی تھا کافروں کی نسبت بھی اس کے دل میں یہ درد تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ [۲۸]

اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ مختلف فرقوں کے رؤساء نہ معلوم کب اس اہمیت کو سمجھیں اور کب اس کے لئے کوئی عملی صورت پیدا کریں میں اپنی طرف سے پیش قدمی کرتا ہوں اور اعلان کرتا ہوں کہ ہم اس کام کے لئے ہر اس شخص سے مل کر کام کرنے کے لئے تیار رہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اور قرآن کریم کو مانتا ہے۔ ہمارا باقاعدہ کام شروع ہے اور ایک تفصیلی نظام کے ماتحت اس کو پھیلایا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص ان شرائط کے ماتحت جو اوپر بتائی گئی ہیں'

ہمارے ساتھ مل کر کام کرنے کے لئے تیار ہو تو ہم اس کو ساتھ ملانے کے لئے تیار ہیں- اس وقت کسی سنی سے تو مباحثہ ہونے کا نہیں کہ شیعہ شیعیت کے متعلق وعظ کرے گا نہ کسی غیر احمدی سے مقابلہ ہے کہ ایک احمدی وہاں وفات مسیح پر لیکچر دے گا- ہاں بعض سوال ایسے آجاتے ہیں کہ جہاں انسان کو اپنے خیالات کا اظہار کرنا ضروری ہوتا ہے- آریوں سے بحث میں کسی اسلامی عقیدہ کی تشریح کرنی پڑتی ہے یا ان کے کسی اعتراض کو ردّ کرنا ہو تو اس وقت ہر شخص بے شک اپنے عقیدہ کا ہی اظہار کرے گا اور اس کو اس سے روکنا گویا بددیانتی سکھانا ہے- پس ہم اس سے ہرگز نہیں رکیں گے- اگر ایک شیعہ ان کو شیعہ بنادے یا ایک اہل قرآن ان کو اپنا ہم عقیدہ بنا دے تو ہم ہرگز اس سے اس کو منع نہیں کریں گے- یا ایک حنفی یا اہل حدیث حنفیوں یا اہل حدیث کے خیالات کا اظہار ایسے مواقع پر کرے تو اسے ہرگز برا نہیں منائیں گے- صرف ضرورت اس امر کی ہوگی کہ محدود حلقوں میں انتظام کے ماتحت اپنے جوش کو قابو میں رکھتے ہوئے اخلاص اور ایثار کے ساتھ کام کریں اور جو شخص اس طرح کام کرنے کے لئے تیار ہو ہمارا مرکزی نظام اس کی ہر ایک قسم کی مدد کرے گا-

صرف ان شرائط کی پابندی ان سے چاہی جائے گی جو اوپر بیان ہو چکی ہیں اور جو احمدیوں کے لئے بھی رکھی گئی ہیں اور جو کسی عقیدہ کے متعلق نہیں ہیں بلکہ مالی اور انتظامی ہیں اور ہر عقلمند تسلیم کرے گا کہ کام کی بہتری کے لئے ضروری ہیں- ہر ایک جو اس طرح کام کرنے کے لئے تیار ہے چاہئے کہ مجھے اطلاع دے اور یہ بھی بتائے کہ کس سہ ماہی میں وہ کام کرنے کے لئے تیار ہے تا مناسب ہدایات سے اس کو مطلع کیا جائے-

اے عزیزو! یہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کا وقت نہیں- اپنی غفلت کو چھوڑ دو- اسلام کے احسانات کو یاد کرو اور اپنے مال اور اپنی جان کو اس خطرہ کے دور کرنے کے لئے خرچ کردو کہ نہ یہ مال انسان کے کام آتا ہے نہ یہ جان کام آتی ہے- کام صرف وہ قربانی آتی ہے جو انسان محض اللہ کیلئے اور اس کی رضا کے حصول کے لئے کرتا ہے- وہی اس دنیا میں کام آتی ہے اور وہی اگلے جہاں میں- میں نے اپنی طرف سے اتحاد کا پیغام دیدیا ہے اب اس کا قبول کرنا یا رد کرنا آپ کے اختیار میں ہے-

اے مختلف اقوام کے رؤساء اور لیڈرو! میں آپ کو بھی ہوشیار کرتا ہوں کہ اس وقت لوگوں میں بیداری کے آثار پیدا ہو رہے ہیں اگر آپ نے پیش قدمی نہ کی تو آپ یاد رکھیں کہ

لوگ آپ کا زیادہ انتظار نہیں کریں گے آپ کو اپنے مقام چھوڑنے پڑیں گے اور دل میں درد رکھنے والے لوگ اپنے ایثار کا باران لوگوں کے سامنے لاکر ڈال دیں گے۔ جو در حقیقت اس کام کے اہل ہیں اور جو اسلام کو ہر ایک چیز سے زیادہ پیار کرتے اور ہر ایک چیز اس پر قربان کرتے اور قربان کرنے کے لئے تیار رہتے اور اسی میں لذت اور سرور پاتے ہیں۔

میں اس اعلان کے ذریعہ سے اپنے فرض کو ادا کر چکا ہوں۔ اب کوئی خواہ اس پیغام کو قبول کرے یا نہ 'متحدہ کوشش سے کام کرے' یا تفرقہ سے کام کو بگاڑے' ہر قسم کی مدد کے لئے آگے بڑھے یا بزدلی یا بخل سے پیچھے ہٹ جائے' دین کو مقدم کرے یا دنیا کو' خدا کی رضا کو چاہے' یا اپنے نفس کے آرام کو ہم تو اسی کام کیلئے پیدا کئے گئے ہیں' اور اسی کام میں لذت محسوس کرتے ہیں۔ خدا پر ہمارا توکل ہے اور اسی کی ذات پر ہمارا بھروسہ۔ ہندو قوم کیا چیز ہے اگر سب دنیا بھی پیغام اسلام کے پہنچانے میں ہمارے راستہ میں روک ہوگی تو ہم اس کے فضل پر بھروسہ کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا اور ہلاک نہیں ہونے دے گا بلکہ مدد کرے گا اور اپنے فضل کو ہمارے لئے نازل کرے گا۔ اور یہی چیز ہے جس کی ہمیں ضرورت ہے اور جس کے بعد ہر ایک چیز حقیر ہو جاتی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار مرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ قادیان

۲۳۔مارچ ۱۹۲۳ء

(الفضل ۲۶۔مارچ ۱۹۲۳ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بیس اور احمدی خدّامِ دین کی ضرورت

(فرمودہ ۲۴-مارچ ۱۹۲۳ء بوقت صبح بمقام مسجد مبارک قادیان)

میں نے اس وقت سب احباب کو خاص طور پر جس ضروری امر کے لئے جمع کیا ہے وہ اس تبلیغ کے متعلق ہے جو مسلمان ملکانا راجپوتوں میں سلسلہ ارتداد کے روکنے کے لئے شروع کی گئی ہے۔ فتنہ بڑھ رہا ہے میں نے پہلے ہی بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے احسان اور فضل کے ماتحت یہ فتنہ ہماری تربیت کا موجب ہو گا۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ قربانی ایک قسم کی نہیں ہوتی ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے جس طرح عبادتوں میں اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی عبادتوں کا حصہ رکھا ہے۔ اوقات کی قربانی ہوتی ہے جسم کی قربانی ہوتی ہے یہ نماز کی عبادت ہے۔ روزے کی عبادت میں کھانے پینے مرد و عورت کے تعلقات کی قربانی ہوتی ہے حج میں مال و دولت آرام اور وطن کی۔ پھر قربانیاں کئی قسم کی ہیں۔ بعض فرائض کے ذریعہ کی جاتی ہیں بعض نوافل کے ذریعہ۔ فرائض حکم کے ماتحت اور نوافل مرضی کے ماتحت بجالائے جاتے ہیں۔ یہ ایمان کو سنبھالنے والی چیز ہے۔ جب تک نوافل کی قربانی نہ ادا کی جائے اس وقت تک ایمان کی تکمیل نہیں ہو سکتی کیونکہ اس میں مرضی کا دخل ہے۔ اور جب تک نوافل ادا نہ ہوں مرضی کا پتہ نہیں لگ سکتا کیونکہ فرائض کی ادائیگی عادت کے ماتحت بھی ہو سکتی ہے۔ لوگ پنجوقتہ نماز پڑھتے ہیں اگر وہ دوسرے اوقات میں نماز نہیں پڑھتے تو ان کے شوق کا اظہار نہیں ہو سکتا بلکہ اس سے محض رسم و عادت کا گمان ہو گا۔ اگر کوئی شخص محض ایک مہینہ کے روزے رکھتا ہے اور باقی سال میں اور روزے کبھی نہیں رکھتا تو وہ بھی قربانی اور عبادت کا شائق نہیں معلوم ہوتا۔ اگر صرف زکوٰۃ دیتا ہے ار صدقہ نہیں کرتا تو اس کو محض عادت سمجھا جائے گا۔ اگر ایک شخص توفیق ہونے اور صحت اور امنِ راہ کے ہوتے ہوئے صرف ایک ہی حج کرتا ہے اور پھر اس کے دل میں شوق نہیں ہوتا کہ وہ حج ادا کرے تو اس کا حج عادت یا اثرات کا نتیجہ خیال کیا جائے گا۔ اسی طرح مالی قربانی بھی ہے۔ لوگ قربانی تو کرتے ہیں مگر فرائض

کے طور پر اگر وہ دوسرے اوقات میں اور دوسری دینی ضروریات کے وقت قربانی نہیں کرتے تو اس کی زیادہ قدر نہیں ہوگی بلکہ سمجھا جائے گا کہ یہ قربانیاں جو کرتے ہیں رسماً کرتے ہیں۔ حقیقی قربانی اسی وقت ہوگی جو ہر دینی ضرورت کے وقت کی جائے اور دل کے شوق اور جوش کے ساتھ کی جائے اور جس کے کرنے کی دل میں ایک لہر پیدا ہو۔

پس ایمان کی تکمیل کے لئے نوافل کی ضرورت ہے آگے نوافل بھی کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ جس میں سے ایک یہ ہیں جس کو فرض کفایہ کہا جاتا ہے۔ یہ ایک لحاظ سے نفل ہوتے ہیں ایک لحاظ سے فرض۔ فرض کفایہ نفل اور فرض سے مرکب ہوتا ہے۔ فرض قوم کے لحاظ سے کہ اگر کوئی نہ کرے تو ساری قوم گنہگار اور نفل ہوتا ہے افراد کے لحاظ سے کہ قوم کا کوئی فرد کرے تو ساری قوم کا کام سمجھا جائے گا۔ مگر فرض کفایہ کی ادائیگی میں کئی لوگ غافل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً بغیر نام لئے کے کہا جائے کوئی پانی لاؤ تو ممکن ہے کوئی ایک بھی نہ جائے اور اگر نام لے کر کہا جائے کہ فلاں ستون اٹھالاؤ تو وہ شخص ستون اٹھانے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ جب عام بات ہو تو بعض اوقات اس خیال کے ماتحت سب ہی لوگ خاموش بیٹھے رہتے ہیں کہ دوسرا چلا جائے گا۔ یہی وقت ہوتا ہے کہ اس خیال کو چھوڑا جائے اور ہر شخص اپنے آپ کو اس آواز کا مخاطب سمجھے تب قربانی ہوتی ہے اور ہر شخص اس میں حصہ لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کے ذریعہ تبلیغ اسلام کا سامان کیا ہے اور وقت آگیا ہے کہ اسلام کی اشاعت ہو یہ وقت ہے کہ ہماری جماعت خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ اب تک ہماری جماعت نے جو قربانی کی تھی وہ مالی قربانی تھی۔ مگر تبلیغ کے لئے اوقات کی قربانی پورے طور پر نہ ہوئی تھی۔ اب اسلام ہر قسم کی قربانیاں چاہتا ہے۔ اب ہم میں سے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس آواز کا اپنے آپ کو مخاطب سمجھے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیشہ جماعت پر چندہ مال کی طرح چندہ اوقات تبلیغ کے لئے مقرر کیا جائے۔ اور جماعت کا چالیسواں حصہ ہمیشہ تبلیغ میں لگا رہے۔ مگر یہ آئندہ کی بات ہے سردست میرے پاس دو سو درخواستیں مسلمان ملکانہ راجپوتوں کو ارتداد سے بچانے کا کام کرنے کے لئے پہنچ چکی ہیں۔

آج ہمیں وہاں سے تار پہنچا ہے انہوں نے فوراً بیس آدمی طلب کئے ہیں۔ پچیس وہاں پہلے جا چکے ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو سو آدمی بھی ہم سے طلب کر سکتے ہیں اور نہیں معلوم اس پہلی سہ ماہی میں وہ کتنی دفعہ اور بیس بیس آدمیوں کا مطالبہ کریں گے۔ یہ کام نہیں ہو سکتا جبتک سب آدمی

اس کام کے لئے تیار نہ ہو جائیں اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے مطالبہ سے زیادہ آدمی اس وقت وہاں جانے کو تیار ہوں گے وقت اتنا نہیں ہے کہ ہم باہر والوں سے خطاب کریں۔ ابھی تک باہر سے درخواستیں آئی بھی کم ہیں۔ کیونکہ ابھی تک باہر میرے اعلان کی اشاعت کم ہوئی ہے۔

ہم پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایک نبی کا زمانہ دیا۔ بڑے بڑے بزرگ ہوئے ہیں مگر ایک احمدی کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے ایک نبی کا چہرہ دیکھا ہے۔ حضرت سید عبدالقادر صاحب جیلانیؒ اپنے تقویٰ و طہارت سے ایک احمدی سے افضل ہیں مگر ایک پرانے احمدی کو جو یہ شرف حاصل ہے کہ اس نے ایک نبی کو دیکھا ہے یہ ان پر اس کو فضیلت حاصل ہے۔ یہ ایک مستقل فضیلت ہے یہی وجہ ہے کہ صحابہ کے بعد بزرگوں سے افضل ہیں۔

ممبران وفد ثانی کے اسماء

پس مجھے ایسے بیس آدمیوں کی ضرورت ہے خواہ انہوں نے اب تک نام لکھوایا ہو خواہ نہ لکھوایا ہو وہ اب اپنے نام پیش کریں جو آج عصر کی نماز کے بعد قادیان سے روانہ ہو جائیں۔ وقت جو گذر جائے پھر نہیں آتا ممکن ہے ایک رات جو غفلت کی ہو وہی زنگ لگا دے۔ پس چاہئے کہ وہ شام سے پہلے پہلے چلے جائیں جو شام سے پہلے جاسکتے ہیں۔ وہ بولیں۔

اس پر ۱۱۹ درخواستیں پیش ہوئیں۔ مگر جن احباب کو منتخب کیا گیا ان کے اسماء حسب ذیل ہیں:-

۱۔ حضرت مولوی شیخ عبدالرحیم صاحب (سابق سردار جگت سنگھ دفعدار) اتالیق صاحبزادگان حضرت نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ قادیان دارالامان۔ امیر وفد

۲۔ جناب مولوی چوہدری عبدالسلام خان صاحب فاضل ہندو لٹریچر کاٹھ گڑھی۔

۳۔ جناب منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر اخبار الفضل (حوالدار ٹریٹوریل فورس)

۴۔ جناب مولوی عبدالصمد صاحب پٹیالوی مصنف "نہہ کلنک اوتار"

۵۔ مولوی ظل الرحمٰن صاحب بنگالی مہاجر

۶۔ مولوی محمد یامین صاحب تاجر کتب قادیان مہاجر

۷۔ مولوی رحمت علی صاحب بنگالی مہاجر

۸۔ منشی عبدالقادر صاحب کپورتھلوی مہاجر

۹- منشی محمد دین صاحب ملتانی- مہاجر

۱۰- میاں محمد دین صاحب زرگر مہاجر قادیان

۱۱- میاں محمد شفیع صاحب زرگر مہاجر قادیان

۱۲- چوہدری نثار احمد صاحب سیڑی کویسٹ (لارنس نائک ٹریٹوریل فورس)

۱۳- ہادی علی خاں صاحب نائک (ٹریٹوریل فورس) برادر زادہ میسرز محمد علی شوکت علی

۱۴- شیخ محمد ابراہیم علی صاحب پسر جناب شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم

۱۵- محمد اعجاز الحق خاں صاحب سب اوورسیئر پسر ڈاکٹر محمد طفیل خاں صاحب بٹالوی

۱۶- میاں غلام محمد صاحب ڈنگوی مہاجر

۱۷- میاں عبداللہ صاحب کشمیری دوکاندار قادیان

۱۸- چوہدری محمد حسین صاحب چوہدری والہ

۱۹- منشی محمد عالم صاحب بھاگلپوری مہاجر

۲۰- میاں محمد الدین صاحب مسافر برادر جناب ماسٹر خیر الدین صاحب بی- ایس- سی

۲۱- محمد ایوب خاں صاحب

۲۲- سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی مہاجر

یہ فہرست سنانے کے بعد فرمایا میں دعا کرتا ہوں ان کے لئے جو جائیں گے اور ان کے لئے بھی جنہوں نے پیش کیا مگر جا نہیں سکتے ان کی نیت کا بدلہ اللہ ان کو دے گا- رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مدینہ میں کچھ ایسے لوگ رہتے ہیں جو ہر ایک وادی میں جہاں سے تم گزرتے ہو تمہارے ساتھ ہوتے ہیں اور ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ رہتے ہیں صحابہ نے عرض کیا حضور وہ کون ہیں- فرمایا یہ تمہارے وہ بھائی ہیں جو کسی عذر کی وجہ سے نہیں جاسکے [۲۹]

پس ان بھائیوں کے لئے جن کے دل میں ہے کہ جائیں مگر جا نہیں سکتے خواہ ان کو ابھی بھیجا نہیں جاتا یا ان کو عذرات ہیں وہ دعا کے مستحق ہیں- اب جانے کا موقع ہے سب کو تیار رہنا چاہئے پھر فرمایا یہ بیس ☆ آدمی ہیں جو عصر کی نماز کے بعد رخصت ہوں گے سب کے لئے جو جا رہے ہیں جو وہاں ہیں یا جو جانے کو تیار رہیں دعا کی جائے- بھائی عبدالرحیم صاحب آگرہ تک وفد کے امیر ہوں گے اور وہاں جاکر چوہدری صاحب کے سپرد کریں گے اب بھی دعا کرتا ہوں اور عصر کے بعد دعا کروں گا- (الفضل ۲۹- مارچ ۱۹۲۳ء)

☆ پہلے بیس آدمی ہی بھیجنے کی تجویز تھی پھر بائیس کو تیار کرنے کا حکم دیا گیا اور بائیس ہی روانہ ہوئے-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

دشمن کی شرارت کامقابلہ

نہ کرو ماریں کھاؤ اور ہاتھ نہ اٹھاؤ

۲۴-مارچ ۱۹۲۳ء کو جو دوسرا وفد علاقہ ارتداد کی طرف روانہ ہوا اس کو رخصت کرتے ہوئے موڑ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

کہتے ہیں کہ ؎ جب خدا دیتا ہے تب دیتا ہے چھپّر پھاڑ کر

انسان کوشش کرتا ہے مگر اس کو کچھ نہیں ملتا مگر جب اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو اپنے فضل سے چھپر پھاڑ کر دیتا ہے۔ ابھی میں نے جب سورہ فاتحہ کی تلاوت کی تو میرے دل میں ڈالا گیا کہ تم ہی مستحق ہو جو کہو کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ۳۰

جو لوگ آج سے پہلے ہمیں کہتے تھے کہ تم جہاد کے منکر ہو وہ جہاد سے محروم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں جہاد کا موقع دیدیا۔ وہ خدا کو ناراض کر کے جہاد کرنا چاہتے تھے محروم رہے ہم خدا کے لئے اس جہاد کے منکر تھے جس کے وہ قائل تھے ہمیں اللہ نے موقع دیا۔ اگر لوگوں کو زبردستی مارنا اور تلوار کا استعمال کرنا اسلام میں جائز ہوتا اور اس سے خدا خوش ہوتا تو میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ہمیں اپنی جان کی کچھ بھی پرواہ نہ ہوتی اور اگر سچائی کے خلاف ظالمانہ عمل خدا کو نعوذ باللہ پسند ہوتا تو ہم ضرور کرتے۔ مگر ہمارے خدا کو یہ پسند نہ تھا اس لئے ہم وہ کرتے تھے۔ ہاں اب ہمیں اس قسم کے جہاد کا موقع دیا گیا ہے کہ خدا کے دین کی حفاظت کی کوشش کریں اور وعظ و نصیحت سے دین پھیلائیں۔

جو لوگ اس کام کے لئے جاتے ہیں اور ان کو اس خدمت کا موقع ملا ہے وہ خوش قسمت ہیں۔ یہ مت سمجھو کہ تم کسی خطرے میں جاتے ہو۔ یا تم پر کوئی بوجھ ڈالا گیا ہے یا تم کوئی قربانی کرتے ہو یہ اللہ ہی کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں یہ موقع دیا ہے اور ایسے مواقع خوش قسمتی سے نصیب ہوتے ہیں۔ جن کے دل میں یہ خواہش ہے وہ خوش نصیب ہوتے ہیں۔ ہم سے جو کام ہوتا ہے اس میں ہماری بڑائی نہیں یہ اللہ کا فضل ہے۔ آج وہ بھی تو لوگ ہیں جن کو حکومت کی

اور لیڈری کی فکر ہے۔ ہم بھی انہی میں سے ہیں ان کے بھائی بند ہیں رشتہ دار ہیں۔ ان کے دلوں میں یہ بات نہیں جو تمہارے دلوں میں ہے۔ یہ محض اللہ کے فضل ہیں جنہوں نے ہمیں کو نواز دیا ورنہ ہم بھی وہی ہیں جو وہ ہیں۔ پس خدا کے حضور دعائیں کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ اس کام کے لئے جاؤ یہ موقعے ہر روز نہیں ملا کرتے۔

میں نے پہلے بھی کہا ہے اب پھر کہتا ہوں کہ افسروں کی اطاعت کرنا خواہ کیسے سخت احکام ہوں اور تکلیف ہو۔ ایک صحابی کو رسول کریم نے ایک جگہ بھیجا انہوں نے وہاں جاکر کہا کہ میں جو حکم دوں گا وہ کرنا ہو گا۔ جہاں جہاں جو افسر ہوں ان کی اطاعت ضروری ہے۔ بھائی جی (حضرت مولوی شیخ عبدالرحیم صاحب) راستہ میں امیر ہیں۔ راستہ میں ہر ایک کام ان کے حکم کے ماتحت کرو۔ وہاں چوہدری صاحب ہیں۔ اور پھر ضرورت کے مطابق جس کو وہ مناسب سمجھیں گے افسر اور ماتحت بنائیں گے۔ تمہارا فرض ہو گا ہر ایک افسر کی اطاعت کرو۔ اس افسر کے حکم کو میرا حکم سمجھو اور میرا حکم خدا کا حکم سمجھو کیونکہ میں جو کچھ کہتا ہوں خدا کے دین کی خدمت کے لئے کہتا ہوں اپنے نفس کیلئے نہیں کہتا۔ پس افسروں کی پوری اطاعت کرو۔

جوشوں کو قابو میں رکھو۔ اگر تمہارے راستہ میں تکالیف آئیں تو نہ گھبراؤ۔ تمہیں مخالف ماریں یا جو چاہیں تکلیف پر تکلیف دیں تم صبر سے کام لو کہ اسی میں تمہاری فتح ہے دشمن کی سختی کا نرمی سے جواب دو۔ ہمارے دل میں قانون کا ادب ہے اگر وہ لوگ فساد کریں گے تو ممکن ہے حکام کو دخل دینا پڑے۔ اور پھر ہمارے لئے دقت ہو۔ ان لوگوں کیلئے دقت نہیں کیونکہ وہ وہاں کے رہنے والے ہیں ان کی آبادی وہاں ۸۰ فیصدی ہے۔ پس اگر وہاں فتنہ فساد ہو تو آریوں کے حق میں مفید ہو گا ان کے آدمی وہیں کے ہیں وہیں رہیں گے اس لئے تم ماریں کھاؤ صبر کرو۔ تم ماریں خدا کیلئے کھاؤ اور جواب نہ دو پھر خدا تمہاری مدد کرے گا۔ یہ چیز ہے جس سے فتح ہوتی ہے۔ روس کے ایک بادشاہ نے دربان کو حکم دیا کہ کسی کو اندر نہ آنے دو۔ ایک امیر جو بہت بڑا عہدہ رکھتا تھا آیا اور اس نے اندر جانا چاہا دربان نے اسے روکا کہ بادشاہ کی طرف سے داخلہ کی ممانعت ہے۔ اس نے کہا تم مجھے جانتے ہو میں کون ہوں۔ دربان نے جواب دیا ہاں میں جانتا ہوں آپ فلاں ڈیوک ہیں۔ اس نے کہا کہ پھر کیوں روکتے ہو۔ اس نے جواب دیا اس لئے کہ بادشاہ کا حکم ہے۔ ڈیوک نے اس کو مارنا شروع کیا۔ وہ مار کھاتا رہا مار کر کہا ہٹ جاؤ۔ وہ ہٹ گیا۔ ڈیوک داخل ہونے لگا وہ دروازہ میں کھڑا ہو گیا۔ ڈیوک نے پھر مارنا شروع کیا۔ غرض تین چار دفعہ ایسا ہوا۔ بادشاہ نے

یہ سب ماجرا دیکھا آخر کہا کہ یہ کیا ہے-ڈیوک نے غصہ سے بادشاہ کو کہا کہ دربان مجھ کو اندر آنے سے روکتا ہے- بادشاہ نے اس سے پوچھا تم جانتے ہو یہ کون ہے جواب دیا ہاں- پوچھا تو تم نے روکا عرض کیا ہاں کیوں روکا اس لئے کہ حضور کا حکم تھا اور بادشاہ کا حکم سب سے بڑا ہے- بادشاہ نے ڈیوک سے پوچھا اس نے کہا تھا کہ میں بادشاہ کے حکم سے روکتا ہوں اس نے جواب دیا کہ ہاں- بادشاہ نے کہا ٹلسٹائے تم اس کو مارو- ڈیوک نے کہا یہ نہیں مار سکتا- کیونکہ مجھے فلاں فوجی عہدہ حاصل ہے- بادشاہ نے اس کو وہ عہدہ دیدیا- اور کہا مارو- اس نے کہا کہ میں نواب ہوں- محض ایک عہدیدار مجھے نہیں مار سکتا- بادشاہ نے کہا- کونٹ ٹلسٹائے اسے مارو-

غرض اگر ایک دربان بادشاہ کا حکم ماننے کے باعث تھوڑی دیر مار کھانے سے معمولی دربان سے امیر اور نواب بن سکتا ہے تو کیا اگر ہم خدا کے لئے کوڑے کھائیں اور دشمنوں سے دکھ دیئے جائیں اور پھر مقابلہ نہ کریں تو خدا ہمیں اجر نہیں دے گا ضرور دے گا۔

پس ماریں کھاؤ اور مارنے والوں کے لئے دعائیں کرو سختی کا جواب سختی سے نہ دو کہ یہ ہمارے اغراض کے منافی ہے- لوگوں میں روحانیت اور محبت سے اشاعت کرو' اللہ پر بھروسہ کرو' دعائیں کرو- دعا استخارہ داخلہ شہر میں پہلے بتا چکا ہوں- بھائی جی لکھ دیں گے جن کو یاد نہیں۔

اس دعا کا مفہوم یہ ہے- کہ اے خدا جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا رب ہے اور ان کا جو ان کے نیچے اور اوپر ہیں- ہمیں یہاں کے شروں اور فتنوں سے بچا- یہاں نیکوں کی محبت ہمارے دل میں ڈال- اور ہماری محبت ان کے دل میں ڈال- یہاں کی برکتوں سے ہمیں حصہ دے- یہ مبارک اور جامع دعا ہے-- جس کا بارہا تجربہ ہوا- یہ دعا نہایت مفید ہے اس لئے اس دعا کو خاص طور پر پڑھا کرو- جب شہر میں داخل ہو- علاوہ اپنے کام کے ان بھائیوں کے لئے بھی دعا کرو جو دیگر ممالک میں تبلیغ کر رہے ہیں اور ان کے لئے جو کسی مجبوری کے باعث فی الحال نہیں جا سکے- جو کمزور ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کمزوریاں دور کرے۔

قاعدہ ہے کہ جب عزیز جدا ہوں تو تحفہ دیا جاتا ہے- میں نے سوچا کہ کیا تحفہ ہونا چاہئے- میرے خاندان کے لوگوں نے ۴۳ روپے بطور صدقہ دیئے ہیں جو راستہ میں خیرات بھی کئے جائیں اور وہاں کی بعض خاص دینی ضروریات میں بھی صرف کئے جائیں اس پر موجودہ احباب نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اس میں حصہ لیا- یہ رقم دو سو روپیہ کے قریب ہو گئی جو امیر وفد کے سپرد کر دی گئی- بعد میں حضور نے دعا فرمائی- (الفضل ۲- اپریل ۱۹۲۳ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

نمائندگان مجلس مشاورت سے خطاب

(فرمودہ یکم اپریل ۱۹۲۳ء)

میرے خطبے اور تحریروں میں یہ بات آچکی ہے کہ اس فتنہ کی صورت میں خدا نے اپنے سلسلہ کے لئے سامان پیدا کیا ہے۔ جب تک خدائی سلسلوں کی ترقی کے لئے عام اور غیر معمولی حالات نہ ہوں اس وقت تک جماعت ترقی نہیں کر سکتی۔ رسول کریم ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے وہی اسلام جو عام حالات میں چار سو سال میں پھیلتا اس نے ہجرت کے بعد بہت ترقی کی۔ عرب میں اس واقعہ نے ایک آگ سی لگا دی۔ مکے والوں نے چاہا کہ مدینہ جائیں اور وہاں مسلمانوں کو خراب کریں وہ چڑھ کر آئے اور ان کو شکست ہوئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکے والوں کو یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ وہ ملک والوں کو ملائیں۔ وہ لوگ عرب میں پھیل گئے اور انہوں نے اسلام کے مٹانے کے لئے پورے سامان کئے پہلے باقی عرب کے لوگ اس کو گھر کی لڑائی خیال کرتے تھے لیکن جب مدینہ پر چڑھ کر آنے سے مکے والوں کو شکست ہوئی تو ان کو ادھر توجہ ہوئی اور وہ مکے والوں کے ساتھ متفق ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی اور اس طرح اسلام ان کے گھروں میں گھس گیا۔ پھر رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیرونی سلطنتوں یعنی ایرانیوں اور رومیوں نے چاہا کہ مسلمانوں پر حملہ کریں اور مسلمانوں کو عرب کی زمین سے مٹا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دل میں ڈالا کہ وہ اپنی حفاظت کے لئے اپنے وطنوں سے نکلیں چنانچہ ایرانیوں اور رومیوں کے حملوں کو دیکھ کر مجبوراً ان کے مقابلہ کے لئے نکلنا پڑا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک تدبیر تھی۔ مسلمان جو اپنے گھروں سے اپنے قوی دشمن سے جان بچانے کے لئے نکلے تھے دشمن پر فاتح ہوئے اور دشمن کے ملک ان کے ملک ہو گئے یہ ایک تدبیر تھی جس سے اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ مسلمان دنیا کو فتح کریں۔

آج ہمارے لئے ان غیر معمولی سامانوں سے بعض پیدا کئے گئے ہیں۔ ہندو تبلیغ کرتے ہیں اور انہوں نے ہزاروں ملکانوں کو شدھ کر لیا ہے۔ یہ ایسے خطرناک اور روح فرسا حالات ہیں کہ ان

سے روح کانپتی ہے اور جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ عام مسلمان اس فرض سے غافل ہیں۔ یعنی وہ نہیں جانتے کہ وہ اس وقت کیا کریں کس طرح کریں اور ان کا فرض کیا ہے۔

میں نے تاریخ میں ایک واقعہ پڑھا تھا۔ جس وقت وہ مجھے یاد آتا ہے تو جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک دفعہ عیسائیوں نے مسلمانوں کی سرحد پر چھاپہ مارا اور ایک عورت کے رشتہ داروں کو پکڑ کر لے گئے اس وقت اس عورت نے مسلمان بادشاہ کا نام لیا اور کہا کہ وہ کہاں ہے اگر مسلمان اس طرح اس ملک میں غیر محفوظ ہیں تو وہ کیا کرتا ہے۔ ایک مسلمان نے یہ پیغام سنا اور بادشاہ کے دربار میں پہنچا دیا۔ گو اس وقت مسلمانوں کی سلطنت کمزور ہو رہی تھی مگر ان میں ایمان باقی تھا۔ بادشاہ نے جونہی اس عورت کا پیغام سنا اس نے تلوار اٹھالی اور لبیک لبیک کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور وہ پہنچا اور اس عورت کے رشتہ داروں کو چھڑا لایا۔

جب ایک عورت کے لئے جو کلمہ پڑھتی تھی ایک مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کے جسم کو ہلاکت سے بچائے تو جب ہم یہ دیکھیں کہ محمدؐ رسول اللہ کو ماننے والوں کی روحیں ہلاکت کی طرف لے جائی جا رہی ہیں اس وقت ہماری ذمہ داری کتنی بڑھ جاتی ہے۔ کیا ہم اس لئے پیچھے رہیں گے کہ وہ غیر احمدی ہیں۔ کیا ہم اس لئے ان کو ارتداد سے بچانے نہ جائیں گے کہ ان کے مولوی ہمیں کافر اور ہمارے آقا مسیح موعود کو دجال کہتے اور ہمیں ہر ایک قسم کا نقصان جو وہ پہنچا سکتے ہوں، پہنچانا عین ثواب خیال کرتے ہیں، ہرگز نہیں۔

ہمارا فرض ہے کہ ہم اشاعت اسلام کے لئے کھڑے ہوں اور اس راہ میں جو بھی قربانی کرنی پڑے وہ کریں۔ نہ صرف ان مسلمانوں کو ارتداد سے بچائیں بلکہ ان کو بھی اسلام میں لائیں جو ان کو اسلام سے چھین کر لے جانے کے درپے ہیں۔

یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ضرب ہے۔ اس سے مسلمانوں کو بیدار ہونا چاہئے۔ ہم کو چاہئے کہ ملکانوں کو ارتداد سے بچائیں اور ہندوؤں کو اسلام میں داخل کریں اب ہماری جماعت کے اخلاص دکھانے کا موقع ہے۔ اب تک ہمیں جان قربان کرنے کے موقعے نہیں ملے تھے مگر اب یہ دروازے کھل گئے ہیں۔ ان پر افسوس ہوگا جو داخل نہ ہوں۔ خدا کی طرف سے ایک دفعہ دروازے کھلا کرتے ہیں جو انکار کر دیں وہ محروم ہو جایا کرتے ہیں۔ حضرت موسیٰ کی قوم کے لئے اللہ تعالیٰ نے الہام کا دروازہ کھولا مگر وہ لوگ ابتلاؤں سے ڈر گئے اس لئے ان کو الہام سے محروم

کر دیا گیا- خدا نے کلام کیا پہاڑ پر زلزلہ آیا وہ ڈر گئے حالانکہ نعمتیں مشکلات ہی کے بعد ملا کرتی ہیں- ایک بیر کانٹے کے بغیر نہیں ملتا گلاب کا پھول ملتا ہے مگر ہاتھ میں جب کانٹا چبھ چکے- جب یہ ادنیٰ چیزیں بھی مشکلات کے بعد ملتی ہیں تو خدا کس طرح آرام سے مل سکتا ہے- بس جو خدا سے ملنا چاہتا ہے اس کو کانٹوں کی نہیں تلواروں کے زخموں کی برداشت پیدا کرنی چاہئے- جو خدا کو چاہتا ہے وہ تلوار کے گھاؤ کھانے کے لئے تیار رہو وہ جان دینے کے لئے تیار ہو- فی الحال تین مہینہ کے لئے زندگی وقف کرنے کا مطالبہ ہے ممکن ہے کہ ان سے اس سے زیادہ وقت کی قربانی کا مطالبہ کیا جائے- وہ جنہوں نے پچاس ہزار دینا ہے ممکن ہے کہ وقت پر ان کو وہ سب کچھ دینا پڑے جو ان کے پاس ہو- لیکن میں کہتا ہوں کہ ہم کیا دیں گے اپنا کچھ بھی نہیں ہو گا جو ہو گا خدا کا ہو گا- ہم بیعت کے وقت اقرار کر چکے ہیں کہ دین کو دنیا پر مقدم کریں گے اس لئے اگر ضرورت ہوئی تو سب کچھ دیں گے اور اب امتحان کا وقت ہے ہمارے سامنے صرف ملکانوں کا سوال نہیں سارے ہندوستان کو مسلمان بنا لینے کا سوال ہے- جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے- ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی ہے[۳۱] - "گیتا میں آپ کا ذکر اسی لئے تھا کہ آپ کے ذریعہ ہندوؤں میں تبلیغ اسلام خدا نے تین ہزار سال پہلے ہمارا فرض ٹھہرا دیا ہے کہ ہم ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کریں- ہمیں اس وقت تک ہندوستان میں کام کرنا ہے جب تک تمام ہندوستان میں متحدہ طور پر یہ آواز بلند نہ ہو : "غلام احمد کی جے[۳۲]" اور یہ ہو نہیں سکتا جب تک ہندو اقوام بحیثیت جماعت کے اسلام میں داخل نہ ہوں- اگر ہم ساری دنیا کو بھی مسلمان بنا لیتے اور اس طرف توجہ نہ کرتے تو ہمارا فرض ادا نہ ہوتا- پس وقت ہے کہ جو لوگ جس قدر قربانی کر سکتے ہیں کریں اور تیار رہیں کہ ابھی ان کو اور بھی خدمت اور قربانی کے مواقع ملیں گے- اسلام پر یہ نازک وقت ہے یہ ہنسی کا وقت نہیں جس طرح ماں مر جاتی ہے اور نادان بچہ اس کے منہ پر طمانچہ مارتا ہے کہ ماں اٹھ تو کیوں مخول کرتی ہے اگر اس کو معلوم ہو کہ ماں مخول نہیں کرتی بلکہ مر گئی ہے تو اس کا کیا حال ہو گا تم خود سمجھ لو اسی طرح اسلام پر دشمن کا جو حملہ ہے اگر اس کو پورے طور پر سمجھ لیا جائے تو کوئی قربانی اس کے انسداد کے لئے مسلمان اٹھا نہ رکھیں- پس وقت ہے کہ کام کیا جائے میں جانتا ہوں کہ ہمارے لوگوں میں جتنا اخلاص ہے اتنا علم نہیں- جب تک دوسروں کو اس خطرہ کی اہمیت کا علم نہ دیا جائے وہ قربانی کے لئے تیار نہیں ہو سکتے- پس جو یہاں موجود ہیں ان کا فرض ہے کہ اپنے اپنے مقامات پر جائیں اور جماعتوں کو اس فتنہ کی اہمیت سے آگاہ کریں اور

دیگر مسلمانوں کو بھی بتائیں- اس وقت جو رقم چندہ کی رکھی گئی ہے وہ اقلّ سو روپیہ ہے- جن لوگوں کو خدا نے سو دیا ہے وہ سو دیں اور جن کے پاس زیادہ ہے وہ زیادہ دیں اس معاملہ کی اہمیت کو سمجھیں اور پھر جس قدر کی خدا انکو توفیق دے وہ دیں-(الفضل ۱۶-اپریل ۱۹۲۳ء)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ــ ھُوَالنَّاصِرُ

مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے ہمسایہ ہندوؤں کو تبلیغِ اسلام کریں میں اس کام میں ہر طرح کی مدد دینے کے لئے تیار ہوں

(تحریر فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ۴۔ اپریل ۱۹۲۳ء)

اس وقت یوپی میں جو راجپوتوں کے ارتداد کا سلسلہ شروع ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس نے مسلمانوں کی آنکھوں پر سے پردہ اٹھادیا ہے اور دو باتیں ان پر خوب اچھی طرح روشن ہوگئی ہیں۔ اول یہ کہ وہ اپنی حالت پر بلاوجہ اور بلا سبب خوش اور مطمئن تھے حالانکہ ایک کمزور سے کمزور دشمن ان کی غفلت اور دین سے بے پروائی سے فائدہ اٹھا کر ان کے گھروں کی دیواروں میں سیندھ لگا رہا تھا۔

دوئم یہ کہ تبلیغ اسلام کے فرض سے جو سب فرائض سے اہم تھا وہ بالکل غافل رہے ہیں اور ان کو جلد اس فرض کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ اگر میری یہ رائے درست ہے تو ہمیں اس فتنہ پر خوش ہونا چاہئے کہ اس نے سوتوں کو جگادیا اور اس فتنہ کو اس شعر کا مصداق سمجھنا چاہئے کہ ؎

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیرآں گنج کرم بنہادہ اند [۳۳]

ملکانا راجپوتوں کی اصلاح کا کام بے شک ایک اہم کام ہے اور جس قدر بھی اس کی طرف توجہ کی جاوے کم ہے لیکن سب کے سب لوگ نہ اس کام کے لئے اپنے گھروں کو چھوڑ سکتے ہیں اور نہ سب چھوڑیں گے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ لوگ اس امر کو کافی سمجھیں گے کہ انہوں نے اس

فعل سے ہمدردی ظاہر کردی ہے۔ یا یہ کہ کچھ رقم اس کام میں بطور چندہ کے دیدی ہے۔؟ یقیناً اگر وہ ایسا کریں گے تو اپنے عمل سے ثابت کردیں گے کہ ان کو اسلام سے کچھ بھی ہمدردی نہیں ہے اور وہ اس کے دکھ کو اپنا دکھ خیال نہیں کرتے اور اس کی ترقی ان کے نزدیک ان کی ترقی نہیں ہے۔ صرف اس صورت میں ان کا جوش حقیقی جوش کہلا سکتا ہے اور ان کے ایمان کا ثبوت مل سکتا ہے اگر وہ اس سے بڑھ کر تبلیغ اسلام میں حصہ لیں اور ثابت کر سکیں کہ ان کے دل میں اسلام کی محبت پانی کے اوبال کی طرح جوش نہیں مارتی بلکہ ایک پہاڑ کی طرح راسخ ہے۔

بہت سے لوگ حیران ہوں گے کہ اس بات کے حصول کا کیا طریق ہو سکتا ہے لیکن میں ان کو بتاتا ہوں کہ یہ بات بالکل سہل ہے اور وہ اس طرح کہ ہندو مذہب کا فتنہ صرف یوپی کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا بلکہ اگر مسلمان آنکھیں کھولیں اور دیکھیں تو ہندوان کی دیوار بدیوار ہندوستان کے ہر صوبہ میں بس رہے ہیں۔ اور جس طرح ہمارا یہ فرض ہے کہ یو۔پی کے راجپوتوں کو ارتداد سے بچائیں اسی طرح ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہر ایک شخص ہندوؤں کو خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں مسلمان بنائے۔ پس ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اگر وہ تبلیغ اسلام کے لئے راجپوتانہ نہیں جا سکتا۔ تو اپنے شہر کے ایک یا ایک سے زیادہ ہندوؤں کو چُن لے اور ان کو اسلام کی طرف لانے کی کوشش کرے۔ اسلام ہمیشہ تبلیغ کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور ہمارا ذاتی تجربہ ہے اب بھی اس کی یہ طاقت اسی طرح محفوظ ہے جس طرح پہلے تھی۔ پس اس امر سے مایوس نہیں ہونا چاہئے کہ یہ کام کس طرح ہو گا۔ استقلال اور صحیح ذرائع کے استعمال سے یہ کام بخوبی ہو سکتا ہے اور جو اس کام کو شروع کریں گے وہ دیکھ لیں گے کہ یہ کام ذرا بھی مشکل نہیں۔

اب ایک سوال رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ مسلمان عام طور پر نہ تو اسلام سے ہی واقف ہیں کہ ہندوؤں کے اعتراض کا جواب دے سکیں اور نہ ہندوؤں اور خصوصاً آریوں کے لٹریچر سے واقف ہیں کہ ان کے سامنے ان کے مذہب کے نقص ظاہر کر سکیں پس وہ تبلیغ کیونکر کریں اور کس طرح ہندوؤں پر ان کے مذہب کی کمزوری اور اسلام کی برتری ثابت کریں۔ اس سوال کا حل میں نے یہ سوچا ہے کہ میں چند ایسے علماء کو جو ان دونوں پہلوؤں سے خوب اچھی طرح واقف ہیں مقرر کردوں جو تمام ایسے شہروں اور قصبات میں جہاں کے لوگ اس کام کے لئے تیار ہوں جا کر ان دونوں مضمونوں کے متعلق لوگوں کو خوب اچھی طرح واقف کرادیں۔ یہ لوگ تمام ضروری کتب ساتھ لے کر جاویں گے اور ایک جلسہ کرکے بطور لیکچر کے نہیں بلکہ بطور درس کے

ضروری مضامین بقید نام کتاب و مطبع و صفحہ سامعین کو نوٹ کرا دیں گے جو بعد میں ان نوٹوں کی مدد سے بآسانی ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کر سکیں گے۔ یہ بات ایک مخفی نہیں بلکہ سب لوگ جانتے ہیں کہ اس کام کو جس طرح ہمارے علماء کر سکتے ہیں دوسرے لوگ نہیں کر سکتے۔ پس دوسرے مذاہب کے نقائص ظاہر کرنے اور اسلام کی خوبیوں کے اظہار کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا کہ احمدی علماء سے ان دونوں امور کے متعلق معلومات حاصل کی جاویں۔

پس میں اس اعلان کے ذریعہ سے تمام اہالیان پنجاب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ ان میں سے جو لوگ اس دعوتِ اسلام کے حملہ میں شریک ہو کر جہاد اکبر کے ثواب میں حصہ لینا چاہیں وہ بہت جلد مجھے اطلاع دیں میں علماء کے کرایہ اور دیگر اخراجات کے متعلق ان سے کچھ طلب نہیں کرتا سوائے اس کے کہ وہ خود اپنے مرضی سے اس کام میں حصہ لینا چاہیں۔ میں صرف ان سے یہ مطالبہ کروں گا کہ وہ ایک باقاعدہ انتظام کے ماتحت اپنی اپنی جگہوں پر اس کام کو شروع کر دیں اور اپنے منتخب کردہ سیکرٹری یا امیر کی معرفت مجھے پندرہ روزہ اپنے کام کی اطلاع دیتے رہیں تاکہ اس کی ترقی کا مجھے علم رہے اور وقتاً فوقتاً ان کو مفید مشورہ دے سکوں اور ان کے جوش کو قائم رکھ سکوں۔ ضروری ہے کہ ایسی درخواستیں باقاعدہ انجمنوں یا ایسے لوگوں کی طرف سے آویں جس کا نام اس امر کی کافی ضمانت ہو کہ وہ درخواست سنجیدگی اور مستقل ارادہ سے کی گئی ہے اور یہ کہ لوگ اس موقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

میں اس موقع پر یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے اہل ہنود میں تبلیغ کا کام پہلے سے بہت زیادہ زور سے شروع کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سی کامیابی کی امید ہے۔

اے عزیزو! یہ دنیا چند روزہ ہے اور آخر اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑنے والا ہے یہاں کے آرام ایک خواب سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ پس خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کے لئے اس موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دو اور پورے طور پر اس سے فائدہ اٹھاؤ۔ آپ لوگوں میں سے بہت ہوں گے جو اس تجویز کی اشاعت سے پہلے خیال کرتے ہوں گے کہ ہم کس طرح اسلام کی خدمت کر سکتے ہیں۔ میں نے اس سوال کو آپ کے لئے حل کر دیا ہے اور اس کے پورا کرنے کے سامان آپ کے لئے بہم پہنچا دیئے ہیں اور اس کام کے لئے میں آپ سے ایک پیسہ طلب نہیں کرتا۔ سوائے اس کے کہ آپ خود اپنی خوشی سے ان اخراجات کا کوئی حصہ ادا کر دیں۔ پس آپ کے لئے کوئی عذر باقی نہیں رہا اور خدا تعالیٰ کی حجت آپ پر پوری ہو چکی ہے۔ اور میں امید کرتا

ہوں کہ اب آپ ان جوشوں کو پورا کرلیں گے جو پہلے ابھرابھر کر بیٹھ جاتے تھے اور سامانوں کے موجود نہ ہونے کے سبب سے ان کے پورا ہونے کی کوئی راہ نہ تھی- خدا آپ کے ساتھ ہو اور حق کے سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے اور اس کے پھیلانے کی آپ کو توفیق عطا فرماوے۔

خاکسار محمود احمد

امام جماعت احمدیہ

قادیان ضلع گورداسپور ۴-اپریل ۱۹۲۳ء

(الفضل ۱۲-اپریل ۱۹۲۳ء)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ــــ ھُوَالنَّاصِرُ

ہدایات برائے مبلغین

مکرمی! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ چونکہ آپ نے اپنی زندگی کا ایک حصہ انسداد فتنہ ارتداد کے لئے وقف کیا ہے میں چند ہدایات اس کام کے متعلق آپ کو دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے افسروں کے احکام کے ماتحت پوری طرح ان ہدایات پر عمل کریں گے۔ وہ ہدایات یہ ہیں:-

۱۔ اللہ تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرتے ہوئے نیک نیت اور محض ابتغاءً لوجہ اللہ اس کام کا ارادہ کریں۔

۲۔ گھر سے نکلیں تو دعا کرتے ہوئے اور رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا [۳۴] کہتے ہوئے نکلیں اور بہت استغفار کرتے جائیں کہ خدا تعالیٰ کمزوریوں پر پردہ ڈال کر خدمت دین کا کوئی حقیقی کام لے لے۔

۳۔ سورہ فاتحہ اور درود کا بہت ورد رکھیں۔ نمازوں کے بعد تسبیح، تحمید اور تکبیر ضرور کریں اور کچھ دیر خاموش بیٹھ کر ذکر الٰہی کریں کہ ایسے اوقات میں یہ نسخہ نور قلب پیدا کرنے میں بہت مفید ہوتا ہے۔

۴۔ الف۔ بھاشا کے الفاظ سیکھنے اور ان کے استعمال کرنے کی طرف خاص توجہ کریں کہ تبلیغ کا آلہ زبان ہے زبان نہ آتی ہو تو تبلیغ بے اثر ہو جاتی ہے۔ پس بھاشا جو ان لوگوں کی زبان ہے

اس کے سیکھنے کی طرف پوری توجہ کرنی چاہئے۔ اس میں جس قدر کوشش کریں گے اسی قدر تبلیغ زیادہ موثر ہوگی اور جس قدر تبلیغ مؤثر ہوگی اسی قدر ثواب کا زیادہ موقع ملے گا۔ (ب) اسی طرح جس قوم سے مقابلہ ہو اس کے مذہب اور طریق سے پوری واقفیت نہ ہو تو مقابلہ مشکل ہوتا ہے پس اگر آریوں کے متعلق پوری واقفیت نہ ہو تو مرکز سے ان کے متعلق ضروری معلومات اور حوالوں کو اپنی پاکٹ بک میں نوٹ کرلیں اور اسلام پر ان کے اعتراضوں کے جواب بھی اور ان کو بار بار پڑھ کر یاد کرتے رہا کریں۔

۵- راستہ میں لوگوں سے ہرگز فخریہ طور پر باتیں نہ کرتے جاویں۔ فخر انسان کو نیکی سے محروم کر دیتا ہے اور سیاستاً بھی اس کا نقصان پہنچتا ہے دشمن کی توجہ اس طرف پھر جاتی ہے اور وہ ہوشیار ہو جاتا ہے۔

۶- اگر پہلے سے آپ کی جگہ مقرر ہے تو جو جگہ مقرر ہے اس جگہ جاکر مبلغ سے چارج باقاعدہ لے لیں اور اس سے سب علوم ضروریہ حاصل کرلیں اور اگر جگہ مقرر نہیں تو پھر مرکز میں جاکر افسر اعلیٰ سے ہدایات حاصل کریں۔

۷- جس قصبہ میں داخل ہوں جس وقت وہ نظر آوے مندرجہ ذیل مسنون دعا کم سے کم تین دفعہ خشوع و خضوع سے پڑھیں نہایت مجرب اور مفید ہے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنَ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْأَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَخَیْرَ اَھْلِھَا وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ وَشَرِّ اَھْلِھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا [۳۵] اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْھَا وَارْزُقْنَا جَنَاھَا وَحَبِّبْنَا اِلٰی اَھْلِھَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَھْلِھَا اِلَیْنَا۔ آمین۔ [۳۶] کم سے کم تین دفعہ سمجھ کر یہ دعا مانگو رسول کریم ﷺ سے یہ مروی اور میرا اس کے متعلق وسیع تجربہ ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ! جو سات آسمانوں کا رب ہے اور ان کا بھی جن پر یہ سایہ کئے ہوئے ہیں۔ اور جو ساتوں زمینوں کا رب ہے اور ان کا بھی جن کو یہ اٹھائے ہوئے ہیں اور شیطانوں کا بھی اور ان کا بھی جن کو وہ گمراہ کرتے ہیں اور ہواؤں کا بھی اور ان چیزوں کا بھی جن کو وہ اڑاتی ہیں ہم تجھ سے اس بستی کی بھلائی طلب کرتے ہیں اور اس کے باشندوں کی بھلائی بھی طلب کرتے ہیں اور ہر اس چیز کی بھلائی بھی جو اس میں پائی جاتی ہے۔ اور ہم اس بستی کی ہر ایک برائی سے پناہ مانگتے ہیں اور اس بستی میں رہنے والوں کی برائی سے بھی پناہ مانگتے ہیں اور اس بستی

کی ہر ایک بری شے سے پناہ مانگتے ہیں اے خدا! اس بستی میں ہمارے قیام کو بابرکت کر اور اس کی نعمتوں اور بارشوں سے ہمیں متمتع کر۔ اور ہماری محبت اس جگہ کے لوگوں کے دلوں میں ڈال اور ہمارے دل میں اس جگہ کے نیک لوگوں کی محبت پیدا کر۔

۸۔ سفر سے نکلتے ہی اپنے پاس ایک پاکٹ بک رکھیں جس میں سب ضروری امور لکھتے چلے جاویں۔ کم سے کم دو کارڈ اور ایک لفافہ اور پنسل و چاقو بھی ہر وقت ساتھ رہیں۔

۹۔ جس حلقہ میں کام کرنا ہے وہاں پہنچتے ہی ان امور کو دریافت کریں:۔

(۱) وہ کس ضلع میں ہے (۲) کس تحصیل میں ہے (۳) وہ کس تھانہ میں ہے (۴) اس کا ڈاک خانہ کہاں ہے (۵) اس میں کوئی مدرسہ بھی ہے یا نہیں (۶) اس میں کوئی شفاخانہ بھی ہے یا نہیں (۷) اس ضلع کا ڈپٹی کمشنر کون ہے اور اس کے اخلاق اور معاملہ کیسا ہے؟ (۸) اس تحصیل کے تحصیل دار نائب تحصیلدار کون ہیں اور ان کے اخلاق اور معاملات کیسے ہیں (۹) اس تھانہ میں تھانیدار اور اس کے اوپر انسپکٹر کون ہے۔ اور ان کے اخلاق اور معاملات کیسے ہیں (۱۰) اس گاؤں میں اگر پولیس مین مقرر ہے تو وہ کون ہے اور اس کے اخلاق اور معاملہ کیسا ہے۔ (۱۱) اس کے پوسٹ آفس کا انچارج کون ہے اور چھٹی رساں کون ہے اور ان کا طریق اس تحریک شدھی میں کیسا ہے۔ (۱۲) ڈاک وہاں کتنی دفعہ دن یا ہفتہ میں آتی ہے۔ (۱۳) مدرس کون لوگ ہیں اور وہ اس تحریک میں کیا حصہ لیتے ہیں (۱۴) ڈاکٹر کون ہے۔ اور اس تحریک میں کیا حصہ لیتا ہے۔ (۱۵) اس میں کوئی مسجد ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو امام ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو اس سے کوئی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟

۱۰۔ حلقہ کا افسر ڈپٹی کمشنر سے تحصیل کا انچارج تحصیلدار سے' تھانہ کا انچارج تھانہ دار سے ملنے کی کوشش کرے اور بغیر اپنے کام کی تفصیل بتائے اس کی دوستی اور ہمدردی کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

مذکورہ بالا دوسرے لوگوں سے بھی اپنے تعلقات اچھے بنانے کی کوشش کرے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ جس قدر نقصان یا فائدہ چھوٹے لوگوں سے جیسے پولیس مین چھٹی رسان وغیرہ سے پہنچ سکتا ہے اس قدر بڑے لوگوں سے نہیں پہنچ سکتا۔

۱۱۔ جس گاؤں میں جائے اس کے مالک اور نمبردار اور پٹواری کا پتہ لے۔ اگر وہ مسلمان ہوں تو ان کی ہمدردی حاصل کرنے کی کوشش کرے اور ان سے مدد کی درخواست کرے مگر یہ

بات صاف صاف کہہ دے کہ مدد سے مراد میری چندہ نہیں بلکہ اخلاقی اور مشورہ کی مدد ہے۔ تاکہ وہ پہلے ہی ڈر نہ جائے۔ اگر کوئی شخص مالی مدد دینا بھی چاہے تو شروع میں مدد لینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیں کہ ابھی آپ مجھ سے اور ہمارے کام سے واقف نہیں جب واقف ہو کر اسے مفید سمجھیں گے اور ہم لوگوں کو دیانتدار پاویں گے تب جو مدد اس کام کے لئے آپ دیں گے اسے ہم خوشی سے قبول کر لیں گے۔ اگر وہ غیر مسلم ہوں تب بھی ان سے تعلقات دنیاوی پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ میل ملاقات کا بھی ایک لحاظ ہوتا ہے۔

۱۲- کوئی مالی مدد دے تو اسے اپنی ذات پر نہ خرچ کرے بلکہ اس کی رسید باقاعدہ دے اور پھر اصل رسید مرکزی حلقہ سے لا کر دے۔ تا لوگوں پر انتظام کی خوبی اور کارکنوں کی دیانتداری کا اثر ہو۔

۱۳- سادہ زندگی بسر کرے اور اگر کوئی دعوت کرے تو شرم اور حیا سے کھانا کھاوے کوئی چیز خود نہ مانگے اور جہاں تک ہو سکے دعوت کرنے والوں کو تکلف سے منع کرے اور سمجھاوے کہ میری اصل دعوت تو میرے کام میں مدد کرنا ہے۔ مگر مستقل طور پر کسی کے ہاں بِلا قیمت ادا کرنے کے نہ کھاوے۔

۱۴- دورہ کرتے وقت جو جو لوگ اسے شریف نظر آویں اور جن سے اس کے کام میں کوئی مدد مل سکتی ہے ان کا نام اور پتہ احتیاط سے اپنی نوٹ بک میں نوٹ کرے تا بعد میں آنے والے مبلغوں کے لئے آسانی پیدا ہو۔

۱۵- جن لوگوں سے اسے واسطہ پڑتا ہے خصوصاً افسروں' بڑے زمینداروں یا اور دلچسپی لینے والوں کے متعلق غور کرے کہ ان سے کام لینے کا کیا ڈھب ہے اور خصوصیت سے اس امر کو اپنی پاکٹ بک میں نوٹ کرے کہ کس کس میں کون کون سے جذبات زیادہ پائے جاتے ہیں جن کے ابھارنے سے وہ کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

۱۶- جن لوگوں سے کام لینا ہے ان میں سے دو ایسے شخصوں کو کبھی جمع نہ ہونے دو جن میں آپس میں نِقار ہو۔ اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہاں کے لوگوں سے ہوشیاری سے دریافت کر لو کہ ان معززین کی آپس میں مخالفت تو نہیں اگر ہے تو کس کس سے ہے جن دو آدمیوں میں مقابلہ اور نِقار ہو۔ ان کو اپنے کام کے لئے کبھی جمع نہ کرو بلکہ ان سے الگ الگ کام لو اور کبھی ان کو محسوس نہ ہونے دو کہ تم ایک سے دوسرے کی نسبت زیادہ تعلق رکھتے ہو

تمہاری نظر میں وہ سب برابر ہونے چاہئیں اور کوشش کرو کہ جس طرح ہو سکے ان کا نِقار دور کر کے ان کو کلمہ واحد پر اسلام کی خدمت کے لئے جمع کر دو۔

۱۷۔ جس جگہ جاؤ وہاں کے لوگوں کی قوم ان کی قومی تاریخ اور انکی قومی خصوصیات' ان کی تعلیمی حالت' ان کی مالی حالت اور ان کی رسومات کا خوب اچھی طرح پتہ لو اور پاکٹ بک میں لکھ لو۔ اور جہاں تک ہو سکے ان سے معاملہ کرتے ہوئے اس امر کا خیال رکھو کہ جن باتوں کو وہ ناپسند کرتے ہیں وہ ان کی آنکھوں کے سامنے نہ آویں۔

۱۸۔ جس قوم میں تبلیغ کے لئے جاؤ اس کے متعلق دریافت کر لو کہ اس میں سے سب سے زیادہ مناسب آدمی کونسا ہے جو جلد حق کو قبول کر لے گا اس سے پہلے ملو۔ پھر اس سے اس رئیس کا پتہ لو جس کا لوگوں پر سب سے زیادہ اثر ہے پھر اس سے ملو اور اسی کی معرفت پہلے قوم کو درست کرنے کی کوشش کرو۔

۱۹۔ جب کسی قوم میں جاؤ تو پہلے یہ دیکھو کہ اس قوم کو ہندو مذہب سے کون کونسی مشارکت ہے اور اسلام سے کون کونسی مشارکت ہے اور ان کو اپنی کاپی میں نوٹ کر لو۔ پھر ان باتوں سے فائدہ اٹھا کر جو ان میں اسلام کی ہیں ان میں اسلام کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرو اور ان اسلامی مسائل کی خوبی پر خاص طور پر زور دو جن پر وہ پہلے سے کاربند ہیں اور جن کے وہ عادی ہو چکے ہیں۔

۲۰۔ جب ایسی جگہ پر جاؤ جہاں کے لوگ اسلام سے بہت دور ہو چکے ہیں اور جو اسلام کی کھلی تبلیغ کو بھی سننا پسند نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کو جاتے ہی کھلے طور پر تبلیغ نہ کرنے لگو بلکہ مناسب ہو تو اپنا مقصد پہلے ان پر ظاہر ہی نہ کرو اگر کوئی پوچھے تو بے شک بتا دو مگر خود اپنی طرف سے کوئی چرچا نہ کرو کیونکہ اس طرح ایسے لوگوں میں ضد پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔

۲۱۔الف اردگرد کے مسلمانوں کو یہ باتیں سمجھانے کی کوشش کرو کہ مسلمانوں کی عدم ہمدردی اور سختی سے یہ لوگ تنگ آکر اسلام کو چھوڑ رہے ہیں۔ اسلام کی خاطر آپ لوگ اب ان سے اچھی طرح معاملہ کریں اور خوش اخلاقی اور احسان سے پیش آویں اور سمجھائیں کہ ان کا ہندو ہونا نہ صرف ہمارے دین کے لئے مضر ہو گا بلکہ اس کا یہ نتیجہ بھی ہو گا کہ ہندو آگے سے زیادہ طاقتور ہو جائیں گے اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچائیں گے۔

(ب) یہ بھی سمجھائیں کہ اس فتنہ کو سختی سے نہیں روکا جا سکتا اور سختی سے روکنے کا فائدہ بھی

کچھ نہیں۔ پس چاہئے کہ محبت کی دھار سے ان کی نفرت کی کھال کو چیرا جائے اور پیار کی رسی سے ان کو اپنی طرف کھینچا جائے۔

۲۲- وہ لوگ غیر تعلیم یافتہ ہیں پس کبھی ان سے علمی بحثیں نہ کرو بالکل موٹی موٹی باتیں ان سے کرو۔ موٹی موٹی باتیں یہ ہیں۔

آریہ مذہب کے بانی نے کرشن جی کی (جن کی وہ اپنے آپ کو اولاد کہتے ہیں اور ان سے شدید تعلق رکھتے ہیں) جو بڑے بزرگ تھے' ہتک کی ہے۔

نیوگ کا مسئلہ خوب یاد رکھو اور ان کو سمجھاؤ کہ تم راجپوت ہو کر ایسی تعلیم کے پیچھے جا سکتے ہو۔ مرکز میں ستیارتھ پرکاش رہے گی اگر حوالہ مانگیں تو دکھا سکتے ہو۔

ان کو بتایا گیا ہے کہ تمہارے آباء و اجداد کو زبردستی مسلمان کر لیا گیا تھا۔ ان سے کہو کہ راجپوت تو کسی سے ڈرتا نہیں یہ بالکل جھوٹ ہے اس بات کو ماننے کے تو یہ معنے ہوں گے کہ تمہارے باپ دادا راجپوت ہی نہ تھے۔ کیا اس قدر قوم راجپوتوں کی اس طرح دھرم کو خوف یا لالچ سے چھوڑ سکتی تھی۔ کہو کہ یہ بات برہمنوں نے راجپوتوں کو ذلیل کرنے کے لئے بنائی ہے۔ پہلے ان لوگوں نے تمہاری زمینوں کو سود سے تباہ کیا اب یہ لوگ تمہاری قومی خصوصیت کو بھی مٹانا چاہتے ہیں۔ یہ بنئے تو اپنے ایمان پر قائم رہے اور تم راجپوت بہادر ہو کر بادشاہوں سے ڈر گئے یہ جھوٹ ہے تمہارے باپ داداوں نے اسلام کو سچا سمجھ کر قبول کیا تھا۔

ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اپنی قوم سے آملو ان کو سمجھاؤ کہ لاکھوں راجپوت مسلمان ہو چکے ہیں۔ پس اگر ملنا ہے تو یہ ہندو مسلمان ہو کر تم سے مل جاویں اور یہ ملاپ کیسا ہوا کہ قریبی رشتہ داروں کو چھوڑ کر دور کے تعلق والوں سے جا ملو۔

ان کو بتاؤ کہ کرشن جی کی ہم مسلمان تو مہما کرتے ہیں اور ان کو اوتار مانتے ہیں لیکن آریہ ان کی ہتک کرتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے ہیں۔ تمہارے سامنے کچھ اور کہتے ہیں اور الگ کچھ اور کہتے ہیں۔

ان کو یہ بتاؤ کہ ہندو تو تم کو ہندو کر کے بھی چھوت چھات کرتے ہیں اور کریں گے چند لوگ لالچ دلانے کو تمہارے ساتھ کھا پی لیتے ہیں ورنہ باقی قوم تم سے برتاؤ نہیں کرے گی چاہو تو چل کر اس کا تجربہ کر لو لیکن مسلمان تم کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں۔

ان کو بتاؤ کہ یہ آریہ جو آج تم کو چھوت چھات کی تعلیم دیتے ہیں۔ دوسری جگہوں میں جا کر نیچ قوموں میں شدھی کرتے ہیں اور چماروں کو ساتھ ملاتے ہیں اس کے حوالے یاد رکھو (جیسے جموں میں شدھی ہو رہی ہے) لیکن ایسی طرز پر بات نہ کرو کہ گویا تم چھوت چھات کے قائل ہو بلکہ اس بات کا اظہار کرو کہ وہ جھوٹ اور فریب سے کام لے رہے ہیں۔ ان کو بتاؤ کہ یہ لوگ تمہارے خیر خواہ نہیں بلکہ دشمن ہیں اس کا امتحان اس طرح ہو سکتا ہے کہ مسلمان عرصہ سے کوشش کر رہے ہیں کہ سود کی شرح محدود کردی جائے اور قانون انتقالِ اراضی پاس کیا جائے مگر ہندو اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں (ان دونوں قانونوں کو اچھی طرح سمجھ لو) ان دونوں باتوں کا ان کو فائدہ سمجھاؤ اور کہو کہ ان کا امتحان اس طرح ہو سکتا ہے کہ جو آریہ یا ہندو آئے اسے کہو کہ اگر تم سچ مچ ہمارے خیر خواہ ہو تو یہ دونوں قانون پاس کراؤ پھر ہم سمجھیں گے کہ تم ہمارے خیر خواہ ہو۔

۲۳۔ اپنے دل کو پاک کر کے اور ہر ایک تکبر سے خالی کر کے بیماروں اور مسکینوں کے لئے دعا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری ضرور سنے گا۔ انشاء اللہ میں بھی انشاء اللہ تمہارے لئے دعا کروں گا تا خدا تعالیٰ تمہاری دعاؤں میں برکت دے۔

۲۴۔ اپنی زبان کو اسبات کا عادی بناؤ کہ ان بزرگوں کو جن کو فی الواقع ہم بھی بزرگ ہی سمجھتے ہیں ایسے طریق پر یاد کرو جو ادب اور اخلاص کا ہو۔

۲۵۔ کھانے پینے پہننے میں ایسی باتوں سے پرہیز کرو جن سے ان لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے الگ جو چاہو کرو لیکن ان کے سامنے ان کے دل کو تکلیف دینے والی بات نہ کرو کہ علاوہ تمہارے کام کو نقصان پہنچانے کے یہ بد اخلاقی بھی ہے۔

۲۶۔ ہر ایک کام تدریجی طور پر ہوتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ وہ ایک دن میں پکے مسلمان ہو جائیں گے جو لوگ مسلمان ہو جائیں گے وہ آہستہ آہستہ پختہ ہوں گے پس یک دم ان پر بوجھ ڈالنے کی کوشش نہ کریں تین چار ماہ میں خود ہی درست ہو جائیں گے پہلے تو صرف اسلام سے محبت پیدا کرو اور نام کے مسلمان بناؤ مگر یہ بھی نہ کرو کہ اسلام کی کوئی تعلیم ان سے چھپاؤ کیونکہ اس سے بعد میں ان کو ابتلاء آوے گا یا وہ ایک نیا ہی دین بنا لیں گے۔

۲۷۔ لباس وغیرہ ان کے جیسے ہیں ویسے ہی رہنے دو اور ابھی چوٹیاں منڈوانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ باتیں ادنیٰ درجہ کی ہیں جب وہ پکے مسلمان ہو جائیں گے خود بخود ان

سب باتوں پر عمل کرنے لگیں گے۔
۲۸۔ جس جگہ پر جاؤ وہاں خوش خلقی سے پیش آؤ اور بیکسوں کی مدد کرو اور دُکھیاروں کی ہمدردی کرو کہ اچھے اخلاق سو(۱۰۰) واعظ سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔
۲۹۔ جس جگہ کی نسبت معلوم ہو کہ وہاں کسی شخص کو مناسب مدد دے کر باقی قوم کو سنبھالا جا سکتا ہے تو اس کی اطلاع افسر حلقہ کو کرو مگر یاد رکھو کہ اس طرف نہایت مجبوری میں توجہ کرنی چاہئے جب کوئی چارہ ہو ہی نہیں اسی صورت میں یہ طریق درست ہو سکتا ہے۔ مگر خود کوئی وعدہ نہ کرو نہ کوئی امید دلاؤ۔ امداد کس رنگ میں دی جاسکے گی یہ افسروں کی ہدایت میں درج ہو گا اس معاملہ کو افسر حلقہ کے سپرد رہنے دو۔
۳۰۔ کھانے' پینے' پہننے میں بالکل سادہ رہیں اور جس جگہ افسر حلقہ مناسب سمجھے وہاں کا مقامی لباس پہن لیں اور جس جگہ وہ مناسب سمجھے ایک چادر ہی پہن لو۔ اگر ضرورت ہو تو گیروا رنگ دلوالو۔ یاد رکھو کہ لباس کا تغیر اصل نہیں۔ لباس کا تغیر اسی وقت برا ہوتا ہے جب انسان ریاء کے لئے یا کسی قوم سے مشابہت کی غرض سے پہنتا ہے۔ تمہارا تغیر لباس تو عارضی ہو گا اور جنگ کی حکمتوں میں سے ایک حکمت ہو گا۔ پس تمہارا طریق قابل اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ تم سادھو یا فقیر یا صوفی کہلانے کے لئے ایسا طریق اختیار نہیں کرو گے اور چند دن کے بعد پھر اپنا لباس اختیار کر لو گے اس لباس کی غرض تو صرف دشمن اسلام کے حملہ کا جواب دینا ہو گی۔
۳۱۔ کبھی اپنے کام کی رپورٹ لکھنے اور پھر اس کو دفتر حلقہ میں بھیجنے میں سستی نہ کرو۔ یاد رکھو کہ یہ کام تبلیغ کے کام سے کم نہیں ہے۔ جب تک کام لینے والوں کو پورے حالات معلوم نہ ہوں وہ ہرگز کام کو اچھی طرح نہیں چلا سکتے۔ پس جو شخص اس کام میں سستی کرتا ہے وہ کام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچاتا ہے۔
۳۲۔ دشمن تمہارے کام کو نقصان پہنچانے کے لئے ہر طرح کی تدابیر کو اختیار کرے گا تمہاری ذرا سی بے احتیاطی کام کو صدمہ پہنچا سکتی ہے۔ پس فتنہ کے مقام سے دور رہو اور ایسی مجلس میں نہ جاؤ جس میں کوئی تہمت لگ سکے۔ کسی شخص کے گھر میں نہ جاؤ جب تک تجربہ کے بعد ثابت نہ ہو جائے کہ وہ دشمن نہیں دوست ہے۔ کھلے میدان میں لوگوں سے باتیں کرو۔
۳۳۔ غصہ کی عادت ہمیشہ ہی بری ہے مگر کم سے کم اس سفر میں اس کو بالکل بھول جاؤ کسی وقت غصہ

میں آکر ایک لفظ بھی سخت تمہارے منہ سے نکل گیا یا تم کسی کو دھمکی دے بیٹھے یا کسی کو مار بیٹھے تو اس کا فائدہ تو کچھ بھی نہیں ہو گا مگر آریہ لوگ اس کو اس قدر شہرت دیں گے کہ ہمارے مبلغوں کو ان کے حملوں کے جواب دینے سے فرصت نہ ملے گی اور سلسلہ کی سخت بدنامی ہو گی۔ پس گالیاں سن کر دعا دو اور عملاً دو اور جوش دلانے والی بات کو سن کر سنجیدگی سے کہہ دو کہ اسلام اور احمدیت کی تعلیم تمہیں اس کا جواب دینے سے مانع ہے۔ تم پھر بھی اس کے خیر خواہ ہی رہو۔ اپنے مخالف سے بھی کہو کہ تم اس کے دشمن نہیں ہو بلکہ تم باوجود اس کی عداوت کے اس کے خیر خواہ ہو کیونکہ تم کو خدا تعالیٰ نے دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اگر کوئی مار بھی بیٹھے تو اس کی پرواہ نہ کرو۔ یاد رکھو کہ لوگ بزدل کو حقیر جانتے ہیں اور وہ فی الواقعہ حقیر ہے لیکن تکلیف اٹھا کر صبر کرنے والا اور اپنے کام سے ایک بال کے برابر نہ ہٹنے والا بزدل نہیں وہ بہادر ہے۔ بزدل وہ ہے جو میدان سے بھاگ جاتا یا اپنی کوششوں کو سست کر دیتا ہے جو مار کھاتا اور صبر کرتا اور اپنے کام کو جاری رکھتا ہے وہی درحقیقت بہادر ہے کیونکہ بہادری کا پتہ تو اسی وقت لگتا ہے جب اپنے سے طاقتور کا مقابلہ ہو اور پھر بھی انسان نہ گھبرائے۔

۳۴۔ میں نے بار بار آہستگی کی تعلیم دی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مہینوں اور برسوں میں کام کرو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قدم بقدم چلو۔ جب قدم مضبوط جم جائے تو پھر دوسرے قدم کے اٹھانے میں دیر کرنا اپنے وقت کا خون کرنا اور اپنے کام کو نقصان پہنچانا ہے۔ اگر گھنٹوں میں کام ہوتا ہے تو گھنٹوں میں کرو اگر منٹوں میں کام ہوتا ہے تو منٹوں میں کرو صرف یہ خیال کر لو کہ اس کی رفتار ایسی تیز نہ ہو کہ خود کام ہی خراب ہو جائے یا آئندہ کام پر اس کا بد اثر پڑے

۳۵۔ ایسے علاقوں میں رات نہ گذارو جہاں فتنہ کا ڈر ہو۔ اگر وہاں رات بسر کرنی ضروری ہو تو شہر میں نہ رہو شہر سے باہر کسی پرانے مکان یا کسی جھونپڑے میں یا پاس کے کسی گاؤں میں رہو صبح پھر وہیں آجاؤ۔ یہ بزدلی نہیں حکمت عملی ہے۔

۳۶۔ اس عرصہ میں اگر پرانے ہندوؤں کو تبلیغ کر سکو تو اس موقع کو بھی ہاتھ سے جانے نہ دو مگر سوائے ان لوگوں کے جن کا کام بحث کرنا مقرر کیا گیا ہے دوسرے لوگ بحث کے کام میں حصہ نہ لیں بلکہ فرداً فرداً اور الگ الگ تبلیغ کریں۔

۳۷۔ارد گرد کے ہندوؤں کے خیال معلوم کر کے جو شدھی کے برخلاف ہوں ان میں بھی غیر معلوم طور پر اس تحریک کے خلاف جوش پیدا کرنے کی کوشش کرو۔

۳۸۔یہ کوشش کرو کہ شدھی ہونے والے راجپوتوں پر ثابت ہو جائے کہ ہندو قوم بحیثیت قوم ان کے ساتھ اپنے لوگوں والا برتاؤ کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور کسی تدبیر سے ایسے لوگوں کو جو اسبات کو دیکھ کر شدھی کی بے ہودگی کو سمجھ سکیں ان لوگوں سے ملاؤ جو شدھی شدہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے تیار نہیں۔

۳۹۔ان ظلموں اور شرارتوں کی یا جبر کی خوب خبر رکھو جو آریہ لوگ شدھی کے لئے کرتے ہیں اور جہاں جہاں ایسی مثالیں معلوم ہوں ان کا پورا حال معلوم کر کے گواہوں اور مخبروں کے نام سمیت اپنے حلقہ کے دفتر میں ضرور اطلاع دو اس سے اس کام میں بہت مدد مل سکتی ہے۔ اگر کسی جگہ کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہاں آریوں نے بندوقیں اور تلواریں لے کر جمع ہونا ہے اور اپنی طاقت کا مظاہرہ کرنا ہے تو اس کی اطلاع ضرور قبل از وقت دفتر کو دو تاکہ اس سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

۴۰۔ راجپوت یا دیگر اقوام جن میں شدھی ہو رہی ہے ان میں سے اسلام کا درد رکھنے والے لوگوں کے ساتھ خاص تعلق پیدا کرو اور ہمیشہ ان سے دوستی اور تعلق بڑھانے کی کوشش کرتے رہو۔

۴۱۔ محنت سے کام کرو اور وقت کو ضائع نہ ہونے دو۔ دن میں کئی کئی گاؤں کی خبر لے لینی چاہئے چلنے پھرنے کی عادت ڈالو اور کم ہمتی کو پاس نہ آنے دو۔

۴۲۔ہدایت زریں میرا لیکچر تبلیغ کے طریق پر ہے۔ وہ حلقوں میں اور صدر میں رکھا ہوا ہوگا اس کو خوب اچھی طرح پڑھ لو کیونکہ اس میں تبلیغ کے متعلق بعض عمدہ گُر جو اس جگہ درج نہیں ملیں گے۔

۴۳۔بعض شعر جن میں آریہ مذہب کی حقیقت پر روشنی ڈالی جائے گی اور بعض نظمیں مسائل کے متعلق اپنے پاس رکھو اور گاؤں کے چند نوجوان لوگوں کو یاد کرا دو پھر بار بار ان سے بلند آواز سے پڑھوا کر وہ سنو۔ اس سے ان میں جوش پیدا ہوگا۔

۴۴۔اصل چیز جو ارتداد سے روک سکتی ہے وہ روحانیت ہے۔ پس ان میں سنجیدگی اور قناعت کا مادہ پیدا کرنے کی کوشش کرو کہ اس کے بغیر سب کوششیں رائیگاں ہیں۔

۴۵- جہاں تک ہو سکے ان کو زائد وقت میں تعلیم دینے کی کوشش کرو- لفظ لفظ پڑھ کر بھی انسان کچھ عرصہ میں پڑھ جاتا ہے- وہ اردو جاننے لگیں تو اس سے بھی اس فتنہ کا بہت حد تک ازالہ ہو جائے گا-

۴۶- ایسے تمام علاج جو مقامی واقفیت سے ذہن میں آویں ان سے اپنے حلقہ کے افسر کو اطلاع دو تاکہ وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے-

۴۷- ایسے نوجوان جو ذہین ہوں اور تعلیم کا شوق رکھتے ہوں اور تعلیم کی خاطر چند دنوں کے لئے اپنے گھروں کو چھوڑ سکتے ہوں ان کی تلاش رکھو اور پتہ لگنے پر ان کے نام اور پتہ اور جملہ حالات سے افسر حلقہ کو اطلاع دو-

۴۸- جس بات کو مخفی رکھنے کے لئے کہا جائے اس کو پوری طرح مخفی رکھو حتّٰی کہ بلا اجازت اپنے آدمیوں پر بھی ظاہر نہ کرو کہ ایسا کرنا بد دیانتی اور سلسلہ کی خیانت ہے-

۴۹- آریوں کے طریق عمل اور ان کے مبلغوں کی نقل و حرکت اور ان کے انتظام کا نہایت ہوشیاری اور غور سے مطالعہ کرو اور جب کوئی بات اس کے متعلق معلوم ہو تو فوراً اس کے متعلق افسر حلقہ کو اطلاع دو- اس امر میں سستی تبلیغ کے لئے مضر اور اس میں کوشش تبلیغ کے لئے بہت مفید ہو گی-

۵۰ مجھے خط براہ راست آپ لکھ سکتے ہیں مگر یہ خط رپورٹ نہیں سمجھا جائے گا- رپورٹ وہی سمجھی جائے گی جو افسروں کے توسط سے مجھ تک آئے گی-

۵۱- اس عہد کو ہمیشہ سامنے رکھیں جو آپ نے میرے ہاتھ پر بیعت کے وقت کیا تھا یا اب اس تحریک کے وقت کیا ہے- اور ان ہدایات کو بار بار پڑھتے رہیں اور پوری طرح بِلا سرِ مُو کے فرق کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں- اللہ تعالیٰ اس میں آپ کا مددگار ہو-

۵۲- جب دوسرے بھائی کو چارج دیں تو ان تمام لوگوں سے اس کو ملا دیں جو واقف ہو چکے ہیں اور جن سے کام میں مدد ملنے کی امید ہے اور ان لوگوں سے آگاہ کر دیں جن سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور سارے علاقہ کی پوری خبر اس کو دیں اور اپنی نوٹ بک سے وہ سب باتیں جو میں پہلے بتا چکا ہوں اس کو نقل کروا دیں تاکہ وہ بغیر محنت کے کام کو آگے چلا سکے اور ایک دفعہ ساتھ مل کر اس کو دورہ کرا دیں- پھر دعاؤں پر زور دیتے ہوئے اور خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے کہ اس نے خدمت کا موقع دیا واپس آجاویں اور آنے سے پہلے اپنے حلقہ کے

مرکز میں آکر رپورٹ کریں کہ میں فلاں شخص کو چارج دے چکا ہوں- اور جو معلومات وہ چاہیں ان کو بہم پہنچا کر اور ان کی اجازت سے مع الخیر واپس ہوں- خدا آپ کے ساتھ ہو- والسلام

خاکسار میرزا محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی قادیان دارالامان-
ضلع گورداسپور ۲۱-اپریل ۱۹۲۳ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

احمدی مجاہدین سے خطاب

(فرمودہ ۲۰۔ جون ۱۹۲۳ء)

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج سے تین مہینہ پہلے ہم لوگ اسی راستہ پر اس پہلے وفد کو چھوڑنے آئے تھے جو علاقہ ملکانا میں تبلیغ کے لئے روانہ ہوا تھا۔ ان لوگوں کی کیا حالت تھی اور کیا ہوئی ان پر کیا گذری انہوں نے کیا کام کیا اس کے متعلق چند ہدایتیں دینے کے بعد ذکر کروں گا۔ پہلے چند ہدایتیں دینا چاہتا ہوں جن کا یاد رکھنا آپ لوگوں کے لئے ضروری ہے۔

پہلی ہدایت تو یہ ہے کہ کوئی ہدایت مفید نہیں ہو سکتی جب تک اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ قرآن کریم میں ساری ہدایتیں ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں مسلمانوں کے لئے مفید نہیں۔ بلکہ قرآن نقصان دہ ہو رہا ہے اس لئے نہیں کہ قرآن میں کوئی نقص آگیا ہے بلکہ اس لئے کہ لوگ خراب ہو گئے اور اس کی طرف توجہ نہیں رہی۔ مصر کے ایک عالم نے لوگوں کی حالت پر تمسخر کرتے ہوئے اور یہ بتانے کے لئے کہ لوگ کس طرح قرآن شریف کو مانتے ہیں لکھا ہے کہ یورپ کے لوگ کہتے ہیں قرآن کا کوئی فائدہ نہیں مگر ان کو کیا معلوم ہے قرآن کے بڑے فوائد ہیں دیکھو یہ فائدہ کیا کم ہے کہ ساری عمر قرآن نہ پڑھو لیکن جب مرجاؤ تو قبر پر قرآن پڑھا جاتا ہے پھر یہ کیا کم فائدہ ہے کہ اسے خوبصورت غلافوں میں لپیٹ کر زینت کے طور پر گھر میں رکھا جاتا ہے اور جب کوئی شخص کسی غلط بات کو نہ مانتا ہو تو اس کو جھوٹی بات کا یقین دلانے کے لئے قرآن کو ہاتھ میں لے کر یقین دلایا جاتا ہے تو اس طرح قرآن باوجود مفید ہونے کے لعنت کا طوق ہو گیا۔ یہ بہترین چیز تھی مگر اس کے غلط استعمال سے نقصان ہو رہا ہے۔ اسی طرح دیکھو رسول کریم ﷺ بشارت عظمیٰ تھے مگر کن کے لئے ان کے لئے جو مانتے ہیں مگر ابوجہل کیلئے تو بشارت نہ تھے اس کے لئے آپ انذار تھے۔ پس ہدایت وہی مفید ہو سکتی ہے جو عمل میں آئے لیکن افسوس ہے کہ اکثر لوگ

نصائح مزے لینے کے لئے پڑھتے ہیں اور اس پر غور نہیں کرتے حالانکہ ان کو یہ سوچنا چاہئے کہ ہم ان نصیحتوں کو کس طرح اپنی روزانہ زندگی پر وارد کرسکتے ہیں۔ آپ لوگوں کو کچھ ہدایتیں مطبوعہ دی گئی ہیں کچھ زبانی سنادی گئی ہیں یا سمجھادی جائیں گی ان سب کے مطابق اپنی زندگی بناؤ۔ اگر تم ان ہدایتوں کے مطابق کام کرو گے تو انشاء اللہ کامیاب ہو گے۔ بہت سے لوگ الفاظ کو پڑھتے ہیں اور ان پر سے یونہی گذر جاتے ہیں غور نہیں کرتے کہ ان کے نیچے کون سے معنے ہیں وہ الفاظ کو دیکھتے ہیں مگر ان کے معنوں کو نہیں دیکھتے تم الفاظ کو پڑھو ان کے مطلب کو سمجھو اور ان مطالب کو اپنی زندگی کے اوپر حاوی کرو۔

بہت سی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں مگر اپنے اندر بہت سے معانی رکھتی ہیں اور ان کے بڑے اثرات ہوتے ہیں۔ میں جب چھوٹا بچہ تھا تو یہ پڑھ کر حیران ہوتا تھا کہ نیوٹن نے جو کام کیا ہے اسے بڑا کیوں کہا جاتا ہے۔ نیوٹن[۳۷] نے کشش ثقل معلوم کی تھی۔ وہ باغ میں بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ ایک سیب شاخ سے گرا ہے اس نے غور کیا کہ یہ سیب اوپر جانے کی بجائے نیچے کی طرف کیوں آیا ہے اسی امر پر غور کرتے کرتے اس نے کشش ثقل کا پتہ لگالیا۔ مجھے جب بڑے ہو کر معلوم ہوا کہ اس دریافت سے علوم میں لاانتہاء ترقی ہوئی ہے تو نیوٹن کی دریافت کی قدر معلوم ہوئی۔ اس بات کی دریافت سے علوم کی ترقی ہزاروں گنی ہو گئی ہے۔ دیکھو بات معمولی تھی مگر اس کے اثرات کتنے اہم ثابت ہوئے۔

دوسری ہدایت یہ ہے کہ مؤمن بزدل نہیں ہوتا چونکہ ہم یہ کہتے رہتے ہیں کہ فساد نہ کرو اس لئے خیال آتا ہے کہ بعض لوگوں میں بزدلی نہ پیدا ہو جائے یاد رکھو کہ مؤمن وسط میں رہتا ہے۔ ایک ہوشیار عورت وہ نہیں جو خاوند کے یہ کہنے پر کہ آج کھانے میں نمک زیادہ ہے دوسرے وقت بالکل پھیکا کھانا پکالائے۔ اس پر تو وہ ضرور یہ کہے گا کہ کھانا پھیکا ہے اور اس وقت عورت کا یہ کہنا فضول ہو گا کہ پہلے کہتے تھے نمک زیادہ ہے اب کہتے ہیں کم ہے کیونکہ خاوند نے جب زیادہ نمک معلوم کیا تو زیادہ کہا اور جب کم معلوم کیا تو کم کہا۔ پس جس طرح عورت کا اعتراض غلط ہے اسی طرح "فساد نہ کرو" کی تعلیم سے یہ نتیجہ نکالنا کہ بزدلی اختیار کرو غلط ہے "فساد نہ کرو" کے صرف یہ معنے ہیں کہ بلاوجہ لڑائی میں نہ پڑو لیکن اگر دین کے لئے جان دینے کی بھی ضرورت ہو تو اس وقت جان دینا ذلت اور فساد نہیں ہو گا۔ کیا صحابہ فسادی تھے کہ ضرورت کے وقت جان دیدیتے تھے نہیں۔ پس یاد رکھو کہ چونکہ ایثار و

قربانی کے بغیر کبھی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے کبھی کسی خطرے اور کسی بڑی سے بڑی قربانی سے نہ ڈرو۔ آپ کبھی فساد نہ کھڑا کرو ہاں اگر ایسے سامان ہو جائیں کہ جان کا خطرہ ہو تو جان کی پروا بھی نہ کرو۔ ایسی حالت میں اپنی جگہ سے نہ ہٹنے پر خدا تمہاری حفاظت کرے گا۔ بعض حالات میں غلطی سے لوگوں سے ایسا فعل سرزد ہوا ہے جس کا خواہ وہ کچھ نام رکھیں مگر وہ بزدلی نظر آتا ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ یاد رکھو بہادری کا نتیجہ ہمیشہ اچھا نکلتا ہے اور بزدل کوئی کام نہیں کر سکتا۔ کسی جماعت اور کسی قوم نے ترقی نہیں کی جب تک اس نے بزدلی کو چھوڑ کر بہادری سے کام نہیں لیا۔ انگریزوں کو دیکھو جنگلوں اور پہاڑوں میں بیس بیس سال گذار دیتے ہیں۔ ایک امریکن نے بیس سال جنگل میں اس لئے گذار دیئے کہ وہ بندروں کی زبان دریافت کرے اور یہ معلوم کرے کہ آیا ان کے محض اشارے ہوتے ہیں یا ان اشاروں کے کچھ معنے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ بیس سال بندروں میں رہنے سے اس نے دریافت کیا کہ بندروں کی بھی زبان ہے۔ جب ایک شخص بیس سال محض اس غرض کے لئے جنگلوں اور بندروں میں گذار دیتا ہے کہ ان کی زبان دریافت کرے تو کیا ہم خدا کے دین کی حفاظت اور تبلیغ کے لئے تین ماہ جنگلوں میں بسر نہیں کر سکتے۔ وہ لوگ خواہ کچھ بھی ہوں مگر بندروں سے زیادہ تو غیر جنس نہیں۔

تیسری نصیحت یہ ہے کہ تم اپنے افسروں کی کامل اور مکمل فرمانبرداری اختیار کرو خواہ تم اپنے آپ کو افسر سے اعلیٰ سمجھو لیکن اس کی اطاعت اسی طرح کرنی ہو گی جس طرح ایک بادشاہ کی ایک چوڑھا اور چمار کرتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کرو کیونکہ اس کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ اس کی پروا نہ کرو کہ افسر ادنیٰ ہے اور تم اعلیٰ ہو یا جو کام تمہیں دیا گیا ہے وہ ادنیٰ ہے کیونکہ جو کام خدا کے لئے کرتا ہے اس کی شان نہیں کم ہوتی بلکہ خدا اس کو اٹھاتا ہے۔ پس کسی کام کو ادنیٰ نہ سمجھو اور کبھی افسر کی اطاعت سے منہ نہ موڑو یہاں تک کہ اپنی مدت گذار کر واپس آجاؤ۔ وہاں رہو اطاعت کرو اور ہر ایک کام کرو جس کا تمہیں افسر حکم دے۔

چوتھی نصیحت یہ ہے کہ لوگوں سے باتیں کرنے اور ملاقات کرنے کی عادت ڈالو یہ نہ ہو کہ ایک مقام پر مہینوں پڑے رہو اور وہاں کے لوگوں سے ملاقات بھی نہ کر سکو۔ بعض دوست جو بہت لائق تھے مخلص بھی تھے اور دین سے واقف بھی تھے محض کم گوئی کے باعث لوگوں

سے میل جول نہ بڑھا سکے۔ اس کے مقابلہ میں یہاں کے ایک مستری ہیں جو پڑھے لکھے تو واجبی ہیں مگر ان کو یہ فن آتا ہے کہ ایسے طریق پر آریوں وغیرہ سے گفتگو کرتے ہیں کہ دشمن خاموش ہو جاتا ہے۔ ایک مقام پر ہمارے ایک دوست مقیم تھے وہاں ایک مولوی صاحب گئے اور جس مسجد میں ہمارے دوست مقیم تھے اس کے مصلّٰی پر کھڑے ہو گئے کہ نماز پڑھائیں۔ ہمارے دوست نے ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی اس پر مولوی صاحب نے شور مچا دیا کہ یہ کافر ہے اس نے ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ دوسرے گاؤں میں جب ہمارے ان مستری صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے نہایت معقولیت سے موٹے طریق پر اس بات کو اس طرح لوگوں کے ذہن نشین کر دیا کہ مولوی صاحب کو حق ہی نہ تھا کہ وہ اس مسجد میں آکر نماز پڑھاتے جب کہ اس جگہ کا امام موجود تھا۔

اسی طرح جس گاؤں میں وہ مقیم ہیں وہاں کچھ آریہ پریچر (Preacher) بھی گئے وہ کسی ضرورت سے گاؤں سے باہر گئے ہوئے تھے۔ جب آریوں نے گفتگو کرنی چاہی تو گاؤں والوں نے کہا کہ ہمارے ایک بھائی ہیں جو باہر گئے ہوئے ہیں وہ آلیں جو وہ فیصلہ کریں گے اسی کے مطابق ہم عمل کریں گے۔ ادھر گاؤں والوں نے ان کو بلوایا انہوں نے آکر پہلے تو کھانے وغیرہ کے متعلق آریوں سے پوچھا اور پھر گفتگو کرنی چاہی۔ آریوں نے کہا کہ مولوی صاحب یہ برادری کا معاملہ ہے آپ ہی ان کو سمجھائیں کہ مان جائیں۔ ان کا ایک بھائی باہر گیا ہوا ہے آئے تو ہم اپنی برادری کو ملالیں گے اور ہم ان سے اس بات کی معافی لیں گے کہ آج تک ہم نے ان کو اپنے سے علیحدہ رکھ کر ان پر ظلم کیا۔ مستری صاحب نے ملکانوں کو کہا کہ وہ آپ کے بھائی صاحب کہاں گئے ہیں ان کو بلاؤ تا کہ پنڈت جی کی بات پر غور کریں۔ ملکانوں نے کہا وہ بھائی تو آپ ہی ہیں اور اس پر انہوں نے صحیح فیصلہ کیا۔ آگے بحث لمبی ہے اس کے دُہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ غرض یہ میل ملاپ کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے ملکانوں پر یہ اثر پیدا کر لیا ہے خواہ وہ کتنے ہی دور بھاگنے والے لوگ ہوں ان کو آہستہ آہستہ میل ملاپ کے ذریعہ درست کر لیا جا سکتا ہے۔

پانچویں نصیحت یہ ہے کہ بار بار مرکز کو نہ چھوڑو۔ اجنبیت یا لوگوں کی بے رخی وغیرہ سے گھبرانا فضول ہے ساری عمر میں سے یہ صرف ۹۰ دن ہیں جو دین کے لئے وقف کئے گئے ہیں اگر ان کو بھی یونہی کھو دو گے تو پھر یہ فعل کس طرح پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ ہاں جو پاس کے

گاؤں ہوں ان میں ضرور جاؤ لیکن بغیر خاص حکم یا نہایت اشد ضرورت کے اپنے مرکز کو ہرگز نہ چھوڑو۔

میری چھٹی نصیحت یہ ہے کہ جس گاؤں میں تم متعین ہو اس کے اردگرد کے گاؤں کو بھی اپنا ہی علاقہ سمجھو۔ ہمارے پاس اتنے آدمی نہیں کہ ہر ایک چھوٹے بڑے گاؤں میں ایک ایک مبلغ لگا دیں اس لئے تم جس مرکزی گاؤں میں مقیم ہو اس کے اردگرد علاقوں میں ضرور جاؤ اگر اس گاؤں میں کوئی کام نہ ہو تو سیر کے لئے ہی چلے جاؤ اور وہاں کے متعلق واقفیت بہم پہنچاؤ۔

ساتویں نصیحت یہ ہے کہ چونکہ وہاں پر آریوں کے ایجنٹ ہیں جو مبلغوں کو غفلت میں ڈال کر اپنا کام کرنا چاہتے ہیں اس لئے ان سے بالخصوص ہوشیار رہو تم کسی پر اگر خدا کے لئے شبہ کرو گے تو ثواب کے مستحق ہو گے اور وہ شخص اگر بدنیت نہیں ہو گا نیک ہو گا تو اس کو اس لئے ثواب ہو گا کہ اس پر خدا کے لئے شبہ کیا گیا۔

میری آٹھویں نصیحت یہ ہے کہ دعاؤں پر خصوصیت سے زور دو جو کام دعا سے ہو سکتا ہے وہ اور کسی ذریعہ سے نہیں ہو سکتا۔ دوست و آشنا جدا ہوں گے مگر خدا جدا نہ ہو گا۔ ایک میاں اور بیوی خواہ ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے ہوں اور بیوی کے پیٹ میں قولنج کا درد ہو تو قبل اس کے کہ وہ اپنے خاوند کو اطلاع دے اس کی دعا کو خدا سنے گا اور اس کی تکلیف کو دور کر دے گا۔ کیونکہ وہ علیم ہے۔ اس نے اپنی علم سے وہ سامان رکھے ہیں جو اس مرض کو دور کر سکتے ہیں۔ پس خدا سے دعا کرو اور اسی پر بھروسہ کرو سامان بھی اسی کے فضل سے میسر آتے ہیں۔

نویں نصیحت یہ ہے کہ مؤمن ہوشیار ہوتا ہے۔ مخالف کو وہ جواب دو جو مخاطبوں کے لئے مفید ہو۔

ایک جگہ ملکانوں میں آریوں نے اعتراض کیا کہ اسلام تو وہ مذہب ہے جو بہن بھائی کی شادی کرا دیتا ہے (چچا تایا کے بچوں کی) اب اگر ایسے موقع پر علمی طور پر بحث کی جائے تو کم مفید ہو گی اس لئے ہمارے دوستوں نے اللہ کے فضل سے یہ جواب دیا کہ اسلام میں تو بہن بھائیوں کی شادی نہیں ہوتی البتہ ہندو مذہب میں ہوتی ہے کیونکہ تناسخ میں ممکن ہے بہن یا کوئی اور قریبی رشتہ دار اگلے جنم میں بیوی بن جائے۔ پس وہ بات کرو جو مخاطب کے لئے

مفید ہو غلط نہ ہو اسلام کے مطابق ہو مگر ہو ایسی عام فہم کہ سننے والوں کے لئے مفید ہو۔

دسویں نصیحت یہ ہے کہ ہمدردی سے جو کام ہو سکتا ہے وہ بغیر ہمدردی کے نہیں ہو سکتا لیکن ہمدردی کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تم ان میں آئندہ کے لئے کوئی لالچ پیدا کردو بلکہ یہ ہیں کہ ان کی ضرورت کے وقت جس قدر تم مدد کرسکتے ہو کرو۔ جسمانی طور پر امداد دو۔ اور اگر تمہارے پاس کچھ ہو تو جس طرح اپنے وطن میں غرباء کی امداد ضرورت کے وقت کرتے ہو ان کی بھی کرو آئندہ کے لئے کوئی وعدہ نہ کرو کہ ہم یہ کریں گے اور وہ کریں گے کیونکہ لوگوں نے ان کو لالچ دے کر خراب کردیا ہے۔ اگر ہم بھی وعدہ دیں گے اور اس سے ان میں لالچ پیدا ہو گا تو ان کی اصلاح مشکل ہو جائے گی۔

گیارہویں نصیحت یہ ہے جو کام کرو اس کی یادداشت رکھو اور افسر کو باقاعدہ اطلاع دو۔ خواہ روزانہ خواہ ہفتہ وار۔ اس نوٹ بک کا فائدہ آئندہ کام کرنے والے مبلّغوں کو بھی ہو گا۔

اس کے بعد میں اس مضمون کی طرف آتا ہوں کہ ہمارے جو بھائی پہلے گئے وہ کس حال میں گئے تھے انہوں نے وہاں کیا کام کیا۔ اور کس طرح انہوں نے آریوں کی سولہ سالہ محنتوں کا مقابلہ کیا۔ جب ہمارے آدمی گئے ہیں تو وہ ایسا وقت تھا جب کہ شردھانند صاحب نے علی الاعلان کہا تھا کہ ملکانا لوگ پیاسے پرند کی طرح چونچ کھولے بیٹھے ہیں کہ ان کے منہ میں کوئی پانی چوائے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ جائیں اور ان کو ہندو دھرم میں ملالیں۔ اس وقت مسلمانوں کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ملکانوں کی آبادی کہاں کہاں ہے۔ صرف ہدایت الاسلام کو چند دیہات کا علم تھا اور وہ اس کو چھپائے بیٹھی تھی۔ مسلمانوں کو نہیں معلوم تھا کہ کن کن ضلعوں میں ان کی آبادی ہے اور ریلوے کہاں تک ہے اور راستے کیا ہیں۔ حالانکہ وہ بہت وسیع علاقہ تھا۔ ملکانا علاقہ اسی طرح ہے جیسے جالندھر، لاہور، راولپنڈی وغیرہ کی کمشنریوں کو ملا دیا جائے۔ پھر یو۔پی کی آبادی بھی پنجاب سے زیادہ پھیلی ہوئی ہے۔ پچاس میل کے علاقہ میں وہ پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کی مثال ایسی ہی سمجھو کہ اگر کوئی شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ پنجاب میں سید کہاں کہاں ہیں تو اس کے لئے کتنا مشکل کام ہے۔ بعض علاقوں میں ریل کم ہے یا نہیں ہے۔ ایسی حالت میں ہمارے بھائی وہاں گئے اور ان میں سے بعض نے ستر ستر میل کا پیدل سفر طے کیا گویا وہ بیس بیس گھنٹے چلتے رہے ہیں اور پھر جب وہ گئے تو بعض علاقوں میں ان کو ڈاکو خیال کیا گیا بعض میں خیال کیا گیا کہ یہ ان کے بچے بھگا لے جائیں گے۔ اس حالت میں وہ ان کی بات کب سن سکتے تھے وہ بجائے ان کی بات سننے کے ہر وقت ان کی

حرکات پر ہی نظر رکھتے ہوں گے۔ پھر اجنبیت وغیرہ کی وجہ سے بعض مقامات سے ہمارے مبلغوں کو نکال بھی دیا گیا۔ وہ کئی کئی دن سڑکوں پر پڑے رہے اور ان کو فاقے کرنے پڑے۔ بعض کو مہینہ مہینہ بھر چنے چبا کر گذارہ کرنا پڑا۔ رمضان کے مہینہ میں لوگ کس طرح اپنے گھروں میں سامان کرتے ہیں مگر اس مہینہ میں ہمارے مبلغوں کو ستوؤں پر گذارہ کرنا پڑا۔ وہ لوگ چھوت چھات کرتے تھے ان کا کھانا پکانے کے لئے بھی تیار نہ تھے اور ہماری تاکید تھی کہ ان سے مت مانگو اور لحاظ میں بھی ان سے کوئی خدمت نہ لو۔ پھر ادھر آریوں کی کوششیں تھیں ادھر علماء دیوبند وغیرہ بھی ہماری مشکلات میں اضافہ کر رہے تھے۔ وہ لوگوں کو کہتے تھے کہ ان کے ساتھ ملنے سے بہتر ہے کہ آریہ ہو جاؤ۔ غرض ایسی ایسی بے شمار مشکلات تھیں جن میں وہ لوگ گئے اور انہوں نے ان مشکلات میں کام کیا۔ انہوں نے جو کام کیا ہے اور جن حالات میں کیا ہے ان کو پڑھ کر اور ان کی قربانی کو دیکھ کر رقت آتی ہے۔ انہوں نے اصل مشکلات کا مقابلہ کیا ہے اب اگر تم کو فتح حاصل ہو تو اس فتح کی بنیاد انہوں نے ہی رکھی ہے اور اس فتح کا سہرا اصل میں ان ہی کے سر ہوگا اس لئے ضروری ہے کہ تم ان کے کام کو حقارت سے نہ دیکھو بلکہ چاہئے کہ تم اِن کے شکر گذار ہو کہ ابتدائی مشکلات کو انہوں نے تمہارے لئے صاف کر دیا ہے۔ آتا ہے مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ [38] جو لوگوں کا شکر گذار نہیں ہوتا وہ اللہ کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا اس لئے تمہارا فرض ہے کہ تم ان کا شکر ادا کرو۔ میں تو بے تعلق کی طرح ہوں میرے لئے جیسے وہ ہیں ویسے ہی تم ہو۔ میرا تم سب سے ایک جیسا رشتہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب تمہارے ذریعہ جو کامیابی ہوگی اس میں ۹ حصے ان کے ہوں گے اور ایک حصہ تمہارا کیونکہ وہ ان تمام ابتدائی مشکلات کو حل کر چکے ہیں جو ابتداء میں ہوا کرتی ہیں۔ پس تمہارے لئے اب وہ مشکلات نہیں ہوں گی۔ انہوں نے جو آسانیاں پیدا کی ہیں ان کو تم استعمال میں لاؤ اس لئے جس جگہ جاؤ ان کے کام کی قدر کرو ان کے لئے دعا کرو اور اپنے لئے اور اس کام کے لئے بھی دعا کرو۔

اس کے بعد میں نصائح کو ختم کرتا ہوں۔ پہلے جو وفود کو صدقہ کی رقوم دی جاتی تھیں اس میں علاوہ راستہ میں خیرات کرنے کے وہاں کے خیراتی امور کے لئے بھی رقم فراہم ہو جاتی تھی مگر اس کے لئے اب ہم نے علیحدہ انتظام کیا ہے اس لئے اب جو صدقہ دیا جاتا ہے وہ تھوڑا ہے اور صرف اس لئے ہے کہ راستہ میں وفد کی طرف سے صدقہ کیا جائے (اس پر حضور نے اپنے گھر کی طرف سے کچھ رقم بطور صدقہ دی اور دوسرے احباب نے بھی کچھ نقدی پیش کی۔) یہ صدقہ راستہ میں

فقراء و مساکین وغیرہ میں تقسیم کر دیا جائے۔

اس کے بعد حضور نے دعا فرمائی اور دعا کے بعد فرمایا خدا کرے اب آئندہ جو وفد جائیں وہ ملکانوں کو ارتداد سے بچانے کے لئے نہیں بلکہ ان کی تربیت کرنے کے لئے جائیں۔

(الفضل ۳-جولائی ۱۹۲۳ء)

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ـــــ ھُوَالنَّاصِرُ

تبلیغ ملکانا کے لئے روپیہ کی ضرورت

تمام احباب کو معلوم ہے کہ ہندوستان میں ایک مسلمان کہلانے والی قوم آریہ لوگوں کا شکار ہو کر اسلام کو خیرباد کہہ رہی ہے۔ اس قوم کی اپنی حالت گو بہت گری ہوئی ہے اور موجودہ حالت میں وہ اسلام کے لئے باعث طاقت ثابت نہیں ہو رہی۔ جبکہ سب سے اہم سوال جو ہمارے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ اگر ایک مثال بھی ارتداد کی ایسی قائم ہو گئی کہ فوج در فوج لوگ اسلام سے خارج ہو جائیں تو اسلام کی شوکت کو ایسا صدمہ پہنچے گا کہ اس کا ازالہ انسانی طاقت سے بالا ہو جائے گا اور آج جو کام لاکھوں سے ہو سکتا ہے پھر کروڑوں روپیہ سے بھی نہ ہو سکے گا۔ جس طرح آج سے کچھ پہلے جو کام چند پیسوں کے خرچ سے ہو سکتا تھا اب ہزاروں روپوں کے خرچ سے بھی نہیں ہو سکتا۔

پس اس رو کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خاموش وہی شخص رہ سکتا ہے جس کا دل اسلام کے درد سے بالکل خالی ہو یا جو درد تو رکھتا ہو لیکن اس کو قوموں کے اتار چڑھاؤ کے علم اور قلوب کے تغیرات کے لوازموں سے بالکل واقفیت نہ ہو اور یہ مصیبت پہلی مصیبت سے کم نہیں ہے۔

اس وقت ہماری جماعت کے ۸۰ آدمی اس علاقہ میں کام کر رہے ہیں اور اللہ کے فضل سے نہایت کامیاب کام کر رہے ہیں۔ اور کوئی جماعت ہندوستان کی ایسی نہیں جو آدمیوں یا انتظام کے لحاظ سے ہماری جماعت کا مقابلہ کر سکے بلکہ تمام دوسری جماعتیں متفقہ طور پر بحیثیت مجموعی بھی ہماری جماعت کے کام کا مقابلہ نہیں کر سکیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

لیکن احباب کو یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے وسیع پیمانے پر کام بلا خرچ کے نہیں ہو سکتا اور ہزاروں روپیہ ماہوار کے خرچ سے ہی اتنی بڑی جماعت کے کام کو منظم رکھا جا سکتا ہے ورنہ باوجود

اس قدر آدمیوں کے کام کا اثر بالکل کم ہو جائے اور نتیجہ بالکل مایوس کن ہو۔ پس احباب کو چاہئے کہ اس فنڈ کو مضبوط کرنے کی طرف خاص توجہ کریں اور ہر ممکن قربانی سے دریغ نہ کریں کہ ایسے کام کے مواقع کم ملا کرتے ہیں۔

ہمارے بہت سے احباب اس دھوکے میں ہیں کہ جب کام کرنے والے وقف کنندگان ہیں جو اپنے خرچ پر کام کر رہے ہیں تو پھر اس جگہ کیا خرچ ہوتا ہوگا یہ خیال ناواقفیت حال کا نتیجہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ اصل کام وقف کنندگان سے لیا جاتا ہے پھر بھی ایک مناسب تعداد مستقل آدمیوں کی مرکزی دفتر کے چلانے اور نگرانی کے لئے رکھنی پڑتی ہے اور اسی طرح خاص مقامات کی اہمیت کے سبب وہاں مستقل طور پر آدمی رکھنے پڑتے ہیں وہ اس خرچ کے علاوہ ڈاک اور اشتہارات اور مدارس اور مساجد اور سفر خرچ عملہ نگرانی اور تقسیم لٹریچر وغیرہ کے اخراجات اس قدر کثرت سے ہیں کہ انگلستان امریکہ اور جرمنی کے مشترکہ تبلیغی اخراجات سے بھی زیادہ ہو جاتے ہیں اور چونکہ عام چندہ سے پہلے ہی کام بہ مشکل چل سکتے ہیں اس خرچ کو کسی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا جب تک اس کے لئے الگ چندہ نہ ہو۔

پس چاہئے کہ احباب اس خیال کو دل سے نکال دیں اور جو لوگ صاحب توفیق ہیں اور سو یا سو سے زیادہ چندہ دینے کی طاقت رکھتے ہیں اس چندہ میں جلد شامل ہو کر خدا تعالیٰ سے ثواب حاصل کریں اور اسلام کی عزت کے قائم کرنے میں ممد اور معاون ہو کر مجاہدین کے گروہ میں شامل ہوں کہ مجاہد وہی ہے جو ہر اس ضرورت کے پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اسلام کو پیش آئے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے لوگ جو اس چندہ میں شامل ہو سکتے تھے ابھی تک شامل نہیں ہیں اور بہت سے لوگ جو زیادہ دے سکتے تھے سو روپیہ دے کر خاموش ہو گئے ہیں۔ میں ابھی ان لوگوں کو موقع دینے کے لئے خاموش ہوں ورنہ ہزاروں دل غریب مخلصوں کے سینوں میں اس شوق سے دھڑک رہے ہیں کہ کب عام اجازت دی جائے اور ہم اپنی قلیل متاع کو خدمت اسلام کے لئے نچھاور کر دیں۔ اے عزیزو! کیسے شرم کی بات ہے کہ وہ لوگ جو طاقت رکھتے ہوں اس امر پر کڑھیں کہ کیوں ہم سے مانگا جاتا ہے اور وہ جو بہت ہی محدود ذرائع رکھتے ہیں اس امر پر تکلیف محسوس کریں کہ ہمیں قربانی کا موقع کیوں نہیں دیا جاتا۔ اب بھی سبقت کا موقع ہے آپ لوگوں سے رعایت کر کے اور اس ثواب میں شریک کر کے پچھلے زنگوں کو دور کرنے کے لئے میں نے آپ کے بھائیوں کو روکا ہے۔ مگر مخلصوں کے ریلے کو زیادہ حد تک نہیں

روکا جاسکتا۔ ان کا اخلاص ہر ایک روک کو اپنے آگے سے اٹھا کر پھینک دیتا ہے پس جلدی کرو کہ یہ موقع ثواب کا ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ اب بھی بعض غرباء اس روک کو توڑ کر آگے آگئے ہیں یعنی کئی ایسے لوگوں نے جو دس دس پندرہ پندرہ روپیہ کی آمد والے تھے انہوں نے اپنا بعض سامان بیچ کر سو روپیہ چندہ دیا ہے تاکہ پیچھے نہ رہیں رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادٌ لَّا يَفُوْقُهُمْ اَحَدٌ فِيْ عَمَلٍ صَالِحٍ

خاکسار

مرزا محمود احمد

حضرت خلیفۃ المسیح کا خوشنودی نامہ بنام مجاہدین علاقہ ارتداد

علاقہ ارتداد میں مجاہدانہ خدمات سرانجام دینے کے بعد واپس آنے والوں کو جو خوشنودی نامہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے عطا فرمایا اس کی نقل حسب ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مکرمی (نام مجاہد) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ اپنا وقف کردہ وقت پورا کر کے کیمپ واپس آرہے ہیں۔ یہ موقع جو خدمت کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اس پر آپ جس قدر خوش ہوں کم ہے اور جس قدر اللہ کا شکر ادا کریں تھوڑا ہے۔ ایسی سخت قوم اور ایسے نامناسب حالات میں تبلیغ کرنا کوئی آسان کام نہیں اور ان حالات میں جو کچھ آپ نے کیا ہے وہ اپنے نتائج کے لحاظ سے بہت بڑا ہے۔ آپ لوگوں کے کام کی دشمن بھی تعریف کر رہا ہے اور یہ جماعت کی ایک عظیم الشان فتح ہے اور میری خوشی اور مسرت کا موجب۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس کام کو قبول فرمائے۔ میں آپ لوگوں کے لئے دعا کرتا رہا ہوں اور ان شاء اللہ دعا کرتا رہوں گا۔

امید ہے آپ لوگ اس کام کو بھی یاد رکھیں گے جو واپسی پر آپ کے ذمہ ہے اور جو ملکانہ کی

تبلیغ سے کم نہیں یعنی اپنے ملنے والوں اور دوستوں میں اس کام کے لئے جوش پیدا کرتے رہنا کیونکہ اس سے بڑی مصیبت اور کوئی نہیں کہ ایک شخص کی محنت آبیاری کی کمی کے سبب سے برباد ہو جائے۔ مومن کا انجام بخیر ہوتا ہے اور اسے اس کے لئے خود بھی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح الثانی)

قادیان دارالامان پنجاب۔ ۲۵۔ جون ۱۹۲۳ء

(الفضل ۱۰۔ جولائی ۱۹۲۳ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجاہدین علاقہ ارتداد کے ورودِ قادیان پر حضور کا خطاب

۲- جولائی کو مبلغین کا وہ وفد جو علاقہ ارتداد میں اپنا عرصہ ختم کر چکا ہے ۹ بجے کے قریب قادیان پہنچا- قصبہ سے باہر مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول کے طلباء معہ اساتذہ اور دیگر اصحاب بڑی تعداد میں جمع تھے جنہوں نے اَھْلاً وَّ سَھْلاً کے بلند نعروں کے ساتھ وفد کا استقبال کیا- وفد آگے آگے اور باقی سب اصحاب ان کے پیچھے قصبہ میں داخل ہوئے- ارکان وفد سیدھے مسجد مبارک میں آئے اور وضو کر کے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے حضور پیش ہوئے- حضور نے ہر ایک سے مصافحہ کیا اس کے بعد آنے والے اصحاب نے دو دو رکعت نماز ادا کی-

حضور نے اس موقع پر سورہ فاتحہ کی تلاوت کر کے حسب ذیل تقریر فرمائی:

وہ وفد جو اس وقت کے حالات کے ماتحت پہلا وفد تھا گو اس سے بھی پہلے بعض جماعتیں ملکانوں کی طرف جا چکی تھیں- یہ وفد اس لحاظ سے پہلا تھا کہ جو پہلے وفد گیا تھا اس کے متعلق خیال تھا کہ موقع اور محل کی تحقیق کرے گا- اس وفد کے متعلق میں نے اسی جگہ تقریر کی تھی اور کہا تھا کہ جو آج ہی جانا چاہے وہ روانگی کے لئے تیار ہو جائے- اس وقت جس قدر آدمیوں کی ضرورت تھی اس سے زیادہ نے اپنے آپ کو پیش کیا اور پیشتر اس کے کہ اس دن کی شام ہوتی ان کو ہم نے یہاں سے روانہ کر دیا-

جانے والے لوگ جس نیت اور جس ارادہ سے گئے اور جس رنگ میں انہوں نے خدا کے دین کی خدمت کے لئے کام کیا اس کا بدلہ تو اللہ تعالیٰ ہی دے سکتا ہے اور اسی سے یہ معاملہ تعلق رکھتا ہے- نہ تو ہم میں سے کسی کی طاقت ہے کہ ان کے اخلاص کا اندازہ لگائے اور نہ یہ طاقت ہے کہ اس کی قیمت ادا کر سکے کیونکہ اخلاص کی قیمت سوائے اس کے جس سے اخلاص ہو کچھ نہیں ہو سکتی- میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا حضرت مسیح ایک نہایت سفید چبوترے پر اس طرح کھڑے ہیں کہ ایک پاؤں اوپر کی سیڑھی پر ہے اور ایک نچلی پر اور آسمان کی طرف اس طرح ہاتھ

پھیلائے ہیں گویا کچھ مانگ رہے ہیں۔ اس وقت آسمان سے ایک شکل اترنی شروع ہوئی ہے جو عورت کی شکل تھی اس کے لباس کے ایسے ایسے عجیب رنگ تھے جن میں سے بعض دنیا میں کبھی دیکھے ہی نہیں گئے۔ اس کو دیکھ کر میں نے سمجھا کہ حضرت مریمؑ ہیں۔ جب وہ نیچے پہنچی تو اس نے حضرت مسیحؑ کے اوپر اپنے بازو پر کی طرح پھیلا دیئے۔ اور جیسے ماں بچہ کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھتی ہے۔ اسی طرح اپنے ہاتھ حضرت مسیح کے سر پر رکھ دیئے۔ اور پیار سے بےمثال محبت کے ساتھ اس کی طرف جھک گئی اور حضرت مسیح بھی اس کی طرف اس طرح جھک گئے جس طرح بچہ پیار لینے کے لئے ماں کی طرف جھکتا ہے۔ نظارہ ایسا لطیف اور قلب پر اثر کرنے والا تھا کہ میرے سارے جسم کے روئیں روئیں میں اثر کر گیا۔ اور اس وقت یہ فقرہ میری زبان سے جاری ہو گیا۔ Love Creats Love محبت کا بدلہ محبت ہی ہے۔ یعنی محبت کی قیمت یہی ہے کہ جس سے محبت کی جائے اس کے دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

وہ مریمؑ کیا تھی۔ میرے نزدیک وہ محبت کی مثال تھی کہ جب انسان کے دل میں خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے تو اس کے لئے آسمان سے نازل ہوتی ہے۔ اور مسیح ہر وہ انسان ہے جو خدا تعالیٰ کی خاطر اور اس کے دین کی خدمت کے لئے گھر سے نکلتا ہے۔ چونکہ محبت کا بدلہ خود ہی وجود ہوتا ہے جس سے محبت کی جاتی ہے اس لئے جو شخص خدا کیلئے اخلاص کے ساتھ گھر سے نکلتا ہے اس کو کوئی بندہ کس طرح بدلہ دے سکتا ہے۔ بندہ تو اسے خواہ اپنا سب کچھ بھی دیدے تو بھی حق ادا نہیں کر سکتا۔ پس کوئی انسان نہ تو کسی کے اخلاص کا اندازہ لگا سکتا ہے اور نہ اخلاص کا بدلہ دے سکتا ہے لیکن ایک بات ہم کر سکتے ہیں اور وہ یہ کہ جو لوگ خدمت دین کے لئے نکلے ان کے لئے دعائیں کر سکتے ہیں اور اس طرح ان کے کام میں شریک ہو سکتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ ایک دفعہ جب جنگ کو جا رہے تھے تو فرمایا۔ سنو کسی وادی میں سے تم نہیں گذرتے کہ کچھ ایسے لوگ ہیں جو مدینہ میں رہتے ہوئے تمہارے ساتھ نہیں ہوتے۔ کسی لڑائی میں تم شامل نہیں ہوتے کہ وہ اس میں شریک نہیں ہوتے اور تمہارے لئے کوئی اجر نہیں جو اس میں ان کا حصہ نہ ہو۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کس طرح؟ فرمایا۔ اس لئے کہ وہ لوگ عذر اور مجبوری کی وجہ سے پیچھے رہتے ہیں ورنہ ان کے دل تمہارے ہی ساتھ ہوتے ہیں۔[۳۹] پس وہ جو کسی عذر کی وجہ سے پیچھے رہ گئے ہیں وہ ان کے ساتھ شریک ہو سکتے ہیں جو میدان میں کام کرنے کے لئے گئے جبکہ ان کے دل ان کے ساتھ شریک ہوں۔ وہ ان کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں جبکہ دعائیں ان کے ساتھ پھر

رہی ہوں اس لئے ایک نصیحت تو میں ان لوگوں کو جو نہیں جاسکے یہ کرتا ہوں کہ جانے والوں کے لئے دعائیں کرتے رہیں دوسرے آنے والوں کی مثال دیکر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو اس خدمت کے لئے پیش نہیں کیا۔ ان میں سے کئی ایسے ہوں گے جو سمجھتے ہوں گے کہ شاید ہم یہ کام کر سکیں یا نہ۔ اور خود ان میں سے بھی بعض کو یہی شک ہوگا جو واپس آگئے ہیں مگر جب وہ گئے اس وقت سے اب بہتر حالت میں آئے ہیں۔ اس تین ماہ کے عرصہ میں اگر وہ یہاں رہتے تو آج جو حالت ان کی ہے اس کی بجائے کیا ہوتی اس میں کوئی فرق نہ ہوتا مگر آج جبکہ وہ واپس آئے ہیں۔ اس حالت سے ان کی حالت بہتر ہے کیونکہ اگر نہ جاتے تو ان کی حالت یہ ہوتی کہ خدا کے وعدہ کو پورا کرنے کے منتظر ہوتے۔ مگر اب ایسے ہیں کہ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ [۲۴] جنہوں نے خدا کے وعدہ کو پورا کردیا ہے اگر نہ جاتے تو ان کی حالت میں کچھ فرق نہ ہوتا۔ اور اگر گئے تو دنیاوی لحاظ سے ان کا کوئی ایسا نقصان نہیں ہوا جو ناقابل تلافی ہو۔ مگر جانے پر خدا تعالیٰ کی رضا زائد حاصل ہوگئی جو اگر یہاں رہتے تو حاصل نہ ہوسکتی۔

اس بات کی طرف توجہ دلا کر میں ان لوگوں کو جو ابھی جانے کے لئے تیار نہیں ہوئے بلکہ سوچ رہے ہیں کہتا ہوں دیکھ لو جانے والوں کو کیا نقصان پہنچا کچھ بھی نہیں ہاں ثواب کے مستحق ہوگئے۔ بہت لوگ ہوتے ہیں جو بزدلی اور تردّد کی وجہ سے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں۔ وہ اسی خیال میں پڑے رہتے ہیں کہ ابھی اور سوچ لیں دیکھ لیں کیا ہوتا ہے اسی تردد میں وقت گذر جاتا ہے۔ پس میں ان لوگوں کو مخاطب کرکے دو باتیں کہتا ہوں جو گئے نہیں اور نہ جانے کیلئے تیار ہوئے ہیں مگر ہماری جماعت میں شامل ہیں۔ اول یہ کہ اگر وہ کسی عذر کی وجہ سے مثلاً خرچ نہ ہونے کی وجہ سے یا بیمار ہونے کے باعث یا کسی ایسی خدمت کے سپرد ہونے کے سبب کہ وہ بھی دین کا ہی کام ہے اور اس سے فراغت نہیں ہوسکتی جو لوگ نہیں جاسکتے وہ بھی جانیوالوں کے ساتھ ثواب میں شامل ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے داماد کو جنگ پر جانے سے اس لئے روک دیا کہ آپ کی بیٹی بیمار تھی اور اس کی خبرگیری ضروری تھی۔ یہ بات اس کو شاق گذری تو آپ نے فرمایا تم بھی ثواب میں ایسے ہی شریک ہو جیسے جنگ پر جانے والے [۲۵] گویہ دنیاوی کام تھا جس کی وجہ سے اسے پیچھے رہنا پڑا لیکن چونکہ رسول اللہ ﷺ کے حکم کے ماتحت تھا اس لئے وہ بھی ثواب میں شریک سمجھا گیا۔ اسی طرح وہ لوگ جو ہمارے حکم سے رہ رہے ہیں ان کو بھی ایسا ہی ثواب ملے گا جیسا وہاں جانے والوں کو کیونکہ درحقیقت ثواب اطاعت میں ہے نہ کہ اپنی مرضی

کے ماتحت کوئی کام کرنے میں۔

دوسرے یہ کہ جنہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو پیش نہیں کیا اور غفلت سے رہ گئے ہیں وہ دیکھیں کہ ان میں اور ان میں جو وہاں کام کر کے واپس آئے ہیں کیا فرق ہے۔ کیا وہ کنگال ہو گئے ہیں اور یہ مالدار بن گئے ہیں، کیا ان کی جائیدادیں ضائع ہو گئی ہیں اور انہوں نے اپنی جائیدادیں بڑھالی ہیں، کیا وہ کمزور اور نحیف ہو گئے ہیں اور یہ طاقتور اور زور آور بن گئے ہیں۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ دنیاوی لحاظ سے وہ بھی ویسے ہی ہیں جیسے یہ مگر دینی لحاظ سے خدا کے خاص فضل کے وارث ہو گئے ہیں اور دوسروں کو نہ دنیا کا فائدہ ہوا نہ آخرت کا اور ان کی مثال وہی ہے کہ

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اب میں ان کو مخاطب کرتا ہوں جو واپس آئے ہیں اور ان کو بتاتا ہوں کہ بعض کام ایسے ہوتے ہیں جن کے کرنے سے پچھلی کوتاہیاں معاف ہو جاتی ہیں۔ ان کاموں میں سے ایک جہاد بھی ہے جو شخص خدا کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتا ہے خدا تعالیٰ اس کے پچھلے قصور اور کوتاہیاں معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ جب خدا کے لئے اپنا وطن اپنے عزیز اور اپنا آرام چھوڑ دیتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اس کی پہلی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔ اگرچہ ہمارا جہاد وہ جہاد نہیں جیسا کہ پہلوں نے کیا اسی وجہ سے مجھے رقت آگئی تھی۔ ہماری مثال تو اس بچہ کی سی ہے جو مٹی کا گھر بنا کر کہتا ہے یہ محل ہے، رسی کمر میں باندھ کر کہتا ہے کہ میں فوجی افسر ہوں، چھوٹی سی سوٹی پکڑ کر کہتا ہے کہ یہ تلوار ہے، میلے کچیلے کپڑوں میں سٹول پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے میں بادشاہ ہو گیا۔ ہماری مثال بھی ایسی ہے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ بعض ہندو جو گوشت نہیں کھاتے وہ بوٹیوں کی شکل کی بڑیاں بنا کر کھاتے اور انہیں بوٹیاں سمجھتے۔ مجھے اس بات پر رونا آتا ہے کہ ہمیں وہ جہاد میسر نہیں جو پہلوں نے کیا مگر اپنے دلوں کو خوش کرنے کے لئے چھوٹی باتوں کا نام جہاد رکھ لیا ہے۔ لیکن اگر ہمارے دلوں میں اس جہاد کا شوق ہے جو پہلوں نے کیا، اگر ہمارے دلوں میں اس بات کی تڑپ ہے کہ ہم دین کے لئے قربانی کریں اور کسی قسم کی کمزوری نہ دکھائیں تو وہ خدا جو ان سامانوں کو مہیا کرنے والا ہے جن کے نہ ہونے کی وجہ سے ہم وہ جہاد نہیں کر سکتے اس نے چونکہ ہمارے لئے وہ سامان مہیا نہیں کئے اس لئے ہمیں اس ثواب سے محروم نہ رکھے گا جو جہاد کا سامان ہونے کی وجہ سے ہو سکتا تھا۔

تو جہاد کے لفظ نے اپنی کوتاہ عملی اور اپنے دائرہ عمل کی تنگی کو میرے سامنے لا کر کھڑا کر دیا

جس سے میرا دل پگھل گیا مگر بہر حال بچہ بھی تو بادشاہ بن کر خوش ہو ہی لیتا ہے چلو نام کی مشارکت کی وجہ سے ہی ہم بھی خوش ہو لیں اور لہو لگا کر شہیدوں میں مل جائیں۔ پس اس کو بھی ہم جہاد کہہ سکتے ہیں۔ گو وہ ایسا جہاد نہ ہو جیسا کہ پہلوں نے کیا اور جو جہاد کے لئے نکلیں ان کے لئے خدا کی سنت ہے کہ ان کے پچھلے گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے اور کہتا ہے انہوں نے جب میری خاطر سب کچھ چھوڑ دیا تو میں بھی ان کے گناہوں کو چھوڑتا ہوں۔ آپ لوگ بھی چونکہ جہاد پر گئے تھے اس لئے خدا نے آپ کا نیا حساب کھولا ہے۔ اور جس طرح خدا تعالیٰ نے ایک قلم سے تمہاری پچھلی تمام کوتاہیوں اور سستیوں کو مٹا دیا ہے اسی طرح میں بھی تمہیں ایک ہی بات کہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اب تمہارا نیا حساب شروع ہوا ہے پیچھے جو کچھ خدا تعالیٰ کا تمہارے ذمہ تھا وہ مٹ گیا اور بالکل سفید کاغذ ہو گیا اب تم اس کو ذرا سی احتیاط اور کوشش سے ہمیشہ کے لئے صاف رکھ سکتے ہو۔ کسی میں بے جا خود پسندی ہوتی ہے' کسی میں بیجا بزدلی ہوتی ہے' کسی میں بیجا سختی کرنے کی عادت ہوتی ہے' کسی میں بے جا تکبر ہوتا ہے' کسی میں دوسروں کا حق مارنے کی بدعادت ہوتی ہے' کسی میں اور بیجا خواہشات ہوتی ہیں ان سب بیجا باتوں کو خدا نے ایک ہی بجا سے مٹا دیا ہے اب تمہارے لئے موقع ہے کہ دوبارہ کوئی ایسی بات نہ ہونے دو۔

دیکھو اگر کوئی سوار گھوڑ دوڑ میں پیچھے رہ جائے اور آگے نکل جانے والے سوار ٹھہر جائیں تو اس کے لئے موقع ہوتا ہے کہ ان کے ساتھ مل جائے اسی طرح تمہارے لئے موقع ہے کہ تم روحانیت میں تیزی کے ساتھ بڑھ جاؤ۔ تم خدا کیلئے اپنے گھروں سے نکلے تھے خدا نے تمہارے حساب کو جو اس کا تمہارے ذمہ تھا مٹا دیا اور تم ایسے ہی ہو گئے جیسے کوئی انسان نہا کر میل کچیل سے صاف ہو کر نکل آئے۔ اس بات سے تم فائدہ اٹھاؤ اور آئندہ کے لئے احتیاط کرو کہ اب تم پر کسی قسم کی ناپاک چھینٹیں نہ پڑیں۔ پس تمہارے لئے میری یہی مختصر سی نصیحت ہے اور یہی سب باتوں کی جامع ہے۔ تم نے جو کچھ کیا اس کا بدلہ خدا تعالیٰ ہی دے گا۔ ہاں میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے دل تمہارے ساتھ تھے جب تم گئے اور ہمارے دل تمہارے ساتھ تھے جب تم وہاں رہے اور ہمارے دل تمہارے ساتھ ہیں جب تم واپس آئے اسی طرح ہماری دعائیں تمہارے ساتھ تھیں جب تم گئے ہماری دعائیں تمہارے ساتھ تھیں جب تم رہے اور ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ جب تم آئے ہر گھڑی اور ہر قدم پر ہم تمہارے ساتھ شریک تھے اس لئے خدا سے امید ہے کہ ہمیں بھی ثواب سے محروم نہ رکھے گا کیونکہ ہم اس لئے یہاں رہے

کہ یہاں رہ کر وہاں جانے کی نسبت زیادہ خدا کے دین کی خدمت کر سکیں۔ تم نے اپنے عمل سے کام کیا جس کو ہم نے اپنی نیت سے کیا اس لئے ہم ایک ہی میدان میں کھڑے تھے۔ انسانی دعائیں اور تدبیریں جو ہم کر سکتے ہیں کیں اور انسان جس قدر بلند کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں اتنا کیا لیکن ہمارے لئے اصل خوشی کی جو بات ہے وہ یہ ہے کہ اب خدا نے تم سے نیا حساب شروع کر دیا ہے اس لئے اس نئی کاپی کو صاف رکھنے کی کوشش کرو تاکہ مرنے کے وقت تمہاری حالت ویسی ہو۔ جیسے ایک عربی شاعر نے کہا ہے۔

انت الذی ولدتك امك باکیا
والناس حولك یضحکون سرورا
فاحرص علی عمل تکون اذابکو
فی وقت موتك ضاحکا مسرورا [۴۲]

شاعر کہتا ہے کہ وہ ہے کہ جب پیدا ہوا تو تو رو رہا تھا اور لوگ خوشی سے ہنس رہے تھے۔ کہ ہمارے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ اب تم کو چاہئے کہ لوگوں سے اس کا بدلہ لے اور مومن شریفانہ بدلہ لیتا ہے پس تو اس طرح بدلہ لے کہ ایسے عمل کر کہ جب مرنے لگے تو تو ہنس رہا ہو کہ میں اپنی ذمہ داری کو پورا کر کے چلا ہوں اور لوگ رو رہے ہوں کہ ایسا نفع رساں انسان ہم سے جدا ہو رہا ہے۔

پس تم اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ایسے ہی بن جاؤ یہی ساری نصائح کی جڑھ اور تمام کامیابیوں کا گر ہے۔ اب میں دعا کرتا ہوں دوسرے احباب بھی کریں کہ خدا تعالیٰ ان کو آئندہ بھی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی توفیق دے اور جن سے کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کی کوتاہیاں معاف کرے اور جو اپنی مجبوریوں کی وجہ سے نہیں جا سکے ان کی نیتوں کے مطابق ان سے سلوک کرے۔

(الفضل ۶۔ جولائی ۱۹۲۳ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجاہدین علاقہ ارتداد سے خطاب

(فرمودہ ۱۰- جولائی ۱۹۲۳ء بمقام مسجد مبارک قادیان)

پچھلا طریق یہی رہا ہے کہ جو دوست ملکانا کے علاقہ میں تبلیغ کے لئے جاتے رہے ہیں ان کو گاؤں سے باہر جاکر وداع کیا جاتا رہا ہے- آج بھی یہی ارادہ تھا لیکن ظہر کی نماز کے بعد مجھے بخار کی تکلیف ہو گئی گو کونین کھانے سے اس وقت کچھ افاقہ ہے کیونکہ مجھے بہت تیز بخار ہوا کرتا ہے اور اب اتنی تیزی نہیں ہے لیکن احتیاطاً یہی مناسب سمجھا گیا کہ اس مسجد میں ہی دعا کرکے جانے والوں کو رخصت کر دیا جائے-

اس میں شبہ نہیں سنت طریق یہی ہے کہ باہر جاکر رخصت کیا جائے- مجھے رسول کریم ﷺ کے متعلق تو اس وقت کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں کہ رخصت کرنے کے لئے آپ باہر تشریف لے گئے ہوں مگر خلفاء کے متعلق یاد ہے کہ وداع کرنے کے لئے باہر جاتے تھے اور کوئی عجب نہیں کہ رسول کریم ﷺ کا بھی کوئی واقعہ معلوم ہو جائے- یہ ایک ضروری اور بابرکت امر ہے مگر میں سمجھتا ہوں آج باہر نہ جانے سے جو کمی ہوگی وہ اس مسجد کی برکت سے پوری ہو جائے گی کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کا اس مسجد کے متعلق الہام ہے کہ جو کام اس میں کیا جائے گا وہ بابرکت ہوگا اس لئے باہر جاکر رخصت کرنا جو صحابہ اور خلفاء کی سنت ہے اس پر آج عمل نہ کرنے سے جو کسر رہ جائے گی وہ اس مسجد میں وداع کرنے کی برکت سے دور ہو جائے گی-

میں نے وہاں کام کرنے والوں کے لئے کچھ ہدایات لکھی ہیں امید ہے کہ وہ آپ لوگوں کو مل گئی ہوں گی اور آپ ان پر عمل کریں گے- میں نے پچھلے وفد کو بتلایا تھا کہ بعض باتیں بہت معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن ان کے نتائج بہت بڑے نکلتے ہیں اور بعض بڑی ہوتی ہیں اور ان کے نتائج بہت معمولی ہوتے ہیں مگر بہت چھوٹی چھوٹی باتوں سے قومیں تباہ ہو جاتی ہیں اور بہت چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑھ جاتی ہیں- بعض دفعہ ایک لفظ منہ سے نکلا ہوا ایک قوم کو ترقی کے کمال پر پہنچا دیتا

ہے اور بعض دفعہ ایک لفظ نکلا ہوا ہلاکت کے گڑھے میں گرا دیتا ہے۔ بعض دفعہ ایک خیال انسان کی نجات کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور ایک خیال اس کی تباہی کا باعث بن جاتا ہے تو چھوٹی چھوٹی باتوں کے ثمرات بہت بڑے بڑے نکلتے ہیں۔ انسان سمجھتا ہے فلاں بات کا کیا نتیجہ نکلے گا یا سمجھتا ہے معمولی نتیجہ نکلے گا مگر نہ اس کا نتیجہ معمولی ہوتا ہے اور نہ وہ بے نتیجہ ہوتی ہے۔ پس کسی بات کے متعلق یہ خیال نہ کرو کہ معمولی ہے۔ میں نے بعض لوگوں کو حیرت سے کہتے سنا ہے اور مجھے ان کی حیرت پر حیرت آتی تھی مگر ان کے علم اور عقل کو دیکھ کر دور ہو جاتی تھی۔ وہ حیرت سے پوچھتے کہ ٹریننگ سکول میں کیا سکھلاتے ہیں؟ وہاں بچوں سے بعض خاص سلوک کرنے سکھائے جاتے ہیں طرز تعلیم بتائی جاتی ہے اس کے لئے بعض ایسی موٹی موٹی باتیں ہوتی ہیں کہ کوئی کہہ سکتا ہے ان سے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے مگر وہ بہت مفید ہوتی ہیں اور ان سے بہت اعلیٰ نتائج نکلتے ہیں۔ اسی طرح صحت کے متعلق ہم دیکھتے ہیں بہت چھوٹی چھوٹی باتیں اس کے لئے سخت نقصان رساں ثابت ہوتی ہیں۔ مثلاً پنجابیوں کو اگر کہا جائے گھر میں ہر جگہ نہیں تھوکنا چاہئے تو وہ کہیں گے اس میں کیا حرج ہے اور پنجاب میں تو ایک مثل بھی ہے جو لوگوں کی پہلی حالت کا خوب نقشہ کھینچتی ہے کہتے ہیں "پرایا گھر تھکنے دا بھی ڈر" یعنی دوسرے کے گھر میں تھوکتے ہوئے بھی ڈر آتا ہے گویا ان کے نزدیک یہ بہت معمولی بات ہے حالانکہ سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ تھوکنا سخت خطرناک ہے اور اپنے گھر میں بھی نہیں تھوکنا چاہئے۔ مگر ان کے خیال میں یہ تھا کہ اپنے گھر میں تو جتنا کوئی چاہے پاخانہ بھرے مگر دوسرے کے گھر نہیں تھوکنا چاہئے۔ کیونکہ ممکن ہے اس نہایت معمولی سی بات پر وہ ناراض ہو جائے حالانکہ تھوکنا نہایت خطرناک اور سخت مضر ہے۔ لاکھوں ایسے انسان ہوتے ہیں جن کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ مسلول ہیں اور نہ دوسروں کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو سل ہے مگر ان میں کیڑے ہوتے ہیں جو ان کی عمدہ صحت کی وجہ سے ان پر اپنا اثر نہیں کر سکتے مگر ان کے جسم سے نکل کر اوروں پر جو اِن جیسے مضبوط نہیں ہوتے حملہ کر سکتے ہیں۔ قادیان میں ہی ایسے واقعات ہو چکے ہیں کہ ایک شخص کی ایک بیوی کو سل ہوئی وہ فوت ہو گئی۔ پھر دوسری آئی اس کو بھی سل نہ تھی نہ اس کے خاندان میں کسی کو سل تھی مگر خاوند کے ہاں آکر وہ مسلول ہو گئی اور مر گئی۔ پھر تیسری آئی اس کو بھی سل ہو گئی۔ ایسے لوگوں کو جرمز کیریر (GERMS CARRIER) کہتے ہیں ان کی اپنی صحت تو اتنی مضبوط ہوتی ہے کہ ان پر جرمز اثر نہیں کر سکتے مگر وہ تھوک کے ذریعہ دوسروں تک پہنچا دیتے ہیں۔

اب یہ ایک چھوٹی سی بات ہے مگر نتائج ایسے خطرناک نکلتے ہیں کہ لاکھوں جانیں اس سے ضائع ہوتی ہیں۔ پس بعض باتیں چھوٹی معلوم ہوتی ہیں مگران کے نتائج بہت بڑے نکلتے ہیں۔ یہ ہدایات جو آپ لوگوں کو دی جاتی ہیں اس خیال سے دی جاتی ہیں کہ سب کو پڑھو اور یہ نہ دیکھو کہ ان میں سے چھوٹی کون سی ہے اور بڑی کونسی یہ سب ضروری ہیں۔ اگر کوئی ضروری نہ ہوتی تو درج ہی نہ کی جاتی اور پہلے ہی چھوڑ دی جاتی۔ یہ وہی رکھی گئی ہیں جن پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے ورنہ کامیابی محال ہے۔

اس کے بعد میں دوستوں کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ ہماری کامیابی کا ذریعہ دعا ہی ہے۔ ان ہدایتوں میں بھی اس کا ذکر ہے۔ مگر میں پھر کہتا ہوں کہ ہمارے پاس اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے اور ساری دنیا ہماری دشمن ہے۔ لوگ کہتے ہیں اگر ایک دشمن ہو تو اس کا مقابلہ کیا جائے دو ہوں تو ان کا کیا جائے۔ دس بیس کا کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہمارے ہزار دو ہزار آدمی دشمن نہیں بلکہ جتنی جماعتیں اور جتنے فرقے ہیں اتنے ہی ہمارے دشمن ہیں۔ اپنے بھی دشمن ہیں اور پرائے بھی دشمن ہیں اور ہماری مثال ایسی ہی ہے کہ ایک فوج جو دوسروں کی امداد کے لئے لڑائی پر جاتی ہے اس پر وہی لوگ حملہ شروع کر دیتے ہیں جن کی مدد کے لئے گئی تھی۔ اس وقت وہ مسلمان جن کی مدد کے لئے ہم علاقہ ارتداد میں گئے تھے وہ بھی ہم پر حملہ کر رہے ہیں اور جن کا مقابلہ درپیش ہے یعنی آریہ وہ بھی حملہ آور ہیں اور انہوں نے اس خیال سے کہ اگر احمدی مبلّغ نہ آتے تو ہم بہت جلدی اور بڑی آسانی سے ملکانوں کو مرتد کر لیتے انہوں نے آکر کیوں ہمارے راستہ میں رکاوٹیں ڈالنی شروع کر دی ہیں دوسرے مقامات پر ہمارے آدمیوں کو تکالیف پہنچانی شروع کر دی ہیں۔ اور ایسے دفاتر سے جہاں آریوں کا قبضہ و تصرّف ہے معمولی معمولی باتوں پر احمدیوں کو نکال رہے ہیں۔ غرض ہمارے چاروں طرف دشمن ہی دشمن ہیں اور اس وقت ہماری حالت احد کے مردوں جیسی ہے جن کے متعلق ایک صحابی کہتے ہیں ہمارے پاس اتنا بھی کپڑا نہ تھا کہ جس سے ہم مردوں کو ڈھانپ سکتے۔ اگر سر کی طرف ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ [۳۴] ہماری حالت ایسی ہی ہے اگر سر ڈھانپتے ہیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے ہیں اور اگر پاؤں ڈھانپتے ہیں تو سر ننگا ہو جاتا ہے۔ ہماری کوششوں میں بہت سے نقص صرف اس وجہ سے رہ جاتے ہیں کہ کافی سرمایہ نہیں ہے اور ہمارے پاس کافی سامان نہیں۔ دیکھنے والا تو کام کا نقص کہتا ہے مگر کام کرنے کا نقص نہیں بلکہ سرمایہ کی کمی کا نقص ہوتا ہے۔ مثلاً ہمارے افسر کی حیثیت ایک

کلرک سے زیادہ نہیں ہوتی- جب یہ حالت ہو تو وہ افسر کس طرح ان افسروں کی طرح تجاویز سوچ سکتا ہے جو خود کلرکوں کی نگرانی بھی نہیں کرتے اس کے لئے نگران سپرنٹنڈنٹ اور ہوتے ہیں افسر بڑے بڑے معاملات پر غور کرتا رہتا ہے- پس ہمارے لئے اس قدر مشکلات ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی نصرت شامل حال نہ ہو تو ہم کچھ بھی نہ کر سکیں- ہم نے ہندوستان سے باہر جو تبلیغی کام شروع کر رکھے ہیں وہاں اس قدر خرچ ہو رہا ہے کہ اسی کے لئے خاص چندے کرنے پڑتے ہیں- مگر اب ملکانہ تبلیغ کے اخراجات اتنے کئے جا رہے ہیں کہ سب بیرونی تبلیغی کاموں سے زیادہ ہیں- سب نظارتوں کا تین ہزار کے قریب ماہوار خرچ کا اندازہ ہے- مگر اس اکیلے کام کا اتنا خرچ ہے اور وہ بھی اس صورت میں کہ حسابات کی بڑی سختی سے نگرانی کی جاتی ہے اور مبلغ آنریری ہیں- ادھر جماعت کی یہ حالت ہے کہ اس پر چندہ کا اتنا بار ہے کہ دنیا میں اس کی دوسری کوئی مثال نہیں پائی جاتی- دوسرے لوگ بھی چندہ جمع کرتے ہیں مگر مستقل طور پر اتنا چندہ دیں جتنا ہماری جماعت مستقل طور پر دیتی ہے اس کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی- مگر باوجود اس کے ہماری جماعت جتنا چندہ دے رہی ہے وہ ہمارے کاموں کے لئے کافی نہیں اس کے لئے ہم جس قدر زور دے سکتے تھے دے چکے ہیں- اس سے زیادہ جماعت میں برداشت کرنے کی طاقت نہیں- ایسی صورت میں اگر یہ انسانی کام ہوتا تو سوائے اس کے کہ جس طرح ایک چیز پر جب زیادہ بوجھ ڈالا جائے تو وہ اپنی طاقت کی آخری حد پر پہنچ کر پھٹ جاتی اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے یہی ہمارا حال ہو مگر ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا کام نہیں بلکہ خدا کا کام ہے- اور ہمارے نقصوں ہماری کمزوریوں اور ہماری بے سامانیوں کی وجہ سے خراب نہیں ہو گا بلکہ جب یہی بے سامانیاں اپنی آخری حد کو پہنچ جائیں گی تو خدا تعالیٰ کی خاص مدد اور نصرت نازل ہو گی کیونکہ خدا تعالیٰ جب دیکھے گا کہ ان کے پاس جو کچھ تھا انہوں نے دے دیا اور اب ان کے پاس کچھ نہیں تو میرا خزانہ جس میں کبھی کمی نہیں آسکتی اس کو ان کے لئے کیوں نہ کھول دوں- انہوں نے جب سب کچھ کھو کر دین کی خدمت کی ہے تو میں سب کچھ رکھ کر کیوں نہ ان کی مدد کروں- پس یہی وقت ہوتا ہے جب خدا تعالیٰ کی خاص مدد نازل ہوتی ہے- ہماری جماعت کے متعلق ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا جب تک ہم خدا کی رضا کے لئے کام کرتے رہیں گے- میری خلافت کے اس آٹھ نو سال کے عرصہ میں کیسے کیسے خطرناک حملے پیغامیوں اور غیر احمدیوں نے کئے مگر جب یہ احساس پیدا ہونے لگا کہ اب تباہ ہو جائیں گے اسی وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے ایسی نصرت نازل ہوئی کہ یہ

معلوم ہونے لگا دشمن کا حملہ کچھ بھی نہ تھا- پس ہماری کامیابی کا رستہ ایک ہی ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت ہے- مگر جب کہ میں نے ابھی بتایا ہے اس کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنی انتہائی طاقت خرچ کر دے لیکن اگر ایسا نہ کرے اور پھر خدا کی مدد مانگے تو خدا تعالیٰ کی غیرت اس کے خلاف بھڑکتی ہے- دعائیں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک وہ جس میں اپنا عجز او ر انکسار ہوتا ہے اور دوسرے وہ جس میں خدا کی رحمت کو جذب کرنا ہوتا ہے- قسم اول کی دعائیں تو انسان ہر وقت کر سکتا ہے کہ میرے رستہ میں کوئی روک نہ پیدا ہو مجھے کامیابی نصیب ہو- مگر دوسری قسم ایسی ہے کہ اس وقت کی جاسکتی ہے جب اپنے پلّے کچھ نہ رہے-

دیکھو اگر ایک شخص یہ کہہ کر کسی سے مانگے کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے لیکن اس کے پاس سے مال نکل آئے تو اس سے کیا سلوک کیا جائے گا- اور اسی طرح جو شخص اپنی پوری قوت اور ساری طاقت صرف کئے بغیر خدا کی نصرت اور مدد کا طالب ہوتا ہے اس سے یہی سلوک ہوتا ہے وہ خدا کی نصرت حاصل کرنے کی بجائے اس کا غضب اپنے اوپر وارد کرلیتا ہے-

حضرت خلیفہ اول فرماتے کہ ایک ہندوستانی عرب سے آرہا تھا راستہ میں اس نے ایک عرب سے کہا مجھے کھانے کو کچھ دو مگر مجھ سے اجر کی امید نہ رکھو کیونکہ میرے پاس ایک پیسہ بھی نہیں ہے- یہ سن کر عرب کا چہرہ متغیر ہو گیا اور اٹھا اور اٹھ کر اپنے تربوزوں کے کھیت میں گیا تربوز توڑے اور دیکھے پھر توڑے اور دیکھے اور جو عمدہ نکلے وہ اس شخص کو کھلاتا جائے جب اس کا پیٹ بھر گیا تو اس نے اس کے کپڑے اتروا کر تلاشی لی اور کہا اب جاؤ- اس نے اس کی وجہ پوچھی تو عرب نے کہا جب تو نے آکر کہا میرے پاس کچھ نہیں ہے تو میں نے یہ کھیت جو میرے بیوی بچوں کا سہارا تھا تیری خاطر برباد کر دیا اور جو بہتر سے بہتر تربوز تھا وہ تجھے کھلایا اب ہمارا اللہ ہی حافظ ہے- اگر تیرے پاس سے ایک پیسہ بھی نکل آتا تو میں تجھے قتل کر دیتا کہ میں نے مہمان نوازی میں کسر نہیں رکھی تو نے کیوں جھوٹ بولا-

تو جو شخص اپنے پاس کچھ رکھ کر خدا تعالیٰ سے کہتا ہے کہ میرے پاس کچھ نہیں وہ غضب کا مستحق ہوتا ہے لیکن اگر کوئی خالی ہاتھ خدا تعالیٰ کے حضور جاتا ہے تو کبھی خالی نہیں آتا- اگر اس کی درخواست سنت اللہ کے خلاف نہ ہو اور اگر کوئی بات خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کے خلاف نہیں تو ناممکن ہے کہ خالی ہاتھ واپس آئے- اور ایسے شخص اگر ایک سو نہیں ایک ہزار نہیں اگر ایک لاکھ بھی جائیں گے تو اپنی دعا قبول کرا کر آئیں گے-

پس تم دعاؤں پر زور دو مگر یہ بھی یاد رکھو کہ دعائیں اسی وقت قبول ہوتی ہیں جب اپنی طرف سے پورے زور اور طاقت سے کام کیا جائے لیکن اگر تم محنت نہیں کرتے یا سوچ سمجھ کر کام نہیں کرتے تو تمہاری دعائیں قبول نہیں ہوں گی۔ دعائیں جب قبول ہوتی ہیں جب کوئی اپنے کام کے متعلق سوچے اور اپنی طرف سے پوری پوری محنت کرے اس کے بعد جب کچھ نہ بنے تو خدا تعالیٰ غیب سے کامیابی کے سامان پیدا کر دیتا ہے اور عین اس وقت جب انسان ناکامی کو دیکھتا ہے کامیابی کے بادل اسے سامنے سے لہراتے نظر آتے ہیں۔

یہ دونوں باتیں کافی ہیں اگر تم ان پر عمل کرو گے۔ اس کے بعد میں وہ شرائط دُہرا دیتا ہوں جو اس کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے والوں کے لئے رکھی گئی تھیں۔ پہلے کچھ ایسے لوگ چلے گئے جن کے پاس کافی خرچ نہ تھا اور انہیں دفتر سے مانگنا پڑا۔ کچھ ایسے لوگ چلے گئے جنہوں نے وعدہ تو کیا تھا کہ ہر قسم کی تکالیف برداشت کریں گے مگر برداشت نہ کیں۔ پھر ایسے بھی گئے کہ جو ان کے پاس خود آگیا اس کو تو پڑھا دیا اور جو نہ آیا اس کی انہوں نے خبر نہ لی اور نہ اس کے پاس گئے حالانکہ یہ صاف بات ہے کہ روحانی معالج اور جسمانی ڈاکٹر کی حالت میں بڑا فرق ہے۔ جسمانی مریض تو خود ڈاکٹر کے پاس آتے ہیں اور روحانی ڈاکٹر کو خود ان کے پاس جانا اور ان کا علاج کرنا ہوتا ہے۔ پھر بعض نے اپنے افسروں کی فرمانبرداری پورے طور پر نہیں کی حالانکہ اقرار یہ ہے کہ فوجی سپاہیوں کی طرح فرمانبرداری کریں گے۔ اور جانتے ہو فوجی سپاہی کیسی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ جنگ میں ایک توپ خانہ فوج کے پیچھے ہوتا ہے جس کی ایک غرض یہ بھی ہوتی ہے کہ اگر اپنے سپاہی پیچھے بھاگیں تو انہیں وہیں بھون ڈالے۔ میں نے ایک دوست سے جو جنگ پر گئے تھے پوچھا کیا اب بھی بہادری ظاہر کرنے کا موقع ہوتا ہے۔ اس نے کہا وہاں تو یہی خیال ہوتا ہے کہ اگر ذرا پیچھے ہٹے تو اپنے توپ خانہ والے مار ڈالیں گے اس لئے اگر دشمن سے لڑتے ہوئے مریں گے تو پنشن تو ہو جائے گی جس سے بال بچوں کا گذارہ چل سکے گا اس لئے یہی بہتر ہے کہ دشمن کا مقابلہ کرتے رہیں اور جو کچھ ہو اسے برداشت کریں اس وقت دلیری یا بزدلی کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ ان سپاہیوں کا اگلے دشمن سے بچ جانا تو آسان ہوتا ہے مگر پچھلے توپ خانہ سے بچنا ناممکن۔ تو اس سختی کے ساتھ وہاں کام لیا جاتا ہے اور یہ لوگ پندرہ پندرہ' بیس بیس روپے کے لئے کام کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ خدا کے لئے نکلے ہوں ان کو کس قدر مشکلات برداشت کرنی چاہئیں۔ جب کوئی سپاہی پہرہ پر کھڑا ہو تو اس کو اتنی بھی اجازت نہیں ہوتی کہ کسی چیز سے ٹیک لگا لے۔ پھر کئی کئی وقت

فاقے کرنے پڑتے ہیں۔ ابھی ایک جہاز ڈوب گیا ہے اس سے جو لوگ بچے انہیں بیس دن تک فاقہ سے رہنا پڑا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس قدر فاقہ برداشت کرنے کی انسان میں طاقت ہے۔ اور جب مجبوری میں اتنا فاقہ کیا جا سکتا ہے تو خدا کے لئے کیوں نہیں کیا جا سکتا۔

پس تم لوگ ایسی فرمانبرداری سے کام کرو جیسے فوجی سپاہی کرتے ہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ ایسی فرمانبرداری دکھاؤ جیسی صحابہ دکھاتے تھے کیونکہ فوجی سپاہی توپ خانے کے ڈر سے کام کرتے ہیں مگر صحابہ کو تو اس کا ڈر نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک صحابی جن کا نام ضرار تھا جب دشمن کے مقابلہ میں نکلے تو بھاگے بھاگے واپس آگئے۔ جس کا مقابلہ کرنے کے لئے نکلے تھے اس نے بیس مسلمان مار دیئے تھے۔ سمجھا گیا کہ اس کے ڈر سے واپس بھاگ آئے ہیں لیکن جب پھر گئے اور واپس آنے کی وجہ پوچھی گئی تو کہا میں بغیر زرہ کے لڑا کرتا ہوں مگر آج زرہ پہنی ہوئی ہے جب میں مقابلہ پر گیا تو مجھے اس قدر صدمہ ہوا کہ اگر اس حالت میں مارا گیا تو سخت گرفت میں آؤں گا کہ آج کافر سے ڈر کر میں نے زرہ پہن لی اس لئے میں دوڑتا ہوا گیا اور اب اتار کر آیا ہوں [۴۴] اور دشمن کو انہوں نے قتل کر دیا۔ تو سپاہی کی لڑائی صحابی کی لڑائی کے مقابلہ میں نہیں آسکتی سپاہی لالچ اور ڈر کے لئے لڑتا ہے لیکن صحابی خدا کے لئے لڑتا ہے۔ تمہاری اطاعت صحابہ جیسی ہونی چاہئے اور ان کی اطاعت ایسی تھی کہ جو مخلص تھے وہ کسی حالت میں بھی نافرمانبرداری نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ رسول کریم ﷺ نے مسجد میں لوگوں کو فرمایا بیٹھ جاؤ۔ عبداللہ بن مسعود گلی میں سے گذر رہے تھے ان کے لئے یہ حکم نہ تھا لیکن جب ان کے کان میں یہ آواز پڑی تو وہیں بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے چل کر مسجد میں آئے [۴۵] ہر ایک مومن میں فرمانبرداری ایک نہایت ضروری امر ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس جماعت کے لئے جو چھوٹی ہو ورنہ لاکھ میں سے ایک بھی ایسا چانس نہیں کہ وہ کامیاب ہو سکے۔ پس تم لوگ اپنے افسروں کی کامل فرمانبرداری سے کام کرو اور اس بات کو خوب یاد رکھو۔ میاں غلام رسول صاحب ریڈر پشاور جو یہاں پڑھتے بھی رہے ہیں اس وجہ سے سابق ہونے کے خیال سے اس وفد کا میں نے ان کو امیر مقرر کیا ہے۔ رستہ میں جس طرح کہیں اور جو انتظام کریں سب کو اس کی پابندی کرنی چاہئے۔ اور وہاں پہنچ کر امیر وفد چودھری فتح محمد صاحب سیال ہیں ان کی اطاعت فرض ہے پھر وہ جس کے سپرد کریں ان کی اطاعت ضروری ہے۔ اس کے بعد میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تم کو بھی اور جو دوست جا چکے ہیں ان کو بھی کامیابی کا سہرا عطا فرمائے۔ (الفضل ۲۔ جولائی ۱۹۲۳ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجاہدین علاقہ ارتداد سے خطاب

(فرمودہ ۱۴- ستمبر ۱۹۲۳ء)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ماتحت ہماری جماعت کا تیسرا وفد یعنی تیسرے وقت کا وفد علاقہ ارتداد میں جا رہا ہے- کہتے ہیں کہ تین کا عدد مکمل ہوتا ہے اس لئے کہ وہ طاق بھی ہوتا ہے اور پھر اپنے اندر اتحاد بھی رکھتا ہے- طاق ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی ذات سے اشتراک رکھتا ہے اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے [۵۶] تین کا عدد دونوں باتوں کو جمع رکھتا ہے- تین وتر ہے اس لئے ایک سے مشابہ ہونے کی وجہ سے وحدانیت پر دلالت کرتا ہے- اس میں دو بھی ہیں اور ایک بھی اس لئے اجتماع پر دلالت کرتا ہے- کیا تعجب ہے کہ اس تین پر ہی خدا تعالیٰ اس جنگ کا خاتمہ کر دے اور چوتھے وقت میں اس صورت میں وفد نہ بھیجنا پڑے- یہ فال کے طور پر کہا گیا ہے ورنہ مومن کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جنگ ختم ہو جائے کیونکہ مومن جب تک زندہ ہے' جنگ چلی ہی جائے گی- پس ہم یہ تو نہیں چاہتے کہ جنگ ختم ہو جائے اور کبھی بھی نہیں کہہ سکتے کہ جنگ ختم ہو گئی کیونکہ مسلمان کے لئے جنگ کے ختم ہو جانے کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ ہتھیار ڈالتا ہے ورنہ اس کی جنگ کبھی ختم نہیں ہو سکتی- وجہ یہ ہے کہ مسلم کی جنگ شیطان سے ہے اور جب تک دنیا ہے شیطان بھی رہے گا- چنانچہ آتا ہے- جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى یَوْمِ الْقِیٰمَةِ [۵۷] پس جب قیامت تک کافروں پر غلبہ رہے گا تو یہ معلوم ہوا قیامت تک کافر بھی رہیں گے- اور جب کافر رہیں گے تو شیطان بھی رہے گا اس لئے اس سے جنگ بھی جاری رہے گی- اس میں شک نہیں کہ مسیح موعود کے متعلق آیا ہے کہ وہ شیطان کو قتل کرے گا مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ مسیح موعود شیطان کا زور توڑ دے گا- عربی میں قتل کے معنے زور توڑ دینے کے بھی ہیں مثلاً شراب کو قتل کر دینے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس میں پانی ملا کر اس کے زور کو کم کر دیا- پس مسیح موعود کے متعلق

جو آتا ہے کہ شیطان کو قتل کرے گا اس کا یہ مطلب ہے کہ عیسائیت کے زور کو توڑ دے گا عیسائیت کی بنیاد کو اُکھیڑ دے گا۔ اس وقت عیسائی کہیں گے ہماری دنیاوی ترقی عیسائیت کی صداقت کا ثبوت ہے چنانچہ اس زمانہ میں کہتے ہیں ایسی زبردست اور باحکومت قوم جو ساری دنیا پر چھائی ہوئی ہے۔ مسیح موعود کا یہ کام ہوگا کہ اس کے زور کو توڑ دے گا ورنہ کفر تو قیامت تک رہے گا۔ پس ہم جنگ سے نہیں ڈرتے اور نہ ناممکنات کے لئے امیدیں لگاتے ہیں کیونکہ اس قسم کی امید رکھنا کفر ہے اس لئے ہم یہ تو امید نہیں رکھتے کہ جنگ ختم ہو جائے بلکہ یہ امید رکھتے ہیں کہ جنگ کی نوعیت بدل جائے اور نوعیت بدلتی رہتی ہے جس سے اس میں حصہ لینے والوں کی ہمتیں بڑھتی رہتی ہیں۔ دیکھو ایک قسم کا کھانا بھی انسان روز نہیں کھا سکتا کیونکہ انسان اکتا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک قسم کی جنگ بھی چونکہ اکتا دیتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ اس کی نوعیت بدلتا رہتا ہے۔ آج اگر اس قوم سے جنگ ہے تو کل اور سے۔ پس ہم امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس جنگ کی نوعیت کو بدل دے اور ہم اس علاقہ سے فارغ ہو کر کسی اور علاقہ میں جائیں۔

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جس کام کے لئے وہ چلے ہیں اس کے لئے اسی رنگ میں جب تک کوشش نہ کریں گے جو ضروری ہے اس وقت تک کامیاب نہ ہوں گے۔ پہلے دیکھا گیا ہے کہ جانے والے یہاں سے ہدایات نوٹ کر کے لے گئے مگر وہاں جا کر ان پر پورا پورا عمل نہیں کیا گیا۔ میں نے سب سے ضروری نصیحت جانے والوں کو یہ کی تھی کہ جہاں اور جس مقام پر رہو وہاں کے لوگوں سے واقفیت اور دوستانہ تعلقات پیدا کرو مگر معلوم ہوا کہ بعض لوگ ایک گاؤں میں دو دو ماہ تک رہے اور جب انسپکٹر نے جا کر ان سے پوچھا تو کہہ دیا کہ یہاں کے چار پانچ آدمیوں سے واقفیت پیدا کی ہے۔ گویا وہ صرف چار پانچ آدمیوں کو ہی تبلیغ کرتے رہے اور باقی سب کو نظرانداز کر دیا۔ وہ مبلغ جو کسی گاؤں میں تبلیغ کے لئے مقرر کیا جاتا ہے وہاں کا اگر ایک آدمی بھی ایک بچہ بھی ایسا رہ جاتا ہے جس کے ساتھ اس نے باتیں نہ کیں' واقفیت نہ پیدا کی' تبلیغ نہ کی تو وہ کامیاب نہیں کہلا سکتا۔ جہاں جہاں مبلغ بھیجے جاتے ہیں وہ کوئی شہر تو نہیں چھوٹے چھوٹے گاؤں ہیں اور اگر کوئی بڑا گاؤں ہو تو وہاں مبلغ بھی زیادہ رکھے جاتے ہیں اور اس طرح سو ڈیڑھ سو آدمی ایک مبلغ کے حصہ میں آتا ہے اتنے لوگوں سے جو شخص واقفیت نہیں پیدا کر سکتا وہ کام کیا کر سکتا ہے۔

دیکھو باہر کے جو لوگ یہ خیال کر کے آتے ہیں کہ قادیان میں وہ لوگ رہتے ہیں جنہوں نے

حضرت مسیح موعودؑ کی صحبت پائی' آپ کے پاس رہے' دین کے لئے قربانیاں کرکے آئے اور سب کچھ چھوڑ کر خدمت کے لئے قادیان میں آبیٹھے ان سے ملیں اور تعارف پیدا کریں اور دو تین دن میں واقفیت پیدا کرکے چلے جاتے ہیں- کیوں؟ اس لئے کہ یہ نیت کرکے آتے ہیں کہ ایسے لوگوں سے واقفیت پیدا کرنی ضروری اور فائدہ مند ہے- اگر مبلغ بھی اسی طرح نیت کرکے دیہات میں جائیں تو ایک ہفتہ کے اندر اندر واقفیت کیا دوستی بھی پیدا کرسکتے ہیں- یہ سخت غفلت ہے کہ ایک آدمی جائے اسے ہدایات دے دی جائیں جنہیں وہ لکھ لے یا یاد کرلے مگر وہاں جاکر ان پر عمل نہ کرے- اگر کوئی شخص وہاں جاتا اور خاموشی سے اپنا وقت گذار کر آجاتا ہے تو اس کے جانے کا کیا فائدہ- پس سب سے ضروری بات یہ ہے کہ جو نصائح دی جائیں (امید ہے آپ لوگوں کو بھی ہدایات کی ایک ایک کاپی دے دی گئی ہوگی) ان پر پورا پورا عمل کرو- ہر ایک شخص میں یہ اہلیت نہیں ہوتی کہ وہ سمجھ سکے کہ اسے کیا کام کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے یہ کام کرانے والوں کا فرض ہے کہ اسے بتائیں کہ اس طرح کام کرنا ہے اور کام کرنے والے کا یہ فرض ہے کہ جو کچھ بتایا جائے اسے سمجھے اور اس کے مطابق کام کرے- پس سب سے بڑی نصیحت یہی ہے کہ جو ہدایات تمہیں دی گئی ہیں ان پر عمل کرو- اس کے بعد میں جانے والوں کو اور دوسروں کو جو بیٹھے ہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ دین کا معاملہ ایسا اہم معاملہ ہے کہ اس کے لئے مومن کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتا- دیکھو جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا اور آج بھی خطبہ میں بیان کیا ہے علاقہ ارتداد میں ملکانوں کا سوال نہیں بلکہ اسلام کا سوال ہے-- جس قدر مرتد ہو چکے ہیں ان سے زیادہ تعداد میں مسلمان عیسائی ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں مگر اس پر اس قدر حیرت اور استعجاب نہیں ہوا- وجہ یہ ہے کہ وہ افراد عیسائی ہوئے ہیں اور یہ ایک قوم کی قوم مرتد ہو رہی ہے جس سے یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا [48] کی بجائے یَخْرُجُوْنَ مِنْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا نظارہ ہے- اور اس طرح وہ رعب جس کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا- نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ [49] کہ مجھے رعب سے مدد دی گئی ہے اس کے مٹنے کا ڈر ہے رسول کریمؐ کے رعب سے مراد آپ کے مذہب اور آپ کی امت کا رعب ہے نہ یہ کہ آپؐ کی ذات کا رعب- اگر یہ ہوتا تو آپ کا ذاتی رعب ہو جاتا اور ذاتی رعب تو اور لوگوں کو بھی حاصل تھا کیا سکندر کا رعب اپنے زمانہ میں نہ تھا اور کیا اب انگریزوں کا رعب نہیں ہے- تو رسول کریم ﷺ کے رعب سے مراد یہ تھی کہ آپ کو ایسا رعب دیا گیا جو آپ کی وفات کے بعد قائم رہے گا جو یہی ہے کہ آپ کے مذہب اور

امت کا رعب ہے اور سوائے آپ کی ذات کے اور کونسا وجود ہے جو مرگیا ہو اور اس کا رعب قائم ہو سوائے رسول کریم ﷺ کے اور کسی کا نہیں۔ آج بھی آپ کی تعلیم اور آپ کے مذہب سے دنیا ڈر رہی ہے۔ یورپ اب بھی یہی کہتا ہے کہ پین اسلام ازم یعنی اتحاد اسلام سے ڈرنا چاہئے۔ تو اسلام کا رعب اب بھی قائم ہے اور یہ رسول کریم ﷺ کا معجزہ ہے جو اسلام کی تائید میں دیا گیا ہے۔ لیکن اب اگر قوموں کی قومیں اسلام سے نکلنی شروع ہو جائیں تو یہ مفہوم ہو گا کہ مسلمانوں کی بداعمالی کی وجہ سے رعب مٹا دیا گیا۔ پس ہماری طرف آواز ملکانوں کی نہیں آرہی بلکہ اسلام کی آواز آرہی ہے اور اسلام ہمیں بلا رہا ہے کہ آؤ آکر میری حفاظت کرو۔ ہم نے یہ کام اس لئے نہیں شروع کیا کہ ملکانا قوم کو بچانا ہے بلکہ اس لئے شروع کیا ہے کہ اسلام کو محفوظ کرنا ہے اس لئے کوئی یہ نہ کہے کہ ملکانے حریص اور لالچی ہیں اس لئے ان کی اصلاح مشکل ہے۔ خواہ یہ لوگ کتنے ہی حریص اور لالچی ہوں مگر ان بدوؤں سے تو زیادہ نہیں ہو سکتے جن کی اصلاح کے لئے رسول کریم ﷺ نے اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا اور جنہوں نے ایک دفعہ جب رسول کریم جنگ سے واپس آرہے تھے آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر کھینچا اور کہا ہمیں مال کیوں نہیں دیتے۔^{۵۰} مگر میں نے کسی مبلغ سے یہ نہیں سنا کہ کسی ملکانہ نے اس کے گلے میں رسی ڈال کر اس لئے کھینچا ہو کہ روپیہ دو۔ پس اگر ان بدوؤں کے لئے رسول کریم ﷺ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال سکتے ہیں، مسلمانوں کو خطرہ میں ڈال سکتے ہیں، مسلمانوں کے اموال کو خطرہ میں ڈال سکتے ہیں تو ان ملکانوں کے لئے کیوں ہم اپنی جانوں اور مالوں کو خطرہ میں نہیں ڈال سکتے ہیں۔ بدو خواہ کیسے ہی لالچی تھے مگر چونکہ اسلام کے لئے اجتماع اور مرکز بنانا ضرور تھا اس لئے رسول کریم ﷺ کہتے چاہے کوئی اسلام کی ایک بات ہی سمجھے، مسلمان سمجھا جائے آگے وہ خود سب کچھ سیکھ جائے گا نہ یہ کہ چونکہ وہ لوگ لالچی اور بہت گرے ہوئے تھے اس لئے آپ نے ان کی اصلاح کے لئے کوشش ہی نہ فرمائی۔ آپ نے کوشش کی اور محض لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سمجھنے پر ان کو داخل اسلام کر لیا۔ پس جو کچھ رسول کریم ﷺ نے بدوؤں کے لئے قربان کیا وہ ہم نہیں کر رہے بلکہ اس سے بہت ہی کم کر رہے ہیں پھر اس سے بھی کوتاہی کرنا کس قدر افسوس ناک امر ہے۔ اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھو کہ یہ کسی قوم کا سوال نہیں نہ کسی قوم کی آواز ہے بلکہ اسلام کی آواز ہے اور اس کو سن کر کس طرح کوئی مومن خاموش رہ سکتا ہے دیکھو ابھی یونان میں اٹلی والوں کے کچھ آدمی مارے گئے ہیں اس وجہ سے ساری اٹلی یونان کے خلاف کھڑی ہو

گئی۔ اتحادیوں نے انہیں کہا کہ اتنا غصہ نہ دکھاؤ ہم تصفیہ کردیں گے لیکن انہوں نے کہا اس میں چونکہ ہماری ہتک کی گئی ہے اس لئے جب تک یونان والے ہماری شرائط نہ مانیں گے ہم نہیں چھوڑیں گے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اٹلی والوں نے حد سے زیادہ تیزی دکھائی ہے مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ یہ ان کی زندگی کی علامت ہے اور انہوں نے یونان سے حسب منشاء شرطیں منوالی ہیں۔

اسلامی سلطنت کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے۔ معتصم باللہ کے زمانہ کا ذکر ہے ایک مسلمان عورت کو ایک عیسائی بادشاہ دکھ دے رہا تھا اور طنزاً کہہ رہا تھا کہ دیکھو معتصم باللہ ابلق گھوڑے پر سوار تمہاری مدد کو آرہا ہے۔ یہ بات ایک مسلمان نے سنی اور جاکر بادشاہ کو بتائی۔ اس وقت اگرچہ بادشاہت کو تنزل تھا مگر بادشاہ نے کہا کہ میں ابھی اس عورت کو بچانے کے لئے جاؤں گا۔ آدمیوں کو چلنے کا حکم دے دیا اور کہا سب ابلق گھوڑوں پر سوار ہوں۔ اس کے اپنے گھوڑے کا رنگ ابلق تھا اسی کی طرف عیسائی نے اشارہ کیا تھا۔ بادشاہ نے کہا ابلق گھوڑوں پر ہی سوار ہو کر وہاں جائیں گے۔ پس لشکر گیا اور جاکر اس عورت کو چھوڑا لایا۔ دیکھو ایک عورت کے لئے اور وہ بھی اس زمانہ میں جب کہ مسلمان عیش و عشرت میں پڑے ہوئے اور تنزّل میں گرے ہوئے تھے اس قدر غیرت دکھلائی تو کیا وہ قوم جو ایک نبی کی امت کہلاتی اور دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑی ہوئی ہے وہ ایک قوم کے لئے غیرت نہ دکھلائے گی؟

ایک تازہ واقعہ ہوا ہے۔ ایک رپورٹ آئی ہے کہ ایک جگہ آریوں نے شدھی کا دن مقرر کیا۔ اور وہاں گھی وغیرہ سامان پہنچا دیا۔ جن لوگوں نے مرتد ہونا تھا ان کے گھرانہ کی ایک عورت اس بات پر مصر تھی کہ میں مسلمان ہی رہوں گی۔ جب سامان آگیا تو مقررہ دن گھر والے گھبرائے کہ اگر یہ عورت مرتد نہ ہوئی تو ہماری بدنامی ہوگی۔ آگے کوئی کہتا ہے کہ وہ کچھ کھا کر مرگئی اور کوئی کہتا ہے کہ اسے ان لوگوں نے مار کر مار دیا اگر وہ کچھ کھا کر مری ہے تو گو اسلام میں خود کشی گناہ ہے مگر اسی کے لئے جو اس بات کو جانتا ہو وہ بیچاری کہاں جانتی ہوگی۔ پس اگر اس نے زہر بھی کھایا ہے تو بھی اس نے اسلام کے لئے جان دی۔ اور اگر اسے مار مار کر مار دیا گیا تو بھی ان بہت سے مسلمانوں سے بہتر ہی رہی جو گھر میں بیٹھے رہے اور فتنہ ارتداد کے مقابلہ کے لئے نہ نکلے۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علاقہ ملکانہ میں ایسی روحیں ہیں جو اسلام کے لئے جان دے رہی ہیں اور ان کا بچانا ہمارا فرض ہے اگر ایسی روح ایک بھی ہو۔ مگر اب تو کئی ثابت ہو رہی ہیں تو ہمارا

فرض ہے کہ ان کو بچائیں۔ پس دوستوں کو یہ بہت اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔ کہ یہ اسلام کا سوال ہے اسی نظر سے اس کام کو دیکھنا چاہئے۔ تاکہ اس کی اہمیت معلوم ہو۔ اگر یہ بات سمجھ لی جائے تو میرا خیال ہے فتنہ ارتداد بہت جلد رک سکتا ہے

اس کے بعد پھر میں ان دوستوں کو جو جانے والے ہیں کہتا ہوں کہ چونکہ یہ اسلام کا سوال ہے اس لئے اس کے لئے اسی رنگ میں قدم ڈالیں جو ضروری ہے اور ہر قسم کی کوتاہی سے بچیں۔ کیونکہ ذرا سی کوتاہی بھی بہت خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے۔ آپ لوگ ہدایات کو پڑھیں اور بار بار پڑھیں اور خصوصیت سے دعاؤں پر زور دیں کیونکہ خدا تعالیٰ دعا کرنے پر ایسے ایسے سامان کامیابی کے پیدا کر دیتا ہے جو انسان کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے۔ چونکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ سب سے بڑا ہے اس لئے کوئی طاقت اس کے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتی جس کے ساتھ خدا کا ہاتھ ہو۔ چونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اس لئے وہ خود مدد کرے گا اور غیب سے ایسے سامان کر دے گا جو وہم میں بھی نہیں آسکتے۔ دیکھو احمدیت کی اشاعت کے کیسے کیسے سامان خدا تعالیٰ کر رہا ہے بخارا میں پتہ لگا کہ وہاں جماعت ہے۔ اب پتہ لگا ہے چین میں بھی احمدی جماعت ہے اور آج ایک جزیرہ کے متعلق خط آیا ہے کہ وہاں کا ایک آدمی آیا ہے جس نے بیان کیا کہ وہاں بڑی جماعت ہے مگر حکومت کے ڈر کی وجہ سے اپنے آپ کو ظاہر نہیں کر سکتی۔ کوئی مدراسی اس جزیرہ میں گیا تھا جس کے ذریعہ احمدیت کا علم ان لوگوں کو ہوا۔ اور وہ لوگ عقائد سے بھی خوب واقف ہیں حتیٰ کہ مسئلہ نبوت کے متعلق جو اختلاف ہوا اس سے بھی۔ گویا ان لوگوں کو جو آدمی ملا وہ پیغامی اختلاف کے بعد ملا۔

پس جب خدا تعالیٰ کی طاقتیں بخارا، مصر، عرب، ایران، چین وغیرہ میں احمدیت کی تائید میں ظاہر ہو رہی ہیں تو علاقہ ملکانہ میں کیوں نہ ظاہر ہوں گی مگر ضرورت یہ ہے کہ جانے والے سچی کوشش کریں اور دعاؤں میں لگے رہیں۔ لیکن یا تو دعاؤں میں کوتاہی کی جاتی ہے یا سچی کوشش نہیں کی جاتی اس لئے دیر ہو رہی ہے۔ یا پھر ممکن ہے کوشش بھی پوری کی جاتی ہو دعائیں بھی عاجزی اور انکساری سے کی جاتی ہوں لیکن منشاء الٰہی یہ ہو کہ اس میدان میں ساری جماعت کے لوگوں کو لا کر ہوشیار کر دے اس لئے نہ دعائیں سنتا ہو اور نہ کوششوں کا نتیجہ پیدا کرتا ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہ اس کا رحم ہے اور فضل ہے بہرحال ہمارا کام یہ ہے کہ دعائیں کریں۔ تم لوگوں کو چاہئے کہ دعائیں کرتے جاؤ اور اپنے افسروں کی پوری اطاعت کرو اور یہ نیت رکھ کر جاؤ کہ یہ کام

ہمارے زمانہ میں ختم ہو جائے۔ ان ہدایات پر جن کا ایک حصہ اصل اور ایک ضمیمہ ہے (الفضل ۲۵۔ ستمبر ۱۹۲۳ء) پورا پورا عمل کرو۔ آگرہ تک چوہدری حاکم علی صاحب کو امیر قافلہ مقرر کرتا ہوں وہاں جا کر چوہدری فتح محمد صاحب امیر ہوں گے۔ وہ جہاں لگائیں وہاں کام کرو۔ اور جس کام پر لگایا جائے وہی کرو اور جہاں تک تمہاری طاقت میں ہو کرو اس سے زیادہ کے لئے خدا بھی نہیں پوچھے گا۔

اس کے بعد دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر فتح دے۔

(الفضل ۲۵۔ ستمبر ۱۹۲۳ء)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

میدان ارتداد میں مبلغین کی اشد ضرورت

(فرمودہ ۵- نومبر ۱۹۲۳ء)

۵- نومبر تیسری سہ ماہی کے تیسرے وفد کے علاقہ ارتداد کو روانہ ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے گاؤں سے باہر ایک کھیت میں حسب ذیل تقریر فرمائی

اس دفعہ ملکانا میدان کی طرف آپ لوگ جو جارہے ہیں چوتھے وفد کے راؤل کے طور پر ہیں- تیسرے وفد کے بعض لوگ جن کی مدتیں پوری ہو گئی ہیں یا ہونے والی ہیں آپ لوگ ان کے قائم مقام بن کر جارہے ہیں اور اب گویا ۹ ماہ کے قریب اس کام کو شروع کئے ہو گئے ہیں جو علاقہ ملکانا میں کیا جارہا ہے- پہلا وفد جب گیا تھا اس وقت گو خدا تعالیٰ نے مجھے یہ بات بتادی تھی اور بارہا میں نے اس کو بیان بھی کر دیا تھا لیکن باقی جماعت میں اس کے متعلق احساس پیدا نہیں ہوا تھا کہ کب عظیم الشان طور پر ہمیں یہ کوشش کرنی پڑے گی اور اس کے لئے کتنی قربانیوں کی ضرورت ہوگی- اس وقت بہت لوگ تھے جو سمجھتے تھے کہ پہلی سہ ماہی میں ہی ہمیں فتح حاصل ہو جائے گی اور بعض تو ایسے جلد باز تھے کہ انہوں نے علاقہ ارتداد میں جانے کے ۲۰-۲۵ دن ہی بعد خط لکھنے شروع کر دیئے کہ ہمیں اتنے دن کام کرتے ہو گئے ہیں مگر ابھی تک یہ لوگ ارتداد سے واپس نہیں ہوئے- گویا وہ سمجھتے تھے کہ جاتے ہی ان کو مسلمان کرلیں گے اور اس میں کچھ بھی دیر اور وقت نہ لگے گا حالانکہ جو لوگ اپنا مذہب بدلتے ہیں وہ دو حالتوں کے بغیر نہیں بدلتے- اول تو یہ کہ یا تو ان کو یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ فلاں مذہب سچا ہے اس لئے اس کو قبول کر لیتے ہیں- ایسے لوگ بحیثیت قوم اس وقت تک واپس نہیں لوٹ سکتے جب تک ان کے لئے پورا زور نہ صرف کیا جائے اور ان کے شکوک اور شبہات کو دور نہ کر دیا جائے-

دوسرے اپنا مذہب کوئی اس وقت چھوڑتا ہے جب تقویٰ و طہارت' عفت اور خوف خدا اس کے دل سے بالکل مٹ جاتا ہے اور طمع و لالچ حرص و ہوا اس کے دل پر پورا پورا قبضہ کر لیتی

ہے اور وہ انسانیت سے خارج ہو کر درندہ بن جاتا ہے پس ایسا انسان بھی جس کے سینہ سے ایمان نکل جاتا ہے اور لالچ و حرص کے سامان اس کو اپنی طرف بلا رہے ہوتے ہیں اور دوسری طرف وہ سامان بھی نہ ہوں تو وہ اس وقت تک واپس نہیں آسکتا جب تک یا تو اس کی طرف سے بہتر لالچ اور طمع کے سامان اس کے لئے نہ مہیا کئے جائیں اور یا اس کے اندر ایمان نہ پیدا کر دیا جائے۔

بہر حال ملکانے ضرور اپنے پہلے دین کو برا سمجھ کر چھوڑتے تھے یا حرص اور لالچ کی وجہ سے چھوڑتے تھے دونوں صورتوں میں ان کا فوراً لوٹنا ناممکن تھا اس لئے جن لوگوں نے ان کے فوراً لوٹنے کی امیدیں لگائیں ان کی امیدیں چونکہ طبعی تقاضا کے خلاف تھیں اس لئے پوری نہ ہوئیں۔ پہلا وفد جس وقت گیا اس وقت مشکلات ہی مشکلات تھیں۔ پھر دوسرا وفد روانہ ہوا اس وقت بھی مشکلات تھیں گو ان لوگوں سے کچھ کچھ تعلقات پیدا ہو گئے تھے اور وہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ یہ لوگ ہمیں چھوڑ کر نہیں چلے جائیں گے جس طرح اور مولوی آتے اور چکر لگا کر چلے جاتے تھے اور یہی بات ان کو مرتد کر رہی تھی۔ وہ کہتے تھے کہ جب ہمیں کوئی دین نہیں سکھاتا اور دنیا ہمارے پاس ہے نہیں اور ہندوؤں میں ملتی ہے تو ہم کیوں نہ ہندوؤں میں جا ملیں۔ ہمارے مبلغوں نے بتایا کہ کئی لوگ مرتد ہوئے مگر روتے روتے۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا دین تو اسلام ہی سچا ہے مگر ہم کو کسی نے نہیں سکھایا اور دنیا ہمیں ہندوؤں میں ملتی ہے اس سے کیوں روکتے ہو یہ تو لے لینے دو۔ گویا وہ اپنے آپ کو مجبوری میں پاتے تھے اس لئے کہ دین کا تو ہمارے پاس کچھ ہے ہی نہیں اور جو چیز ملتی ہے اس سے روکا جاتا ہے۔ مگر جب ہمارے آدمی گئے اور ان کو معلوم ہوا کہ اور لوگوں کی طرح یہ یونہی بھاگ جانے والے نہیں ہیں بلکہ مستقل رہنے والے ہیں تو ان کو خوشبو آنے لگی کہ یہ لوگ ضرور دین سکھا دیں گے۔ جب یہ صورت پیدا ہوئی اور امید لگی کہ وہ اسلام قبول کر لیں گے تو اس وقت مولویوں کو فکر پڑی کہ آریہ ان لوگوں کو لے جاتے تو بھی ہمارے ہاتھ سے گئے تھے اب اگر احمدی لے جائیں گے تو بھی ہمارے ہاتھ سے گئے اس لئے وہ ہماری مخالفت میں کھڑے ہو گئے۔ وہ دین کی خاطر تو اس علاقہ میں گئے نہیں تھے اگر دین کی خاطر جاتے تو جب ملکانے ہمارے ذریعہ اسلام قبول کرنے لگے تھے وہ کہتے اگر یہ احمدیوں کے ذریعہ اسلام میں رہتے ہیں تو بھی رہیں۔ اور اگر ہمارے ذریعہ اسلام میں واپس آتے ہیں تو بھی آئیں۔ مگر چونکہ ان کے مد نظر اسلام نہ تھا اس لئے وہ ہمارے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے وہ دیہہ بدیہہ گئے اور جا کر لوگوں کو کہا کہ احمدی تو آریوں سے بھی بدتر ہیں۔ ان کی باتیں سننے اور ماننے کی

بجائے تمہارا آریہ ہو جانا اچھا ہے- گو ان لوگوں نے کہا کہ ہم تو ان میں کوئی بری بات نہیں دیکھتے اور نہ یہ ہمیں کوئی بری بات بتاتے ہیں مگر مولویوں نے کہا ان سے بات کرنا بھی کفر ہے اور یہ کفر بھی ایسا ہے کہ آریہ ہو جانے سے بدتر ہے اس لئے یا تو تم سب آریہ ہو جاؤ یا اگر اسلام پر قائم رہنا چاہتے ہو تو ان کو اپنے گاؤں سے نکال دو-

اس طرح یہ دوسرا فتنہ ہمارے لئے پیدا ہو گیا- اس پر ہمیں ان لوگوں کو سمجھانا پڑا کہ ہم مسلمان ہیں خدا تعالیٰ کو ایک مانتے ہیں رسول کریم ﷺ کی رسالت کے قائل ہیں قرآن کریم کو مانتے ہیں-

پس پہلے وفد نے اگر ملکانوں کے دلوں سے یہ شبہات مٹائے کہ ہم تمہیں چھوڑ کر نہیں چلے جائیں گے تو دوسرے وفد نے یہ شکوک دور کئے کہ ہم تم لوگوں کو مسلمان بنانے آئے ہیں کافر بنانے نہیں آئے- پھر تیسرا وفد جس وقت گیا اس وقت موقع تھا کہ اس کی ضرب کا اثر پڑے اور نتیجہ نکلے یعنی وہ لوگ اسلام قبول کر لیں کیونکہ ایسے سامان خدا تعالیٰ نے پیدا کر دیئے تھے-

تیسری سہ ماہی کے وفد کے روانہ ہونے کے وقت میں نے جو تقریر کی تھی اس میں اس طرف اشارہ بھی کر دیا تھا اور جانے والوں کو بتا دیا تھا کہ اگر تم پورے زور اور اخلاص سے کام کرو گے تو تمہارے لئے فتوحات کے دروازے کھل جائیں گے چنانچہ خدا تعالیٰ نے میری بات پوری کر دی اور اس وقت تک دو بڑے گاؤں میں جن میں سے ایک اپنی شرافت کے لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے اور دوسرا آثار قدیمہ کی وجہ سے ملکانوں میں خاص رتبہ رکھتا ہے ان کا اکثر حصہ اسلام میں واپس آگیا ہے یعنی ایک تو آنور کا قصبہ ہے جس کے قریب کرشن جی پیدا ہوئے تھے- وہاں ایک پہاڑی ہے جس کو مقدس سمجھا جاتا ہے اس کے پاس دور دور سے لوگ آتے اور بعض لیٹ لیٹ کر اس کے گرد چکر لگاتے ہیں تو ان آثار کو ملکانے قدر اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں-

دوسرا گاؤں جس کے لوگ شرافت کے لئے اور فہمیدہ ہونے کے لحاظ سے عزت رکھتے ہیں اسپار ہے- اس کا بھی بڑا حصہ اسلام کو قبول کر چکا ہے اور یہ اب عام رو چل گئی ہے- مگر اس کے ساتھ ہی دقتیں بھی پیدا ہو گئی ہیں اور وہ یہ کہ جو جماعتیں وہاں آریوں کے خلاف لڑ رہی تھیں ان میں مزید بھرتی کی طاقت نہیں رہی اور عین اس وقت جبکہ فتوحات ہو رہی ہیں ہمارے دائیں سے بھی اور بائیں سے بھی لوگ ہٹنے شروع ہو گئے ہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے یہ کام جنگی طریق سے ہو رہا ہے اور جس طرح جنگ میں لڑنے والے فوج کے دائیں اور بائیں سے ہٹنے والوں کی

وجہ سے اس کو نقصان پہنچتا ہے اسی طرح یہاں ہمارے لئے مشکلات پیدا ہو رہی ہیں کیونکہ ان علاقوں کو جہاں دوسرے مولوی کام کر رہے تھے انہوں نے چھوڑنا شروع کر دیا ہے۔ بعض نے تو اپنے آدمی کم کر دیئے ہیں بعض جماعتوں کے آدمیوں کا کام صرف کھانا پینا یا ہنسی مذاق کر کے وقت گذار دینا رہ گیا ہے بعض جماعتوں کے اوپر کے کام کرنے والے تھک گئے ہیں اور وہ اپنا قدم پیچھے ہٹا رہے ہیں۔ اس طرح ہمارا دایاں بازو خالی ہو رہا ہے اور بایاں بھی مگر ہم سمجھتے ہیں خدا کے فضل سے در حقیقت ہمارے لئے یہ مشکلات نہیں بلکہ کامیابی کے ذرائع ہیں کیونکہ جب اور لوگ تھک کر آجائیں گے تو اسوقت ہمیں جو کامیابی ہوگی وہ اور بھی نمایاں ہوگی۔ پس دوسرے لوگوں کا تھک کر پیچھے ہٹ جانا اور مشکلات سے گھبرا کر کام کو چھوڑ دینا ہمارے لئے گھبراہٹ کا موجب نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر گھبراہٹ ہو سکتی ہے تو یہ کہ جس قدر کام کرنے والوں کی ضرورت ہے اس قدر نہ مل سکیں اور میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اب پہلے کی طرح جوش و خروش کے ساتھ آگے نہیں بڑھتے۔ بعض تو کہتے ہیں یہ لمبا کام ہو گیا ہے ہم کب تک اسے کرتے رہیں گے مگر یاد رکھو مومن کا یہ حال نہیں ہوتا کیونکہ مومن کے لئے دنیا میں آرام کرنے کی کوئی صورت نہیں۔ مومن کا آرام اس کی موت کے بعد ہی ہے اور اسی کا نام مستقر ہے۔

مومن کی منزل مقصود مرنے کے بعد ہی ہے۔ پس جب یہ صورت ہے تو خود سوچ لو کہ جو شخص منزل مقصود پر پہنچنے سے پہلے بیٹھ جاتا ہے وہ کب منزل تک پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً ایک شخص نے بٹالہ جانا ہو مگر وہ وڈالہ جا کر بیٹھ رہے تو ناکام ہی رہے گا ہاں جو شخص وڈالہ جانا چاہتا ہے وہ اگر وہاں جا کر بیٹھ جاتا ہے تو وہ منزل پر پہنچ گیا اور بٹالہ جانے والا وڈالہ پہنچ کر نہیں کہہ سکتا کہ فلاں جو یہاں پہنچ کر اپنے مقصد میں کامیاب سمجھا گیا تو مجھے کیوں نہ کامیاب سمجھا جائے کیونکہ اس کی منزل مقصود بٹالہ ہے نہ کہ وڈالہ

اسی طرح جب مومن کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مل جائے اور وہ اس طرح مل سکتا ہے کہ انسان مرنے تک اس کے ملنے کے لئے کام کرتا جائے تو وہ شخص جو مرنے سے پہلے اس کام کو چھوڑ کر بیٹھ جاتا ہے وہ کس طرح خدا تعالیٰ کو مل سکتا ہے۔ پس یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ مومن کے لئے یہ دنیا آرام کرنے کی جگہ نہیں اس کے لئے آرام کی جگہ وہی ہے جب اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور خدا تعالیٰ اسے بلا لیتا ہے کہ آ اور آکر میرے فضل کے نیچے آرام کر۔ جو لوگ اس کام کے متعلق سست ہوئے اور پیچھے ہٹ رہے ہیں انہیں سمجھ لینا چاہئے کہ یہ ان کے ایمان

کی کمزوری ہے۔ نوکر کہا کرتے ہیں کہ کام ہی کرنا ہے جو کام ہو گا وہی کریں گے یہی مومن کا حال ہونا چاہئے اگر خدا تعالیٰ ملکانوں میں ہی ہمیں فتح دیدے اور ان کو ہی ہمارے ذریعہ ہدایت ہو جائے تو ہمیں انہی لوگوں میں کام کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے۔ ان لوگوں کو ہدایت خواہ اب ہو خواہ ہماری نسلوں کے ذریعہ ہم نے کام ہی کرنا ہے اور وہ کرتے جانا چاہئے۔ جو لوگ ست ہو گئے ہیں یہ ان کے ایمان کی کمزوری ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہی کام کا اصل وقت ہے کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کے ایک مامور کا زمانہ ہے۔ کئی لوگ اپنے دل میں یہ حسرت لے کر مر گئے کہ کاش ہم رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں ہوتے تو خدمات کرتے مگر خدا تعالیٰ نے ہماری حسرتوں کو نکالنے کا ہمیں موقع عطا کر دیا ہے اور ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر ہم رسول کریم ﷺ کا زمانہ پاتے تو یہ کرتے کیونکہ ہمارے لئے حضرت مسیح موعود نے رسول کریم ﷺ کا زمانہ آکر دکھا دیا۔ اب بھی اسی طرح جہاد کا زمانہ ہے جس طرح رسول کریم ﷺ کے وقت تھا' اب بھی اسی طرح دشمنوں کا مقابلہ درپیش ہے جس طرح اس وقت تھا' اب بھی اسی قدر تکالیف موجود ہیں جس قدر اس وقت تھیں' آج بھی ایسے ہی خطرات ہیں جیسے اس زمانہ میں تھے' اب بھی جان کی اسی طرح قربانی کی جا سکتی ہے جس طرح اس زمانہ میں کی جاتی تھی کئی علاقے ایسے ہیں کہ جہاں تبلیغ کرنے والوں کو جان کے خطرے ہیں' اب بھی اسی طرح مال خرچ کرنے کا وقت ہے جس طرح اس زمانہ میں تھا اور ایسے ہی اعلیٰ مقاصد میں خرچ کر سکتے ہیں جیسے مقاصد کے لئے رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں خرچ ہوتا تھا۔ پس خدا تعالیٰ نے ہمارے لئے کامیابی کے دروازے کھول دیئے ہیں اور حسرتیں نکالنے کے سامان کر دیئے ہیں اب بھی اگر کوئی سستی کرتا ہے تو یہ اس کے ایمان کی کمزوری ہے۔

جو دوست اس وقت جا رہے ہیں ان کو میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ ایسا کام ہے جس کے مقابلہ کا اور کوئی کام نہیں ہے اور صرف ملکانوں میں ہی تبلیغ کے متعلق میں یہ نہیں کہہ رہا بلکہ جہاں بھی کوئی اس کام کے لئے جاتا ہے وہ ایسا ہی ہے۔ اگر کوئی امریکہ جاتا ہے جہاں کے لوگ تعلیم یافتہ اور علم والے ہیں تو اس کا درجہ اس مبلّغ سے بڑا نہیں جو جاہل اور بے علم لوگوں میں جاکر تبلیغ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس مبلّغ کا درجہ جو بادشاہوں کو تبلیغ کرنے کے لئے جاتا ہے اس مبلّغ کے درجہ سے مساوی ہے جو غریبوں اور فقیروں کو تبلیغ کے لئے نکلتا ہے کیونکہ تبلیغ حق بیان کرنے کا نام ہے اور یہ جاہل کے سامنے بھی کیا جاتا ہے اور عالم کے سامنے بھی۔ بادشاہ کے سامنے

بھی اور گدا کے سامنے بھی تو میری مراد ہر جگہ کی تبلیغ سے ہے مگر علاقہ ملکانہ میں ایسی تبلیغ ہے جو جنگی تبلیغ ہے اور یہ بابرکت زمانہ ہے اس سے آپ لوگوں کو فائدہ اٹھانا چاہئے۔ آپ لوگ دعائیں کرتے جائیں اور بہت دعائیں کریں یہ فتوحات کا وقت ہے۔ اس وقت جس طرح بعض آسانیاں بھی ہیں اسی طرح بعض مشکلات بھی ہیں۔ آسانیاں تو یہ ہیں کہ تم سے پہلے لوگوں نے جو کام کیا ہے اس کی وجہ سے فتوحات کے دروازہ میں بآسانی داخل ہو سکتے ہیں۔ اور مشکل یہ ہے کہ تمہاری ذرا سی سستی اور کوتاہی سے سارا کام خراب ہو سکتا ہے۔ پس گو تمہارا کام تو آسان ہے مگر ذمہ داری بڑھی ہوئی ہے تم آسانی سے پہلے مبلغوں کی محنتوں کے پھل کھا سکتے ہو مگر ذرا سی غفلت سے سب کئے کرائے کو تباہ بھی کر سکتے ہو۔ تم خدا کے حضور عاجزی اور زاری کرتے ہوئے جاؤ اور بہت دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم کو اس کام کا اہل ثابت کرے اور اپنی برکات سے مستفیض کرے۔ باقی ان ہدایات پر پورا پورا عمل کرو جو مطبوعہ تم کو دی گئی ہیں۔ مجھے یہ معلوم کر کے بہت افسوس ہوا کہ ایک شخص کئی ماہ ایک گاؤں میں رہتا ہے مگر جب انسپکٹر جا کر گاؤں کے آدمیوں کے نام اور حالات پوچھتا ہے تو وہ بتا نہیں سکتا۔ میرے نزدیک جو مبلغ کسی گاؤں میں رہتا ہے وہ اگر وہاں کے ایک آدمی سے بھی واقفیت پیدا کرنے میں سستی کرتا ہے اور چلا آتا ہے تو وہ ناکام ہے اس کا کام سب سے اور ایک ایک فرد سے واقفیت پیدا کرنا ہے۔ سو ڈیڑھ سو کے قریب آدمیوں سے زیادہ سے زیادہ چار دن کے اندر اندر واقفیت پیدا کی جا سکتی ہے۔ آپ لوگ اس بات کو اپنا فرض سمجھیں اور جہاں مقرر کئے جائیں وہاں کے تمام لوگوں سے جلد جلد واقفیت پیدا کریں۔ پھر ایسے رنگ میں ان کو تبلیغ کریں کہ جس سے اخلاص اور محبت ٹپکے۔ سست انسان دوسرے کو بھی سست کر دیتا ہے اور چست دوسرے میں بھی چستی پیدا کر لیتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ اخلاص ہو' جوش ہو' تڑپ ہو اور پھر تبلیغ کا اثر نہ ہو۔ کہتے ہیں

افسردہ دل' افسردہ کنند انجمنے را

اور یہ بالکل صحیح بات ہے اگر رونی صورت والا کسی مجلس میں آجائے تو دوسروں کو بھی غمگین بنا دے گا اور اگر خوش طبع انسان غمگین مجمع میں آجائے تو ان کو بھی خوش کر دے گا۔ اسی طرح جو انسان اخلاص سے کام کرنے والا ہو وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے۔ پس اگر وہ لوگ ایمان سے خالی بھی ہو گئے ہیں تو بھی اگر تم پورے جوش اور اخلاص سے کام کرو گے تو ان کے دلوں میں گرمی پیدا ہو جائے گی۔ پس آپ لوگ اخلاص سے کام کریں اور اپنے افسروں کی

اطاعت کریں۔ کام میں کامیابی اسی وقت ہو سکتی ہے جب پوری پوری اطاعت کی جائے ممکن ہے وہ افسر جو تم پر مقرر ہو علم میں تجربہ میں کم ہو۔ مگر انتظام میں یہ نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس میں اطاعت ضروری سمجھی جاتی ہے۔ پس اپنے افسروں کی اطاعت کرو دعائیں کرو اور اخلاص سے کام کرو۔ چونکہ سورج ڈوب گیا ہے اس لئے اسی پر ختم کر کے دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

(الفضل ۱۳- نومبر ۱۹۲۳ء)

۱- الجامع لاحکام القرآن للقرطبی الجزء الاول صفحہ ۱۱۵ مطبوعہ بیروت لبنان ۱۹۵۸ء
۲- یونس : ۱۱
۳- تذکرہ صفحہ ۵۰- ایڈیشن چہارم
۴- مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۴۴۶ مطبوعہ بیروت ۱۹۷۸ء
۵- اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین للزبیدی الجزء الرابع صفحہ ۳۳۰
۶- درثمین فارسی صفحہ ۱۰۷
۷-
۸- تذکرہ صفحہ ۵۰- ایڈیشن چہارم
۹- براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۴۶- روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۱۴
۱۰- الکہف : ۸۴ ۱۱- الکہف : ۸۵ ۱۲- الکہف : ۸۶ ۱۳- الکہف : ۸۷
۱۴- الکہف : ۸۷ ۱۵- الکہف : ۸۷ ۱۶- الکہف : ۸۸
۱۷- الکہف : ۸۹ ۱۸- الکہف : ۸۹ ۱۹- الکہف : ۹۰، ۹۱
۲۰- براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۲ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۱۲۲ (مفہوماً)
۲۱- الکہف : ۹۳، ۹۴ ۲۲- الکہف : ۹۴ ۲۳- الکہف : ۹۵
۲۴- الکہف : ۹۶ ۲۵- الکہف : ۹۷ ۲۶- الکہف : ۹۷
۲۷- الکہف : ۹۸ ۲۸- الشعراء : ۴
۲۹- ابن ماجہ کتاب الجہاد باب من حبسه العذر عن الجہاد
۳۰- الفاتحۃ : ۲
۳۱- تذکرہ صفحہ ۳۸۰- ایڈیشن چہارم
۳۲- تذکرہ صفحہ ۷۲۳- ایڈیشن چہارم

۳۳-
۳۴-بنی اسرائیل : ۱۸
۳۵- مستدرک للحاکم جلد ۱ صفحہ ۴۴۶ مطبوعہ بیروت ۱۹۷۸ء
۳۶- اتحاف السادة المتقین بشرح احیاء علوم الدین للزبیدی الجزء الرابع صفحہ ۳۳۰
۳۷-نیوٹن سر آئزک (۱۶۴۲-۱۷۲۲ء) Newton Sir Isic انگریز ماہر طبیعات، ریاضیات و فلسفہ، اس نے روشنی کا جسیمی (یا خروجی) نظریہ قائم کیا۔ انعکاسی دوربین ایجاد کی۔ حرکت کے کلیوں کی بھی تدوین کی (The New Encyclopaedia Britannica,(Micropaedia vol.VII, P.305)
۳۸- مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۳۲
۳۹- ابن ماجہ کتاب الجہاد باب من حبسہ العذر عن الجہاد
۴۰- الاحزاب : ۲۴
۴۱- بخاری کتاب المناقب باب مناقب عثمان
۴۲-
۴۳- بخاری کتاب المغازی باب من قتل المسلمین یوم احد منہم....الخ
۴۴-
۴۵- الاصابة فی تمییز الصحابة مؤلفہ ابن حجر جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ الطبعة الاولیٰ ۱۳۲۸ھ
۴۶- بخاری کتاب الدعوات باب للّٰہ تعالیٰ مائة اسم غیر واحد
۴۷-اٰل عمران : ۵۶ ۴۸-النصر : ۳
۴۹- بخاری کتاب الصلوٰة باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم جعلت لی الارض مسجداً وطہوراً
۵۰- بخاری کتاب الادب باب التبسم والضحک